

رپورٹ

اجلاس پنجاہ سالہ جوبلی

آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس علی گڑھ

منعقدہ ۲۶ تا ۲۹ مارچ سنہ ۱۹۳۷ء بمقام علی گڑھ

مرتبہ

خاکسار آنریری سکرٹری آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس

باہتمام محمد مقتدی خاں شروانی

شروانی پرنٹنگ پریس علی گڑھ میں چھپی

۱۳۵۷ھ ۱۹۳۸ء

خطباتِ صدارت پنجاہ سالہ جوبلی

مارچ ۱۹۳۷ء میں آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کی پنجاہ سالہ جوبلی کا جو اجلاس علی گڑھ میں منعقد ہوا تھا وہ متعدد شعبوں پر تقسیم کر دیا گیا تھا، ہر شعبہ کا مستقل صدر تھا، چنانچہ ان شعبوں میں بارہ ۱۲ خطبات صدارت ماہرین فن نے پڑھے، جن کا مجموعہ کانفرنس نے شائع کر دیا ہے، ضخامت مع ٹائیٹل ۲۴۰ صفحات۔ قیمت ۸؍

فہرست خطبات پنجاہ سالہ جوبلی

ملنے کا پتہ

صدر دفتر کانفرنس سلطان جہاں منزل علی گڑھ

فہرستِ مضامین

حصہ دوم رپورٹ اجلاس کانفرنس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس علی گڑھ مسلمانانِ ہند کی سب سے زیادہ شہرت یافتہ انجمن ہے جو مسلسل پچاس برس سے "جدید تعلیم" کی اشاعت و ترقی اور دوسری مفید خدمات میں مصروف ہے، اس تعلیمی انجمن کا آغاز دسمبر ۱۸۸۶ء میں ہوا تھا، اس لحاظ سے دسمبر ۱۹۳۶ء میں اس کی عمر پورے پچاس برس کی ہو جاتی ہے، اس بنا پر کانفرنس کے بعض ارکان کو یہ خیال پیدا ہوا کہ پچاس برس پورے ہو جانے پر کانفرنس کی **پنجاہ سالہ جوبلی** علی گڑھ میں منائی جائے چنانچہ فروری ۱۹۳۶ء میں جب کانفرنس کا سالانہ اجلاس **رامپور** میں منعقد ہوا تو خاکسار آنریری سکرٹری کانفرنس نے اپنی "سالانہ رپورٹ" میں اس تجویز کی طرف اشارہ کیا جس پر تمام حاضرین نے اظہار مسرت کیا۔

اجلاس کے بعد یہ خیال برابر ترقی پذیر رہا یہاں تک کہ مئی ۱۹۳۶ء میں کانفرنس کی مجلس انتظامی نے یہ فیصلہ کر دیا کہ کانفرنس کا آئندہ سالانہ اجلاس بطور **پنجاہ سالہ جوبلی** خاص علی گڑھ میں جو کانفرنس کا مرکز و مولد ہے منعقد کیا جائے۔

کانفرنس کا سالانہ اجلاس عموماً دسمبر میں ہوتا ہے اس لئے دسمبر ۱۹۳۶ء کا آخری ہفتہ اجلاس کے لئے تجویز کیا گیا اور انتظام کے لئے "جوبلی سب کمیٹی" کے نام سے ایک مختصر سی کمیٹی بنا دی گئی اس کمیٹی نے اخبارات کے ذریعہ سے تمام ملک میں یہ خبر مشتہر کر کے ابتدائی انتظامات شروع کر دئے لیکن کچھ مدت تک کام جاری رکھنے کے بعد یہ اندازہ ہوا کہ الیکشن کی وجہ سے جس نے سارے ملک کی توجہ اپنی طرف مبذول کر لی ہے اور جس کا سلسلہ دسمبر کے بعد بھی جاری رہے گا اجلاس کا اس زمانہ میں کامیاب ہونا قرین قیاس نہیں، اس لئے پنجاہ سالہ جوبلی

کی تاریخیں بڑھا کر ۲۵ تا ۲۹ مارچ ۱۹۳۸ء مقرر کی گئیں،

چونکہ کانفرنس ایک تعلیمی و اصلاحی انجمن ہے، اور اس کے سالانہ اجلاس میں عموماً ماہرین "فن تعلیم" خاصی تعداد میں شریک ہوتے ہیں، جو تعلیم کے مختلف شعبوں کے متعلق کافی واقفیت رکھتے ہیں اور عام شرکائے اجلاس کو تعلیم کے ان مخصوص شعبوں سے کوئی خاص ذوق نہیں ہو سکتا، اس لئے یہ مناسب سمجھا گیا کہ جوبلی کا اجلاس مختلف شعبوں پر تقسیم کر دیا جائے تاکہ لوگ اپنے اپنے ذوق کے مطابق جس شعبہ میں چاہیں شرکت کریں، چنانچہ کافی غور و بحث کے بعد اجلاس بارہ شعبوں پر تقسیم کر دیا گیا، جو حسب ذیل ہیں،

۱۔ شعبہ ابتدائی تعلیم و مدارس اردو،
۲۔ شعبہ ثانوی تعلیم،
۳۔ شعبہ اعلیٰ تعلیم،
۴۔ شعبہ تعلیم نسواں،
۵۔ شعبہ مدارس اسلامی،
۶۔ شعبہ لٹریسی و تعلیم بالغان،
۷۔ شعبہ معاشیات و اصلاح معاشرت،
۸۔ شعبہ اردو یا اردو کانفرنس،
۹۔ اردو پریس کانفرنس،
۱۰۔ شعبہ ٹیکنکل تعلیم،
۱۱۔ شعبہ اسلامی علوم و فنون،
۱۲۔ شعبہ تعلیمی نمائش

مندرجہ بالا شعبے تجویز کرنے کے بعد جوبلی سب کمیٹی نے ہر شعبہ کے انتظام کے لئے ایک "سکرٹری" اور اس شعبہ کے اجلاس کے لئے ایک "صدر" تجویز کیا، صدر کے انتخاب میں حتی الامکان یہ لحاظ رکھا گیا کہ جو صاحب جس شعبہ کے صدر قرار پائیں وہ اُس شعبہ کے مضمون سے خاص واقفیت یا مناسبت رکھتے ہوں،

ذیل میں ہر شعبہ کے صدر اور سکرٹری کے نام پیش کئے جاتے ہیں،

شعبہ	عہدیداران
۱۔ شعبہ ابتدائی تعلیم مدارس اردو	صدر۔ سید آل علی صاحب نقوی بی اے انسپکٹر مدارس اسلامی صوبجات متحدہ سکرٹری۔ سید اسد اللہ احمد صاحب کاظمی اسسٹنٹ انسپکٹر آف اسکولز (میرٹھ)
۲۔ شعبہ ثانوی تعلیم	صدر۔ ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب شیخ الجامعہ (جامعہ ملیہ) سکرٹری۔ خواجہ غلام السیدین صاحب پرنسپل ٹریننگ کالج مسلم یونیورسٹی علی گڑھ
۳۔ شعبہ اعلیٰ تعلیم	صدر۔ جناب عبداللہ یوسف علی صاحب سکرٹری۔ پروفیسر محمد حبیب صاحب آکسن جوائنٹ سکرٹری۔ عبدالغفور صاحب ایم اے لکچرر ٹریننگ کالج
۴۔ شعبہ تعلیم نسواں	صدر۔ خان بہادر شیخ عبداللہ صاحب ایڈوکیٹ علی گڑھ سکرٹری۔ ڈاکٹر سید ہادی حسن صاحب مسلم یونیورسٹی علی گڑھ
۵۔ شعبہ مدارس اسلامی	صدر۔ مولانا حاجی سید حسین احمد صاحب مدنی (دیوبند) سکرٹری۔ مولانا حاجی ابوبکر محمد شیث صاحب ناظم دینیات مسلم یونیورسٹی
۶۔ شعبہ لٹریسی و تعلیم بالغان	صدر۔ مولوی سید طفیل احمد صاحب (علیگ) سکرٹری۔ سید تجمل حسین صاحب ٹریننگ کالج مسلم یونیورسٹی علی گڑھ
۷۔ شعبہ معاشیات و اصلاح معاشرت	صدر۔ پروفیسر محمد الیاس برنی صاحب حیدر آباد دکن سکرٹری۔ پروفیسر شیخ عطاء اللہ صاحب مسلم یونیورسٹی علی گڑھ
۸۔ شعبہ اردو یا اردو کانفرنس	صدر۔ مولوی عبدالحق صاحب بی اے سکرٹری انجمن ترقی اردو سکرٹری۔ پروفیسر رشید احمد صاحب صدیقی ایم اے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ
۹۔ شعبہ اردو پریس کانفرنس	صدر۔ خان بہادر مولوی بشیر الدین صاحب اڈیٹر البشیر اٹاوہ " منشی دیانرائن نگم صاحب بی اے اڈیٹر رسالہ زمانہ و اخبار آزاد۔ کانپور سکرٹری۔ محمد اکرام اللہ خاں ندوی اڈیٹر کانفرنس گزٹ علی گڑھ مولوی نظام الدین حسین صاحب نظامی اڈیٹر ذوالقرنین بدایوں
۱۰۔ شعبہ ٹکنیکل تعلیم	صدر۔ ڈاکٹر اے جی خانصاحب ڈپٹی ڈائرکٹر اسٹورز دہلی سکرٹری۔ ڈاکٹر رفیق احمد صاحب مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

سکریٹری ۔ مسٹر عبید اللہ صاحب دُرانی سپرنٹنڈنٹ ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ علی گڑھ

۱۱۔ شعبہ اسلامی علوم و فنون، صدر ۔ مولانا حاجی سید سلیمان صاحب ندوی،
سکریٹری ۔ ڈاکٹر امیر حسن صاحب صدیقی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ،

۱۲۔ شعبہ تعلیمی نمائش، صدر ۔ کرنل آر ایس ویر صاحب ڈائرکٹر سررشتۂ تعلیم صوبجات متحدہ،
سکریٹری ۔ ڈاکٹر عبادالرحمٰن صاحب مسلم یونیورسٹی علی گڑھ،
اسسٹنٹ سکریٹری ۔ سید ہمت علی صاحب بی اے،

مندرجہ بالا شیوں سے یہ اندازہ ہوسکتا ہے کہ کانفرنس کی "پنجاہ سالہ جوبلی" کا پروگرام کس قدر وسیع و ہمہ گیر تھا، اور اس کا اہتمام کس قدر مشکل اور محنت طلب تھا، لیکن کارکنان کانفرنس اور مختلف شعبوں کے سکریٹریوں نے اس پروگرام کی تکمیل کے لئے محنت اور کوشش کی اور الحمدللہ کہ وہ اس میں کامیاب ہوئے،

یہ ظاہر ہے کہ ہر شعبہ کا خطبۂ صدارت علیحدہ علیحدہ تھا، جو اس شعبہ کے مقصد و مضمون کے مطابق تھا، لیکن اس کے ساتھ ہی تقریباً ہر شعبہ کے سکریٹری نے دوسرے مختلف ماہرین فن اور ارباب قلم کو بھی جو اس کے شعبہ کے مضمون سے خاص واقفیت یا ذوق رکھتے تھے اپنے شعبہ میں شرکت کرنے اور مقالہ پڑھنے کی دعوت دی تھی، اس لئے تقریباً ہر شعبہ کے اجلاس نے ایک خاص علمی حیثیت اور اہمیت حاصل کر لی تھی،

چونکہ کانفرنس کی "پنجاہ سالہ جوبلی" کا یہ موقع مسلمانوں کی تعلیمی تاریخ میں ایک یادگار موقع تھا، اور اپنے مفید اور وسیع پروگرام کے لحاظ سے خاص اہمیت رکھتا تھا، اس لئے کارکنان کانفرنس نے اجلاس جوبلی میں شرکت کے لئے تمام مسلمانان ہند کو دعوت دی تھی اور ہر صوبہ کی کونسل کے ممبروں تعلیمی کام کرنے والوں، اور تعلیم گاہوں کے عہدہ داروں، نیز علمائے کرام اور ارباب صحائف، اور دوسرے قومی خدام کو صدر دفتر سے براہ راست خطوط بھیج کر جوبلی کی شرکت کے لئے درخواست کی گئی تھی

خطوط کے علاوہ "پنجاہ سالہ جوبلی کا خاکہ" جو ایک رسالہ کی صورت میں تھا، اور جس میں جوبلی کے متعلق تمام ضروری معلومات جمع کر دئے گئے تھے، پانچ ہزار کی تعداد میں شائع کیا جو ہر صوبہ کے مسلمانوں اور اخبارات کے ایڈیٹروں کی خدمت میں بھیجا گیا، خاکسار آنریری سکریٹری کانفرنس اور جوبلی کے دوسرے کارکن ارباب صحائف کی اس بیش قیمت امداد کے ممنون و شکر گزار ہیں کہ انھوں نے

جوبلی کا خاکہ اور دوسرے مضامین جو اجلاس کے سلسلہ میں اُن کی خدمت میں بھیجے گئے بے تامل اور عمدہ طریقہ سے شائع کرکے پبلک کو جوبلی کے مقاصد سے واقف ہونے کا موقع بہم پہنچایا،

مختلف شعبوں کے سکریٹریوں نے بھی اپنے اپنے شعبہ کے متعلق مختلف اعلانات، اشاعت کے لئے اخبارات کو بھیجے جو سب اخبارات نے وقت پر شائع کردئے، جس سے پبلک کو جوبلی کے پروگرام کے متعلق صحیح اور تفصیلی واقفیت حاصل ہوئی، خصوصاً شعبہ اردو پریس کانفرنس سے سب اردو اخبارات نے خاص دلچسپی لی، اور جو اعلانات و مضامین اس شعبہ کے متعلق بھیجے گئے اُن کے شائع کرنے کے علاوہ "اردو پریس کانفرنس" کی تائید میں ایڈیٹوریل نوٹ اور مضامین بھی لکھے، برادران وطن کے اردو اخبارات نے بھی اس شعبہ کی تائید کی، اور اُن میں سے بعض اصحاب شرکت کے لئے تشریف لائے،

غرض دعوتی خطوط اور اخبارات کے ذریعہ سے ہندوستان سے برہما تک کانفرنس کی "پنجاہ سالہ جوبلی" کی شہرت ہوگئی، اس بنا پر کارکنان کانفرنس نے مہمانوں کے قیام و آسائش کا وسیع پیمانہ پر اہتمام کیا تاکہ اگر زیادہ سے زیادہ مہمان آجائیں تو اُن کے متعلق مکمل انتظام موجود ہو اور عین وقت پر کوئی زحمت نہ پیش آئے،

سب مہمانوں کے کھانے کا انتظام خواہ وہ مسلمان ہوں یا ہندو، نہایت اطمینان بخش تھا، لیکن یہ انتظام کانفرنس کی طرف سے نہ تھا بلکہ شروانی خاندان اور خاکسار آنریری سکرٹری کی طرف سے تھا، مہمانوں کی دعوت کا یہ سلسلہ ۲۴ مارچ سے ۲۵ مارچ تک وسیع پیمانہ پر جاری رہا، کھانے کی تیاری سے لے کر اس کے کھلانے کے وقت تک سب انتظام آنریری سکرٹری کے ذاتی کارپردازوں کے ہاتھ میں تھا، جو تجربہ کار ہونے کے علاوہ شائستہ اور تربیت یافتہ تھے، اس لئے سب کام، سکون، اطمینان اور باقاعدگی کے ساتھ اپنے وقت پر ہوتا تھا، کسی قسم کا شور و ہنگامہ یا ابتری نہ تھی،

مہمانوں کے قیام کے لئے کرکٹ لان اور آفتاب ہوسٹل کے مابین وسیع و مسطح میدان میں ایک شاندار کیمپ تجربہ کار اصحاب کی نگرانی میں تیار کیا گیا تھا، جس میں سفید و بلند بالا خیموں کی باقاعدہ و مسلسل قطاریں، خوبصورت روشیں، اور سرسبز درختوں اور شاندار پھاٹکوں پر بجلی کے رنگ برنگ قمقمے ایک عجیب دلکش اور نظر فریب منظر پیدا کر رہے تھے، وسط میں خوشنما پارک، باقاعدہ چمن بندی سبزہ زار لطیفت و روح پرور ہوا، اور خوشگوار و معتدل موسم اور ماہ کامل کی ضیا افشانی نے اس کے

منظر کو نہایت پُرکیف و دل آویز بنا دیا تھا، اور کیمپ کے بالکل متصل "آفتاب ہوسٹل" کی رفیع الشان وخوبصورت عمارت نے اس آبادی کی عظمت اور خوشنمائی میں اور اضافہ کر دیا تھا،

خیموں کا ایک سلسلہ علمائے کرام، اور ایک سلسلہ اڈیٹران اخبار کے لئے مخصوص تھا، ایک وسیع "شامیانہ" جو ضروری فرنیچر سے آراستہ تھا، مجلس مضامین (سبجکٹس کمیٹی) کے اجلاس اور عملہ کانفرنس کے علاوہ مہمانوں کی باہمی ملاقات کے کام میں بھی آتا تھا، شامیانہ کے قریب "دفتر معلومات" تھا جس کے کارکن اپنے فرائض میں منہمک اور مہمانوں کو سہولت اور معلومات بہم پہنچانے کے لئے ہر وقت مستعد نظر آتے تھے،

کیمپ کے متصل **نمائش گاہ** تھی، نمائش میں ہندوستان کے مختلف صوبوں سے نہایت نفیس چیزیں اور زنانہ مصنوعات اور صنعت گری کے نمونے اور نادر الوجود قلمی کتابیں آئی تھیں جو خاص کوشش سے حاصل کی گئی تھیں، خاکسار آنریری سکریٹری نے بھی اپنے کتاب خانہ کی بہت سی نادر و نایاب کتابیں نمائش کے لئے دی تھیں، طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی بھی بہت سی قابل دید چیزیں اور جدید آلات و مجسمے جو فن طب اور علم تشریح سے تعلق رکھتے ہیں نمائش گاہ میں ایک خاص ترتیب سے رکھے گئے تھے، یہ قیمتی سامان پرنسپل صاحب طبیہ کالج نے عنایت کیا تھا، جن کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے،

کیمپ کے حسن انتظام، اور اسٹیشن پر مہمانوں کے استقبال میں بڑا حصہ سٹی اسکول (مسلم یونیورسٹی) کے اسکاوٹ کا تھا، جو ماسٹر **شبیر احمد** صاحب بی اے جیسے انتظامی تجربہ رکھنے والے کارکن کے زیر نگرانی نہایت باقاعدگی، مستعدی، اور ذمہ داری کے ساتھ اپنے فرائض ادا کرتے تھے، کانفرنس کو تقریباً ہر سال اپنے سالانہ اجلاس کے زمانہ میں علی گڑھ کے باہر دوسرے مقامات پر بھی ان نوجوانوں کی خدمات سے متمتع ہونے کا موقع ملتا ہے، وہ ہمارے مہمانوں کی ضرورتوں اور ان کی ذہنیت سے اس قدر واقف ہو چکے ہیں اس لئے بہت خوش اسلوبی اور سلیقہ سے اپنا فرض ادا کرتے ہیں، غرض ۲۴ مارچ ۱۹۳۰ء تک مہمانوں کے قیام وطعام کے متعلق حسب مندرجہ بالا انتظامات مکمل ہو چکے تھے،

جوبلی کے اجلاس عام کے لئے "اسٹریچی ہال" تجویز کیا گیا تھا جو عہد سرسید مرحوم کی یادگار

ہے، اور جس کے ساتھ بہت سی روایات وابستہ ہیں، اور جس میں سرسید کے زمانہ سے اب تک ہزاروں جلسے ہو چکے ہیں جن میں بعض تاریخی حیثیت رکھتے ہیں، اس کے علاوہ دنیا کے بڑے بڑے فرمانروا، اور مشاہیر اسلام اور برگزیدہ ہستیاں اس میں تشریف لاکر مسلمانوں کو اخلاص و محبت کا پیام دے چکی ہیں، کانفرنس کا سب سے **پہلا اجلاس** بھی اسی ہال میں ہوا تھا جبکہ وہ زیر تعمیر تھا اور اب پچاس برس بعد کانفرنس کی **پنجاہ سالہ جوبلی** بھی اسی ہال میں منائی گئی اس موقع پر یہ تذکرہ غالباً بے محل نہ ہوگا کہ جوبلی کے اجلاس میں ایک ہستی **خواجہ سجاد حسین** صاحب بی اے (خلف مولانا حالی مرحوم) کی بھی تھی جس نے ایام شباب میں کانفرنس کا پہلا اجلاس بھی اس ہال میں دیکھا تھا، اور پھر پورے پچاس برس بعد کانفرنس کی جوبلی بھی یہاں دیکھی،

اجلاس عام کے علاوہ بعض شعبوں کے اجلاس بھی **اسٹریچی ہال** میں منعقد ہوئے لیکن اکثر شعبوں کے اجلاس مشتاق منزل اور آسمان منزل وغیرہ کالج کی مشہور عمارتوں میں ہوئے، جو بجائے خود بھی اپنی دیرینہ روایات کی بنا پر ایک امتیاز خاص رکھتی ہیں،

غرض کانفرنس کی پنجاہ سالہ جوبلی نے علی گڑھ کو ایک حیات تازہ بخشی تھی، ہر طرف ایک چہل پہل اور زندگی کے آثار نظر آتے تھے، اور یہاں کے ماحول میں دور و دراز کے مہمان یہ محسوس کرتے تھے کہ وہ سفر میں نہیں بلکہ اپنے گھر میں اور اپنے بھائیوں کے حلقۂ محبت میں ہیں،

پہلا اجلاس

مقام۔ اسٹریچی ہال۔ مسلم یونیورسٹی

۲۶ مارچ ۱۹۳۶ء روز جمعہ ۹ بجے صبح

پنجاہ سالہ جوبلی کا افتتاحیہ اجلاس ۲۶ مارچ کو تقریباً ۹ بجے "اسٹریچی ہال" میں شروع ہوا، جو سادگی اور نفاست کے ساتھ آراستہ کیا گیا تھا، سب سے پہلے مولانا **ابوبکر محمد شیث** صاحب ناظم دینیات مسلم یونیورسٹی نے تلاوت **قرآن مجید** سے اجلاس کا آغاز کیا اس کے بعد عالیجناب نواب بہادر الحاج ڈاکٹر سر **محمد مزمل اللہ خاں** بہادر کے، سی، آئی، ای، او، بی، ای صدر جماعت استقبالیہ نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا،

رسم است کہ مالکان تحریر
آزاد کنند بندۂ پیر

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ میری حالت اس مشہور مثل کے مطابق ہے کہ ستر ابہترا، مگر اس پر بھی مجھے آزادی نصیب نہیں، اور باوجود ضعف و ناتوانی مجھے اس قسم کے موقعوں پر حاضر ہونا پڑتا ہے، انسان کی حالت یہ ہے کہ ہکور، ذریروز انحطاط ہوتا جاتا ہے، پرانے دوست و عزیز جدا ہوتے جاتے ہیں مگر اس پر بھی وہ برابر ہل من مزید، ہل من مزید کہتا رہتا ہے،

افسوس کہ میں ضعف بصارت کی وجہ سے اپنا خطبۂ صدارت خود نہیں پڑھ سکتا، اللہ تعالیٰ انسان کو ہر چیز ایک اندازہ و مقدار سے عطا کرتا ہے، اگر انسان فضول خرچی سے اس کو قبل از وقت ختم کردے تو آخر میں وہ اس نعمت سے محروم ہوجاتا ہے،

مشہور شاعر **انشاء اللہ خاں** کی زندہ دلی کا حال آپ نے سنا ہوگا، جن کو ہنسنے ہنسانے کے علاوہ کوئی شغل نہ تھا، انھوں نے اس قوت کو اس بے اعتدالی سے استعمال کیا کہ جو حصّہ قدرت نے انھیں عطا کیا تھا قبل از وقت ختم کر دیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عمر کا دور آخر اس طرح گذرا کہ ایک ٹوٹا پھوٹا حقہ سامنے رکھا ہے، اور غمگین و سرنگوں بیٹھے ہیں، ہنسی خوشی یا زندہ دلی کا نام و نشان نہیں، میرا بھی یہی حال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے لکھنے پڑھنے کی قوت عطا کی تھی میں نے اُس قوت کو اندازہ سے زیادہ خرچ کیا اور اسراف سے کام لیا، نتیجہ یہ ہے کہ اب نہیں پڑھ سکتا، چنانچہ یہ خطبۂ صدارت میں خود نہیں پڑھوں گا، کانفرنس کے جوائنٹ سکرٹری صاحب نے اس کو پڑھنا منظور فرما لیا ہے وہ آپ کو پڑھ کر سنائیں گے، اس کے بعد نواب بہادر نے مختصر الفاظ میں کانفرنس کی ضرورت پر بحث کی اور علی گڑھ تحریک سے اپنے تعلقات کی قدامت کا تذکرہ کیا اور بتایا کہ جب بجائے شاندار عمارتوں کے یہاں محض ایک چبوترہ اور نامکمل در و دیوار تھے اُس وقت سے آپ اس تحریک میں شریک ہیں، پھر اس سلسلہ میں آپ نے یہ فرمایا کہ ہمیں چاہیے کہ ان علماء سے مل کر جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں باہم یہ طے کریں کہ قوم کے لئے آئندہ کیا کرنا ہے، آپ نے جوبلی کے پروگرام کے متعلق یہ فرمایا کہ وہ نہایت اچھا ہے اور امید ظاہر کی کہ وہ مفید اور نتیجہ خیز ثابت ہوگا، آخر میں آپ نے فرمایا کہ وہ حاضرین کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتے، اس کے بعد آنریری جوائنٹ سکرٹری صاحب کانفرنس سے خطبہ پڑھنے کے لئے ارشاد فرمایا

جب اس تمہیدی ارشاد کے بعد جس کا خلاصہ ہم نے اوپر عرض کیا نواب بہادر اپنی جگہ پر بیٹھ گئے تو پروفیسر **عبد المجید** قریشی صاحب آنریری جوائنٹ سکرٹری کانفرنس نے نہایت بلند آہنگی سے ممدوح کا مطبوعہ خطبہ پڑھا جس کا ایک ایک لفظ حاضرین کے دل نشین ہوا، اور انھوں نے بار بار نعرہ ہائے تحسین بلند کئے۔

خطبۂ صدارت جماعت استقبالیہ

حضرات! میری زندگی میں یہ پہلا موقع نہیں ہے کہ میں علی گڑھ کی سرزمین پر بزرگانِ ملت اور خدامِ وطن کا خیر مقدم کرنے کے لئے یہاں حاضر ہوا ہوں' میں اسی اسٹریچی ہال میں گزشتہ اور موجودہ صدی میں بہت سے جلیل القدر اور ذی رتبہ مہمانوں کے خیر مقدم کی عزت و مسرت حاصل کر چکا ہوں ؏

عمر گزری ہے اسی دشت کی سیاحی میں

چنانچہ مسلم یونیورسٹی کی پنجاہ سالہ جوبلی کا جو عظیم الشان اور معرکتہ الآرا جلسہ ہوا تھا اُس موقع بھی اعیانِ ملک و قوم کے خیر مقدم اور خدمت کی عزت مجھے حاصل ہو چکی ہے۔ لیکن آج جب کہ میں آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کی **"پنجاہ سالہ جوبلی"** کے مبارک موقع پر بزرگانِ قوم اور برادرانِ ملت کا خیر مقدم کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں تو میرا دل گونا گوں جذبات سے معمور ہے' کیونکہ علی گڑھ کا گزشتہ نصف صدی کا مرقع میری آنکھوں کے سامنے ہے' اور میں اس کے دل کش مناظر سے اس قدر مسحور اور متاثر ہوں کہ زبان کو ادائے مطالب سے قاصر پاتا ہوں' آج سے پچاس برس پہلے ایسے موقعوں پر جو صورتیں نظر آتی تھیں وہ کچھ اور تھیں اور آج مجلس کا طور کچھ اور ہے' اس لئے مجھے لب کشائی کی جرأت نہیں ہوتی'

حضرات! آج کی مجلس دیکھ کر مجھے وہ زمانہ یاد آ رہا ہے جب کہ ۱۸۸۶ء میں اسی سرزمین پر سر سید مرحوم نے اس عزم و ارادہ کے ساتھ کانفرنس کی بنیاد رکھی تھی کہ وہ اس کے ذریعہ سارے ہندوستان کے مسلمانوں میں علومِ جدیدہ کے حاصل کرنے کا ذوق پیدا کر دیں گے کیونکہ وہ زمانہ تھا جب سر سید کے احباب و مخلصین اور چند زمانہ شناس بزرگوں کے سوا عام مسلمان ان کی تعلیمی تحریک سے بیزاری ظاہر کرتے تھے' اور انگریزی تعلیم کی ضرورت کا عام احساس اب تک اُن میں پیدا نہیں ہوا تھا۔ اس لئے تعلیم جدید کی اشاعت و ترقی کے لئے اُن سے ہر قسم کی مالی و اخلاقی امداد حاصل کرنا بہت مشکل تھا'

کانفرنس کا پہلا اجلاس

غرض جب کانفرنس کا پہلا اجلاس اسٹریچی ہال کی نامکمل عمارت میں ایک شامیانے کے نیچے منعقد ہوا تو اُس میں گنتی کے چند آدمی شریک

تھے، چنانچہ سرسید کے دست راست مولوی محمد **سمیع اللہ خاں** صاحب سی ایم جی نے پہلا اجلاس کا افتتاح کرتے ہوئے فرمایا:۔

"آج کا جلسہ کچھ بڑا جلسہ نہیں ہے، مگر مجھ کو قوی امید ہے کہ آئندہ اس پر لوگوں کو بہت توجہ ہوگی اور ہر سال اس جلسہ کو ترقی ہوتی جائے گی"۔

یہ الفاظ آج سے پچاس برس پہلے اس ہال میں کہے گئے تھے۔ لیکن مجھ کو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کل کی بات ہے، پچاس برس گویا چشم زدن میں گزر گئے اور وہ بچہ جو ہمارے سامنے عالم وجود میں آیا اور جس نے ہماری گود میں پرورش پائی آج پچاس برس کی عمر کو پہنچ چکا ہے اور ہم اس کی طلائی جوبلی منانے کے لئے یہاں جمع ہوئے ہیں، خصوصاً میرے لئے یہ امر کس قدر باعث مسرت ہے کہ میں اس بچہ کی پنجاہ سالہ جوبلی کی تقریب میں شریک ہونے پر آپ کا خیر مقدم کر رہا ہوں،

حضرات! مولوی محمد **سمیع اللہ خاں** صاحب نے جو امید اس ہونہار بچے کی ترقی اور نشو ونما کے متعلق ظاہر فرمائی تھی وہ خدائے تعالیٰ کے فضل و کرم اور قوم کی مالی و اخلاقی امداد کی بدولت پوری ہو چکی ہے اور آج سارے ہندوستان میں کانفرنس کے نام اور کام کی کافی شہرت ہے"

آج سے پچاس برس پہلے جب آپ کی کانفرنس جس کا نام اُس وقت "محمڈن ایجوکیشنل کانگرس" تھا وجود میں آئی اور اس کا پہلا اجلاس علی گڑھ میں منعقد ہوا تو اُس کے ایک تعلیم یافتہ ممبر نے یہ تجویز اجلاس میں پیش کی:۔

"اس جلسہ کی یہ رائے ہے کہ محمڈن ایجوکیشنل کانگرس کا ہیڈ کوارٹر علی گڑھ میں قرار دیا جائے اور اس کے مقاصد کی تائید کے لئے ہر ایک شہر و قصبہ میں کمیٹیاں قائم ہوں"

محرک نے حسب دستور اس تجویز کی تائید میں ایک طویل و مدلل تقریر کی اور اس سلسلہ تقریر میں اس علی گڑھ کے متعلق جہاں آپ تشریف لائے ہیں یہ کہا:۔

"میری رائے میں ہیڈ کوارٹر کے لئے یہی جگہ مناسب ہے کہ جہاں ایسے لوگ موجود ہوں کہ جن کی رائے کو ہر شخص وقعت کی نگاہ سے دیکھتا ہے، جنھوں نے تعلیم کے دقیق مسئلوں پر مدتوں غور کیا ہے اور جن کی رایوں اور جن کے کاموں اور جن کی ذاتوں پر ملک کو عام طور پر بھروسا ہے،

ہیڈ کوارٹر کے لئے دوسری شرط یہ بھی ہے کہ ملک کے مرکز پر واقع ہو اور کسی

شخص کو وہاں آنے میں کچھ بھی زیادہ دقت نہ پڑے، میری رائے میں ان لحاظات سے محمڈن ایجوکیشنل کانگریس کا ہیڈ کوارٹر بنانے کے لئے علی گڑھ سے زیادہ مناسب جگہ کوئی نہیں ہو سکتی، اگر آپ ذرا نگاہ تامل سے دیکھیں گے تو معلوم ہوگا کہ دراصل علی گڑھ ہی تمام قومی ترقیوں کا سرچشمہ ہے، قومی ترقیوں کا مواج دریا اسی سرزمین سے نکلا ہے، یہ فخر علی گڑھ ہی کو حاصل ہے کہ قومی ترقی کی صدا جو تمام ہندوستان میں گونجی اور جس نے ہر فرد بشر کو خواب غفلت سے بیدار کر دیا، یہیں سے پہلے پہل بلند ہوئی، یہ فخر علی گڑھ ہی کو حاصل ہے کہ قومی ترقی کا پودا اسی سرزمین پر سرسبز ہوا، یہ فخر علی گڑھ ہی کو حاصل ہے کہ یہاں ایسے لوگ موجود ہیں کہ جو قومی اغراض کو ذاتی اغراض پر ترجیح دیتے ہیں اور جنھوں نے اپنی عمروں کے گراں بہا حصے انھیں باتوں پر غور کرنے اور انھیں مسئلوں کے حل کرنے میں صرف کئے ہیں اور جن کی ذات پر تمام ہندوستان بھروسا کرتا ہے،

اگر اب اور لحاظات سے غور کیا جاتا ہے تو بھی علی گڑھ اس بات کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کے ہر حصے کے باشندوں نے اپنی اولاد کو یہاں تحصیل علوم کی غرض سے بھیجنے اور دوسری باتوں سے اس امر کا عملی ثبوت دیا ہے کہ علی گڑھ گو فاصلہ میں دور ہو مگر ہر شخص کے دل سے نزدیک ہو"

علی گڑھ کی مرکزی حیثیت

حضرات! آپ نے سُنا، یہ خیالات ہیں جو آج سے نصف صدی پہلے کانفرنس کے اوّلین اجلاس کے موقع پر علی گڑھ کے متعلق ظاہر کئے گئے تھے، اس زمانہ میں علی گڑھ سرسید کی تعلیمی اور اصلاحی تحریک کی سرگرمیوں کا مرکز بن چکا تھا اور ایم اے او کالج کے قیام کو دس برس ہو چکے تھے۔

اسی مختصر مدت میں علی گڑھ نے اسلامی ہند کے "دماغ" کی حیثیت حاصل کر لی تھی، حکومت بھی اس کی اہمیت سے باخبر تھی اور یہ سب کچھ سرسید اور ان کے رفقائے کار کی زبردست شخصیت کا اثر تھا جن کی مسلسل و پیہم جد و جہد نے صاحب فکر اور درد مند مسلمانوں کو اس تحریک پر متوجہ کر دیا تھا لیکن ابھی سرسید اور ان کے دوستوں کے سامنے کام کا ایک وسیع میدان موجود تھا اور ایک بڑی مہم سر کرنا تھی، یعنی عامۂ مسلمانوں کو اپنا ہم خیال بنانا تھا، جو مذہبی وجوہ سے جدید تعلیم پر متوجہ نہیں تھے، کوئی شبہ نہیں کہ سرسید نے اور سرسید کی وفات کے بعد ان کے رفقائے کار نے

یہ مہم کانفرنس کے ذریعہ سے سر کی، اور علی گڑھ تحریک کا اصلی دورِ ترقی کانفرنس کے وجود میں آنے کے بعد شروع ہوا اور علی گڑھ کی وہ مرکزیت جس کی طرف کانفرنس کے اولین اجلاس منعقدہ ۱۸۸۶ء میں اشارہ کیا گیا تھا، کانفرنس کے عروج کے بعد مستحکم ہوئی، یہ کانفرنس ہی تھی جس نے ہندوستان کے مختلف صوبوں میں اپنے سفیر بھیج کر اور اپنے سالانہ اجلاس منعقد کرکے علی گڑھ کا نام تمام ملک میں روشن کر دیا اور سارے ہندوستان کی نظریں علی گڑھ کی طرف اُٹھنے لگیں،

اس میں کچھ شک نہیں کہ سرسید مرحوم نے انسٹی ٹیوٹ گزٹ اور تہذیب الاخلاق کے ذریعہ سے بھی اپنے سیاسی و مذہبی خیالات کی ملک میں اشاعت کی لیکن یہ حلقۂ اشاعت ہمیشہ محدود رہا کیونکہ ان کے اخبار اور رسالے کے پڑھنے والے بہت تھوڑے تھے جو زیادہ تر ان کے احباب اور کچھ تعلیم یافتہ مسلمان تھے، اُس زمانہ کی حالت آج کل کی طرح نہ تھی کہ شہر کے گلی کوچوں اور بازاروں میں تازہ روزانہ اخبارات ایک ایک آنہ میں فروخت ہوتے ہیں اور ان اخبارات کے ذریعہ سے ہر تحریک تمام ملک میں نہایت سرعت کے ساتھ پھیل جاتی ہے،

کانفرنس کے دائرہ عمل کی وسعت

غرض سرسید کے اخبار اور رسائل کے مقابلہ میں ان کی کانفرنس کا حلقۂ اشاعت خاصہ وسیع تھا، جس شہر میں کانفرنس کا اجلاس ہوتا تھا وہاں ایک چہل پہل ہوجاتی تھی اور بہت سے لوگ وزیٹر اور ممبر کی حیثیت سے اجلاس میں شریک ہو سرسید اور ان کے رفقا کی تقریریں سُنتے تھے اور انھیں سرسید کی تعلیمی تحریک اور ایم اے او کالج کی خدمات سے واقف ہونے کا موقع ملتا تھا، جس سے اُن کا رجحان علی گڑھ کی طرف بڑھتا تھا، بلکہ کانفرنس کے ذریعہ سے ہر سال کچھ نئے کام کرنے والے قوم میں پیدا ہوجاتے تھے جو اپنے اپنے مقام پر تعلیمی تحریکوں میں سرگرمی سے حصہ لیتے تھے، خود سرسید کی ہمہ گیر شخصیت اور ان کی حوصلہ افزائی بھی لوگوں میں ولولہ پیدا کرتی تھی،

مجھے یاد ہے کہ جب کانفرنس وجود میں آئی تو یہ میرے عنفوان شباب کا زمانہ تھا، دل میں حوصلہ اور کام کرنے کی اُمنگ تھی، جس کا موقع کانفرنس ہی کے اجلاس کے زمانہ میں ملا، یعنی جب ۱۸۸۹ء میں کانفرنس کا اجلاس دوسری مرتبہ علی گڑھ میں منعقد ہوا تو سرسید نے مہمانوں کی خدمت میرے متعلق کی جو خوش دلی و مستعدی سے انجام دی گئی جس پر سرسید نے ازراہ شفقت بزرگانہ رپورٹ میں کلمات تحسین و ستائش سے حوصلہ افزائی کرکے مزید ذوق

خدمت میرے دل میں پیدا کیا،

جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کانفرنس کا سب سے پہلا اجلاس جو علی گڑھ میں منعقد ہوا اُس کے متعلق مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب نے یہ فرمایا تھا:۔

"آج کا جلسہ کوئی بڑا جلسہ نہیں ہے"

لیکن جب ۱۸۸۷ء میں دوسری مرتبہ کانفرنس کا اجلاس علی گڑھ میں ہوا تو اس مختصر مدت میں کانفرنس کی ہردلعزیزی اس قدر بڑھ گئی تھی کہ اس اجلاس کے ممبروں کی تعداد ۲۴۴ تھی جس میں مختلف صوبوں کے ممبر تھے، کیا اس سے یہ اندازہ نہیں ہو سکتا کہ کانفرنس کی طرف ملک کا رجحان کس قدر بڑھ گیا تھا، چونکہ گزشتہ نصف صدی سے ایم اے او کالج اور ایجوکیشنل کانفرنس سے مستقل تعلق قائم رہا ہے اور میں نے ان اداروں کے انتظام میں عملی حصہ لیا ہے اور مختلف طریقوں سے یہ خدمات انجام دیتا رہا ہوں اس لئے ایک عینی شاہد اور شریک کار کی حیثیت میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ پچھلے پچاس سال میں کانفرنس نے مسلمانوں میں تعلیم کی اشاعت وترقی کے لئے مختلف صورتوں میں جو خدمت انجام دی ہے، وہ ہر لحاظ سے قابل تحسین وستائش ہے۔

قوم کو کانفرنس کی ضرورت

اس موقع پر ایک اور بات عرض کر دوں کبھی کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ جب کانفرنس جدید تعلیم کی ملک میں کافی اشاعت کر چکی اور لوگوں کے دل میں موجودہ تعلیم کی طرف سے جو تعصبات تھے وہ تقریباً زائل ہو گئے تو اب کانفرنس کو تعلیمی کام کرنے کی کیا ضرورت ہے، اسے کسی دوسری خدمت میں مصروف ہونا چاہیے۔

حضرات! یہ خیال ان لوگوں کا ہے جنھوں نے صورت حال کا پوری توجہ سے مطالعہ نہیں کیا ہے، سب سے پہلا سوال تو یہ ہے کہ مسلمانوں کو اس ملک اور موجودہ ماحول میں رہ کر تعلیم کی ضرورت ہے یا نہیں (خواہ طریقۂ تعلیم اور طرز تعلیم جو کچھ بھی ہو) اگر تعلیم حاصل کرنے کی ضرورت نہیں تو پھر بےشبہ کانفرنس کی بھی ضرورت نہیں، لیکن اگر ایسا نہیں ہے اور مسلمانوں کے لیے تعلیم حاصل کرنا ضروری ہے تو پھر کانفرنس کی ضرورت سے کیسے انکار ہو سکتا ہے؟ اگر پہلے کانفرنس کی اس لئے ضرورت تھی کہ مسلمانوں کو تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب دے اور جدید تعلیم کے برخلاف ان کے تعصبات کو دور کرے، تو آج اس لئے ضرورت ہے کہ تعلیم حاصل کرنے میں مسلمانوں کو جو مشکلات درپیش ہیں اور جو دشواریاں سنگ گراں کی طرح راہ میں حائل ہیں انھیں دور کرے جو لوگ تعلیمی کام کر رہے ہیں وہ ان مشکلات سے بخوبی واقف ہیں جو اس وقت مسلمانوں کی تعلیم

میں مانع ہیں، ایک تعلیم پر منحصر نہیں، بلکہ زندگی کے ہر شعبہ میں آج کل مقابلہ و کش مکش جاری ہے اور ایسی کسی قوم کے لئے آسانی سے آگے بڑھنا ممکن نہیں ہے، ان حالات کے لحاظ سے مسلمانوں کو بھی ہر قومی مقصد کی تکمیل کے لئے منتظم و مضبوط جماعتوں کی ضرورت ہے جو موجودہ زمانہ کے اصول کار کے مطابق اپنی قومی ترقی کے لئے مسلسل جد و جہد کرتی رہیں، گویا جس طرح مسلمانوں کو ایک **ایجوکیشنل کانفرنس** کی ضرورت ہے اسی طرح ایک پولیٹکل کانفرنس یا مسلم لیگ کی بھی ضرورت ہے جو سیاسی کام کرے خواہ اس کا نام کچھ بھی ہو اسی طرح موجودہ حالات کے لحاظ سے ایک ایسی جماعت کی بھی ضرورت ہے جو قوم کی اقتصادی و مالی اصلاح کے لئے مختلف تدابیر عمل میں لائے اور تعلیم یافتہ نوجوانوں میں تجارتی و کاروباری زندگی کا ذوق پیدا کرے،

میرا مقصد یہ ہے کہ موجودہ دور میں ہر قوم کو جو ترقی کرنا چاہتی ہے منتظم و باضابطہ اداروں کی ضرورت ہے جو قوم میں زندگی اور بیداری پیدا کریں اور اس کے حقوق حاصل کرنے کے لئے پیہم جد و جہد کرتے رہیں، آپ موجودہ زمانہ میں رہ کر ان اداروں سے بے نیاز نہیں ہو سکتے، اگر آپ کو واقعی طور پر عزت و اطمینان کے ساتھ زندہ رہنے کی خواہش ہے تو وہ سب کچھ کرنا پڑیگا جو دوسرے کرتے ہیں، بلکہ اپنی حالت زبوں کے اعتبار سے دوسروں سے بہت زیادہ کرنا پڑے گا، اگر آپ ایسا نہ کریں گے تو دوسری قوموں کے دوش بدوش نہیں چل سکیں گے،

گزشتہ **نصف صدی** میں اگر آپ نے تعلیم میں کسی قدر ترقی کی ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اب کسی جد و جہد کی ضرورت نہیں، ابھی آپ کے سامنے کام کے لئے ایک وسیع میدان موجود ہے اور صرف تعلیم ہی کے سلسلہ میں بہت کچھ کرنا باقی ہے، جو کام آپ کے سامنے ہے وہ آپ انفرادی طور پر انجام نہیں دے سکتے اس لئے اجتماعی جد و جہد کی ضرورت ہمیشہ باقی رہے گی،

کانفرنس کی گوناگوں خدمات

حضرات! میں نے کانفرنس کے سالانہ اجلاس منعقدہ میرٹھ کے خطبۂ صدارت میں یہ عرض کیا تھا کہ کانفرنس میرے سامنے پیدا ہوئی، پلی، پرورش ہوئی، پروان چڑھی اور آج وہ اس حالت میں ہے جیسی کہ آپ دیکھ رہے ہیں۔

اسی واقفیت اور قریب ترین تعلق کی بنا پر میں نے یہ بتایا تھا کہ کانفرنس نے ہندوستان میں اب تک تعلیم کی تبلیغ و اشاعت کی ہے، اس کی تحریک سے جا بجا اسلامی تعلیم گاہیں

اور بورڈنگ ہاؤس قائم ہوئے ہیں اس نے مسلم یونیورسٹی کے قائم کرنے میں نہایت زبردست نمایاں اور غیر معمولی حصہ لیا ہے، یونیورسٹی کی باقاعدہ تحریک سب سے پہلے اسی کے پلیٹ فارم پر کی گئی اور جب اس تحریک نے کچھ ترقی کی تو کانفرنس نے اپنے دفتر کے سارے عملے اور سفرا کی خدمات یونیورسٹی کے لئے وقف کردیں،

اس کے علاوہ مختلف مضامین کے ہزاروں پمفلٹ اس تحریک کی تائید وحمایت میں چھاپ کر تمام ہندوستان میں پھیلا دئے، کانفرنس نے ایک لاکھ سے زیادہ روپیہ وظائف میں خرچ کیا۔ چنانچہ آج ملک میں سینکڑوں شخص ایسے موجود ہیں جنھوں نے کانفرنس کی مالی اعانت سے تعلیم حاصل کی اور اب برسرکار ہیں اور فکر معاش سے فارغ البال۔

حضرات! جیسا کہ آپ میں سے اکثر اصحاب واقف ہیں کانفرنس آج بھی اپنے فرائض سے غافل نہیں اب بھی طلبہ کو تعلیم کی تکمیل کے لئے ہزاروں روپیہ سالانہ کے وظائف دئے جاتے ہیں اور حسب ضرورت وگنجائش کم استطاعت طلبہ کی کتابوں سے بھی مدد کی جاتی ہے،

ایک خاص بات یہ ہے کہ یہ وظائف بلا قید صوبہ ہر ضرورت مند طالب علم کو خواہ وہ کسی اسلامی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو دئے جاتے ہیں، وظائف کے علاوہ کانفرنس مختلف مکاتب ومدارس کی مالی امداد بھی کرتی ہے، کیونکہ مکاتب ومدارس ہی اشاعت تعلیم کا ذریعہ ہیں، وظائف کے تذکرے کے سلسلہ میں یہ ظاہر کردینا مناسب ہوگا کہ کانفرنس اب عام تعلیم کے لئے وظائف نہیں دیتی بلکہ صرف تعلیمی ٹریننگ اور پیشوں کی تعلیم کے لئے دیتی ہے، میرے نزدیک وظائف کی تخصیص بہت مناسب ہے، عام تعلیم کے جو نتائج ہیں وہ اب ہمارے سامنے ہیں، ایسی حالت میں یہ ضروری ہے کہ طلبہ کو وظائف کی ترغیب دے کر کسی ہنر اور پیشہ کی تعلیم کے لئے آمادہ کیا جائے تاکہ انھیں حصول معاش میں سہولت ہو۔

طلبہ کو وظائف دینے اور مکاتب کی امداد کرنے کے علاوہ کانفرنس علمی وادبی خدمت بھی کرتی ہے، چنانچہ اس نے گزشتہ چند سال میں بہت سی نہایت مفید علمی، تاریخی اور تعلیمی کتابیں شائع کرکے ہماری زبان کے علمی وادبی ذخیرہ میں مفید اضافہ کیا ہے۔ اسی سلسلہ میں کانفرنس کا آرگن ہفتہ وار **کانفرنس گزٹ** بھی لائق ذکر ہے جس کو میں روز اول سے برابر مطالعہ کرتا ہوں، یہ تعلیمی واصلاحی اخبار اپنے نہایت مفید وسنجیدہ مضامین اور صائب رائے کی بنا پر مختلف مشاہیر ملک اور ارباب قلم کی تحسین وستائش حاصل کرچکا ہے۔ مجھے امید ہے کہ مسلمان

جناب گورنر کی سرپرستی فرماکر کارکنان کانفرنس کی حوصلہ افزائی فرمائیں گے اور اپنی علم دوستی کا ثبوت دیں گے۔

تعلیمی نصب العین پر نظر ثانی کی ضرورت

حضرات! جب ۱۸۸۶ء میں سرسید نے کانفرنس کی بنیاد رکھی تھی اس وقت مسلمان عام تعلیم میں بہت پیچھے تھے۔ اس لئے انھیں متوجہ کرنے کی ضرورت تھی۔ لیکن اب حالات بدل گئے ہیں موجودہ صورت یہ ہے کہ تعلیم یافتہ تو موجود ہیں لیکن سلسلۂ کاروبار ناپید، ہمارا فرض ہے کہ اس مشکل کو حل کریں، آج سے پچاس برس پہلے جب اس سرزمین پر کانفرنس کا سب سے پہلا اجلاس ہوا تھا تو سرسید نے صاف و صریح الفاظ میں فرمایا تھا کہ مسلمانوں کو اس وقت صرف "ہائی ایجوکیشن" کی ضرورت ہے، مسلمانوں نے سرسید کا یہ نصب العین پسند کیا اور حسب استطاعت و وسائل اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے رہے، اب پچاس برس بعد آج آپ یہاں پھر جمع ہوئے ہیں، سوال یہ ہے کہ اس اجتماع سے کیا مقصد ہے؟ میں ابھی عرض کرچکا ہوں کہ سرسید نے مسلمانوں کی تعلیم کا ایک مقصد قرار دیا تھا جس پر مسلمان اب تک عمل کرتے رہے اور کانفرنس بھی اسی مقصد کے ماتحت تعلیمی خدمت انجام دیتی رہی، لیکن اب حالات بالکل بدل گئے ہیں اس لئے میرے نزدیک اس موقع پر ہمارے اجتماع کا یہ مقصد ہونا چاہیے کہ ماضی پر تبصرہ کریں، اور مستقبل کے لئے ایک شاہراہ عمل معین کریں، یعنی یہ دیکھیں کہ اب تک جس مقصد و نصب العین کے ماتحت ہم کام کرتے رہے اس میں کیا خامیاں تھیں اور بحالت موجودہ اس میں کس قسم کی اصلاح و تبدیلی کی ضرورت ہے، اس کے بعد اس مسئلہ پر غور کریں کہ بلحاظ مقتضائے وقت آئندہ ہمیں کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے،

مختلف صوبوں کے ماہرین تعلیم اور قوم کے ارباب حل و عقد اور صاحب تدبیر بزرگ بار بار جمع نہیں ہوتے، اس وقت حسن اتفاق سے یہ موقع ہمیں حاصل ہوگیا ہے لہٰذا جس سرزمین سے سرسید نے آج سے ساٹھ برس پہلے اپنا تعلیمی پیام مسلمانوں کو پہنچایا تھا آج اسی سرزمین پر ہمیں اپنی قوم کے تعلیمی مستقبل کا سنگ بنیاد رکھنا چاہیے،

دوستو! اور عزیزو! یہ علی گڑھ ہمارے تعلیمی رہنمائی، تعلیمی و سیاسی جدوجہد کا مرکز، اور اُن کا مدفن ہے، اور سرسید مرحوم یہاں سے چند قدم کے فاصلہ پر اپنے مرقد میں آرام فرما رہے ہیں، آج آپ کے اجلاس جوبلی نے میرے سامنے عہد ماضی کا مرقع پیش کردیا ہے، میں اس مرقع میں سرسید کو دیکھ رہا ہوں، اور ایسا محسوس کرتا ہوں کہ انھیں یہ انتظار ہے کہ اُن کی قوم اپنے مستقبل کیلئے

کیا فیصلہ کرتی ہے۔

سرسید کا اعلیٰ نصب العین دوستو! سرسید ایک بلند حوصلہ اور اولو العزم انسان تھے، اور وہ اپنی قوم کو عزت کی سب سے اونچی چوٹی پر دیکھنا چاہتے تھے، جب سفر پنجاب کے موقع پر نوجوانوں نے ان کے سامنے ایڈریس پیش کیا تو آپ جانتے ہیں کہ سرسید نے اس کا کیا جواب دیا، اُنھوں نے فرمایا:۔

"اے میرے عزیزو! میری یہ آرزو ہے کہ میں اپنی قوم کے بچوں کو آسمان کے تاروں سے اونچا اور سورج کی طرح چمکتا دیکھوں، اُن کی روشنی اس نیلے نیلے گنبد کے اندر ایسی پھیلے کہ سورج اور چاند اور ستارے سب اُس کے آگے ماند ہو جائیں، خدا سے امید ہے کہ ایسا ہی ہوگا، او خدا ایسا ہی کر! او خدا ایسا ہی کر! آمین!"

یہ انداز خاص اور مختصر الفاظ، سرسید کے اُس سوز و گداز کو ظاہر کرتے ہیں جس سے وہ جل رہے تھے، اور جس نے ان کے سینہ کو آتش کدہ بنا دیا تھا۔

اے حضرات! آپ نے سُن لیا کہ سرسید کیا چاہتے تھے، اور وہ اپنی قوم کے مستقبل کے متعلق کس قدر خوشگوار امیدیں رکھتے تھے، اب یہ آپ کا کام ہے کہ سرسید کی توقعات پوری کریں، اور اپنی قوم کی ترقی کے لئے ایک ایسا پروگرام بنائیں جو تمام قومی ضرورتوں پر حاوی ہو اور قوم میں ایک تازہ جوش اور حرکت پیدا کر دے، میں نے آج سے تین برس پہلے مارچ ۱۹۳۴ء میں میرٹھ کے خطبۂ صدارت میں یہ عرض کیا تھا کہ

"گزشتہ پچاس برس سے تغیر و انقلاب کا زبردست سلسلہ دنیا میں جاری جس نے انسانی خیالات و افکار، عادات و طرز معاشرت، تہذیب و اعمال پر زبردست اثر ڈالا ہے اس لئے ضرورت ہے کہ ہم حالات حاضرہ کی روشنی میں اپنے تعلیمی پروگرام پر نظر کر کے از سر نو ایک شاہراہ عمل متعین کریں۔"

حضرات! آج بھی میری یہی رائے ہے کہ اگر زمانہ ہمارا ساتھ نہیں دیتا تو ہمیں زمانہ کا ساتھ دینا چاہئے "ذرهم الدهر كيف ما دار" اب انتظار کا وقت نہیں ہے، زمانہ تیز گامی سے آگے بڑھ رہا ہے ہمیں اُس کے دوش بدوش چلنا چاہئے، یہ خطاب میں ایک ایسے مجمع سے کر رہا ہوں جس میں ہندوستان کے بہترین افراد اور قوم کے برگزیدہ و منتخب اصحاب موجود ہیں جو بجا طور پر اس کی اہلیت رکھتے ہیں کہ اپنی قوم کے لئے ایک "نصب العین" متعین کریں، اور قوم کا یہ

فرض ہے کہ اس نصب العین کے حاصل کرنے کے لئے بیک وقت سارے ہندوستان میں جدو جہد شروع کردے، اگر یہ کام آج نہ ہوا تو زمانہ دراز تک نہ ہو سکے گا۔

جس طرح ایک شخص کی زندگی میں کامیابی کے صرف چند لمحے ایسے آتے ہیں جو بجلی کی طرح اس کے سامنے سے گذر جاتے ہیں، اگر وہ چاہے تو اُن کی روشنی سے کام لے کر اپنی زندگی کا رُخ بدل سکتا ہے، اسی طرح قوموں کی زندگی میں بھی کچھ گھڑیاں اور کچھ موقعے ایسے پیش آتے ہیں جن میں ان کی زندگی کا راز پنہاں ہوتا ہے، جو قوم وقت اور موقع کو پہچانتی ہے وہ ان مبارک گھڑیوں سے فائدہ اُٹھا کر آگے بڑھ جاتی ہے، کاش ہماری قوم بھی ان قیمتی لمحوں کو پہچان لے، اور اس نازک زمانہ میں جب کہ دنیا کی تمام قوموں میں ایک ہلچل برپا ہے اپنی جگہ حاصل کرنے کے لئے تیز گامی سے کام لے کر آگے بڑھے، کہا جاتا ہے کہ مسلمان اب غفلت سے بیدار ہو گئے ہیں، اور قسمت آزمائی کے لئے تیار ہیں، بے شبہ یہ ایک حد تک صحیح ہے کہ وہ بیدار ہو گئے ہیں لیکن ابھی ان کی خمار آلود نگاہیں کسی مستعدی و چستی کا پتہ نہیں دیتیں، اس لئے اگر میں ان سے یہ کہوں تو کچھ بیجا نہ ہوگا:-

کہ ہنوز چشم مستت اثرِ خمار دارد

علی گڑھ کا موجودہ دَور

حضرات! آپ ایک ایسے دور میں علی گڑھ تشریف لائے جب یہاں کی نامور ہستیاں دنیا سے رخصت ہو گئیں، اب نہ سرسید کی باوقار ہستی ہے جو درد انگیز الفاظ میں قوم کا مرثیہ آپ کو سناتی تھی، نہ نواب محسن الملک جیسا جادو بیان خطیب ہے جو اپنی سحر بیانی سے دلوں کو تسخیر کرتا تھا، نہ نواب وقار الملک سا باوقار اور زبردست اصول کا انسان موجود ہے جو اپنے استقلال اور اپنی شخصیت سے دلوں کو مرعوب کر دیتا تھا، اب نہ حالی کی شیوا بیانی ہے نہ شبلی کی نوا سنجی نہ سرسید کے دوسرے رفقاء کار ہیں جو پروانہ کی طرح اُس شمع انجمن کے چاروں طرف پھرتے تھے، یوں تو ہمارا ملک آج بھی لیڈروں اور رہبروں سے خالی نہیں، لیکن اخلاص و آزادی سے کام کرنے والے اور قوم کو صحیح راہ عمل بتانے والے تھوڑے ہیں کیونکہ ع

ہر ہوسناکے نداند جام وسنداں باختن

لیکن یہ داستان بڑی طویل ہے کہاں تک عرض کی جائے بات میں بات نکلتی آتی ہے ع

شب آخر گشت و افسانہ از افسانہ می خیزد

لیکن اے حضرات چند روز بعد آپ کو اس "داستانِ عہدِ گل" کا سنانے والا بھی کوئی نہ رہے گا
آج تو "غزلِ آشفتہ سر" موجود ہے، لیکن اس کی بھی یہ حالت ہے کہ ع
ایک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے

بہر حال پرانی بساط اُلٹ گئی، اب نئی بساط ہوگی، نئے کام کرنے والے اور نئے تماشائی دنیا کا کارخانہ اسی طرح چلتا ہے اور چلتا رہے گا ؎

گماں مبر کہ تو مُردی جہاں شود خالی
ہزار شمع بکشتند و انجمن باقیست

غرض فانی انسان اس دنیا میں آکر اور اپنے نیک و بد اعمال انجام دے کر چلا جاتا ہے، مگر ان اعمال کے نتائج و آثار دنیا میں باقی رہتے ہیں، اسی طرح علی گڑھ کے نامور کارکن یعنی سرسید، مولوی محمد سمیع اللہ خاں، محسن الملک، وقار الملک، نواب محمد اسحٰق خاں، سید محمد علی، مہاراجہ محمود آباد، اور صاحبزادہ آفتاب احمد خاں رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اپنے اپنے وقت پر خدمت کرکے دنیا سے رخصت ہو گئے، مگر ان کے حسن عمل اور جد و جہد کے نتائج آپ کے سامنے ہیں اور علی گڑھ کا یہ سارا شاندار کارخانہ انہی نامور ہستیوں کی محنت و کوشش کا نتیجہ ہے،

مجھے امید ہے کہ قومی ترقی کے لئے جد و جہد کا یہ سلسلہ آئندہ بھی جاری رہے گا، پنجاہ سالہ جوبلی ہمارے نوجوانوں میں ایک تازہ روح پھونک دے گی، اور نئے کارکن میدان عمل میں آئیں گے جو نہ صرف علی گڑھ کے موجودہ کاروبار کو قائم رکھیں گی بلکہ اس کو مزید وسعت دیں گے اس سلسلہ میں مجھے دو لفظ اور عرض کرنے کی اجازت دیجئے کہ کانفرنس کے نامور اور قوم کی ایک مقتدر ہستی صاحبزادہ آفتاب احمد خاں مرحوم نے جو خدمات کانفرنس کی کی ہیں قوم ان کی کماحقہٗ شکر گزاری کسی طرح ادا نہیں کر سکتی، کانفرنس کی تاریخ میں ان کا عہد سکریٹری شپ سنہری حرفوں سے لکھا جائے گا۔ خدا تعالیٰ جل شانہٗ ان کو اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے۔

کانفرنس کے موجودہ سکرٹری مولوی حاجی محمد حبیب الرحمٰن خاں صاحب الملقب بہ نواب صدر یار جنگ اور ان کے تمام رفقاء کار سابق و حال بالخصوص مولانا طفیل احمد صاحب صاحب اور خاں صاحب میر ولایت حسین صاحب نے کانفرنس کی جو خدمات کی ہیں اور کر رہے ہیں میں اس کو اخلاقی گناہ سمجھوں گا اگر میں اس کا تذکرہ اس موقع پر نہ کروں اور آپ صاحبان سے ان کے حسن عمل کی داد نہ چاہوں بمقتضائے "من لم یشکر الناس

لم یشکر اللہ"

اعتذار و دعا حضرات! اب آپ اجلاس جوبلی کے معزز صدر اور اپنے محترم بھائی کا خطبۂ صدارت سننے کے لئے مضطرب ہوں گے جو اپنے لطف و مہربانی سے دور و دراز سفر کی زحمت گوارا فرما کر یہاں تشریف لائے ہیں اس لئے میں آپ کا زیادہ وقت نہ لوں گا البتہ اس قدر ضرور عرض کروں گا کہ اگر ہماری کوتاہی اور غفلت سے آپ کو یہاں کے قیام میں کوئی تکلیف یا زحمت پیش آئے تو اپنی عالی حوصلگی سے درگزر فرمائیں کیونکہ علی گڑھ آپ سب بھائیوں کا گھر ہے اور آپ سب یہاں خدمت کے جذبہ کے ساتھ تشریف لائے ہیں اگر اپنے گھر میں کوئی تکلیف پہنچے تو کسی سے اس کا شکوہ نہیں کیا جاتا۔

اب میں آپ سے رخصت ہوتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل آپ کے پنجاہ سالہ جشن جوبلی کو بہمہ وجوہ کامیاب کرے اور ہم سب ناچیز بندوں کو خواہ وہ مہمان ہوں یا میزبان ملک و ملت کی خدمت کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے، آمین

وآخر دعوینا ان الحمد للہ رب العالمین

خطبہ ختم ہونے کے بعد آنریری سکرٹری کانفرنس نے مختصر و مؤثر الفاظ میں اس اجلاس کی صدارت کے لئے تحریک کرتے ہوئے عرض کیا کہ میں اجلاس جوبلی کی صدارت کے واسطے نواب سی عبد الحکیم صاحب کا نام پیش کرنا چاہتا ہوں جو یہاں آپ کے سامنے تشریف رکھتے ہیں، آپ کا باوجود ضعف و کمزوری کے زحمت سفر گوارا فرما کر یہاں تشریف لانا ہی ایک بڑی خدمت، لیکن آپ کے انتخاب کی وجہ اس سے اعلیٰ ہے سنہ ۱۹۰۱ء میں کانفرنس کا جو جلاس مدراس میں ہوا اس میں آپ کا خاص حصہ تھا اس کے بعد سنہ ۱۹۲۰ء میں دوسری دفعہ کانفرنس کا سالانہ اجلاس مدراس میں ہوا، یہ میری خوش قسمتی ہے کہ میں نے اس اجلاس کو آنکھ سے دیکھا اور میں ایک "شاہد عینی" کی حیثیت سے کہہ سکتا ہوں کہ آپ اس اجلاس کے روح رواں تھے، اور اس وقت بھی آپ میں وہی قوت عمل اور جوش موجود تھا جو ۲۵ برس پہلے تھا، ایک خاص بات یہ ہے کہ ۲۵ برس پہلے کے اجلاس میں جو تجاویز مسلمانوں کی تعلیمی ترقی کے متعلق مدراس میں منظور ہوئی تھیں اُن پر عمل کرنے کی کوشش کی گئی، اور اس کوشش میں بڑا حصہ نواب سی عبد الحکیم صاحب کا ہے جو ہمیشہ اپنے صوبہ کی تعلیمی ترقی کے لئے کوشش کرتے رہے

ان حالات کے لحاظ سے ہر شخص یہ تصور کرسکتا ہے کہ اس جوبلی کے موقع پر کانفرنس کے اجلاس کی صدارت کے لئے آپ کس قدر موزوں ہیں اس لئے میں نواب سی عبدالحکیم صاحب کے لئے صدارت کی تحریک کرتا ہوں'

خاکسار آنریری سکرٹری کی تحریک کے بعد ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی نے فرمایا کہ میں اس تحریک کی جو نواب صدر یار جنگ بہادر نے کی تائید کرتا ہوں' نواب سی عبدالحکیم صاحب مدت سے مسلمانوں کی تعلیمی امداد کر رہے ہیں' اور رفاہ عام کے کاموں میں مصروف ہیں چنانچہ آپ نے ایک عظیم الشان مسافر خانہ بھی مدراس میں تعمیر کرایا ہے اور اسوقت تک آپ کئی لاکھ روپیہ مسلمانوں کی بھلائی کے کاموں میں خرچ کر چکے ہیں اس کے علاوہ آپ نے ہندوستان کے بعض بڑے بڑے خاندانوں کی خانگی طور پر مالی امداد کی ہے' اس لئے یہ ضروری تھا کہ ہم مسلمانان ہندوستان کسی طریقہ سے آپ کی خدمات کا اعتراف کریں' نواب سی عبدالحکیم صاحب ایک کامیاب تاجر ہیں اور چیمبر آف کامرس کے پریسیڈنٹ رہ چکے ہیں' اور خاص کاروباری تجربہ رکھتے ہیں' آپ نے جب کسی کارخانہ کو یہ دیکھا کہ وہ تباہ ہو رہا ہے تو اپنے ہاتھ میں لیا اور اُس کو تباہ ہونے سے بچا لیا' ایک مرتبہ مجھے ایک کامیاب تاجر سے گفتگو کا موقع ملا تو میں نے اُن سے دریافت کیا کہ وہ اتنا بڑا کاروبار کس طرح چلاتے ہیں اور کس طرح کام کرنے والوں کی نگرانی کرتے ہیں' انھوں نے جواب دیا کہ مجھے انسانوں کے کیرکٹر کے متعلق اس قدر تجربہ ہے کہ جب کوئی شخص میرے سامنے ۲۰ قدم چلتا ہے تو مجھے معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ کس کیرکٹر کا آدمی ہے' اس قابلیت کا بہت بڑا نمونہ ہمارے پریسیڈنٹ صاحب بھی ہیں جو آپ کے سامنے موجود ہیں' اس کے بعد ڈاکٹر صاحب نے سلسلہ تقریر میں یہ فرمایا کہ میں اپنی جگہ پر بیٹھنے سے پہلے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کانفرنس کا سب سے پہلا نصب العین یہ تھا کہ مسلمانوں کو جگائے اور یہ سمجھائے کہ وہ تعلیم حاصل کریں' یہ کام کانفرنس نے ۱۸۸۶ء سے ۱۸۹۹ء تک مسلسل انجام دیا' اس کے بعد لاہور کی کانفرنس نے جو ۱۸۹۸ء میں ہوئی اس کام کا بیڑا اُٹھایا کہ وہ مسلم یونیورسٹی بنا کر رہے گی' چنانچہ یہ کانفرنس ہی کی کوشش تھی کہ مسلم یونیورسٹی قائم ہو گئی جو آپ کے سامنے موجود ہے' اسی طرح اب کانفرنس اگر ٹیکنیکل تعلیم کے کام کو اپنے ہاتھ میں لیکر دوبارہ اُٹھے تو وہ نہایت مفید کام کرے گی'

ڈاکٹر صاحب کی تائید کے بعد مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ العلماء دہلی نے تائید

مزید کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کی کانفرنس کے ہونے والے صدر نواب سی عبد الحکیم صاحب کے متعلق ابھی معزز محرک و موئد نے جو کچھ بیان کیا وہ کافی ہے' جہاں تک مطلب کی بات ہے وہ پوری ہو گئی لیکن ہونے والے صدر کی شخصیت داعی ہے کہ ابھی کچھ اور عرض کیا جائے، کاش صدر صاحب اس وقت یہاں موجود نہ ہوتے تو میں آزادی سے اُن کے متعلق عرض کرتا'

یہ آپ کی "طلائی جوبلی" ہے ہم لوگ نقرئی و طلائی جوبلی کے الفاظ سے زیادہ مانوس نہیں ہمارے نزدیک تو یہ کانفرنس کی "پچاسویں سالگرہ" ہے اور یہ ظاہر ہے کہ کسی کی سالگرہ کی خوشی اُن کو ہوتی ہے جو عمر میں اُس سے بڑے ہوں' یعنی سالگرہ کی سب سے زیادہ خوشی جتنی بزرگوں کو ہوتی ہے اور کسی شخص کو نہیں ہوتی اس کانفرنس کی سالگرہ کی خوشی بھی سب سے زیادہ ان بزرگوں کو ہوگی جو عمر میں اُس سے بڑے ہیں' اور جو یہ کہنے کا حق رکھتے ہیں کہ کانفرنس ہمارے سامنے پیدا ہوئی' بڑھی' اور پھلی پھولی' اس لحاظ سے نواب بہادر سر **محمد مزمل اللہ خاں** صاحب کی طرح اس کانفرنس کی پچاسویں سالگرہ کی خوشی ہمارے صدر نواب سی عبد الحکیم صاحب کو بھی ہوگی جن کا تعلق ۱۹۰۱ء سے کانفرنس سے ہے اور اس تعلق کی وجہ سے بھی وہ صدارت کے مستحق ہیں'

خدا نے ان کو عزت و شہرت عطا کی ہے اور انھوں نے نہ صرف جنوبی ہند بلکہ شمالی ہند میں بھی اسلامی اداروں اور تعلیم گاہوں کی مالی امداد فرمائی ہے' اس کے علاوہ میں کہہ سکتا ہوں کہ آپ کے دست عطا سے صرف تعلیمی ادارے ہی متمتع نہیں ہوئے بلکہ آپ نے سیاسی جماعتوں کو بھی مالی امداد دی ہے' کسی انسان کی سب سے بڑی سعادت یہ ہے کہ وہ عزت و نیک نامی کے ساتھ زیادہ عمر پائے' نواب بہادر سر **محمد مزمل اللہ خاں** ابھی فرما چکے ہیں کہ وہ ستر بہتر سال کے ہیں' ہمارے ہونے والے صدر اُن سے بھی زیادہ - ۸۰-۸۲ کے ہیں - اب اُن سے زیادہ کانفرنس کی پچاسویں سالگرہ کی مسرت کس کو ہو سکتی ہے' اس وقت ہماری خوش نصیبی سے یہاں قران السعدین ہے'

کیونکہ صدر جماعت استقبالیہ اور صدر اجلاس دونوں یہاں تشریف رکھتے ہیں خدا ئے تعالیٰ اُن کی عمروں میں برکت دے اور خیر کی توفیق عطا کرے' میں ان الفاظ کے ساتھ نواب سی **عبد الحکیم** صاحب کی تحریک صدارت کی تائید کرتا ہوں'

مولانا احمد سعید صاحب کی تائید مزید کے بعد نواب بہادر سر محمد مزمل اللہ خاں صاحب

بالقابہ نے فرمایا کہ اب صدارت کی تائید ہوچکی اور ہمارے طبقہ علماء کے روشن چراغ مولانا احمد سعید صاحب نے بھی تائید کردی اب میں جناب صدر سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ صدارت کی کرسی پر تشریف رکھیں، تحریک و تائید کے بعد نواب سی عبد الحکیم صاحب صدارت کی زرنگار کرسی پر رونق افروز ہوئے، اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ جو کلمے میرے لئے تعریف کے کہے گئے ہیں میں اس کے قابل نہیں ہوں، میں آپ کے سامنے اردو میں تقریر نہیں کرسکتا، ٹوٹی پھوٹی مدراسی اردو بول سکتا ہوں اور جب کبھی ضرورت ہوتی ہے اسی زبان میں اپنے خیالات ظاہر کرتا ہوں، اس لئے میرا خطبہ آپ لوگوں کے سامنے مولانا احمد سعید صاحب پڑھیں گے، مگر میں ایک بات کہتا ہوں کہ میں نے خطبہ میں اُس تعلیم کی زیادہ تائید نہیں کی ہے جو نوکری کے لئے حاصل کی جاتی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ جیسے پہلے کانفرنس نے یونیورسٹی کے لئے روپیہ جمع کیا تھا اور اس کو قائم کیا اسی طرح آئندہ صنعت اور پیشہ کی تعلیم کے لئے کرنا چاہئے اس سے بہت فائدہ ہوگا، اب تعلیم سے نوکری نہیں ملتی ہے،

میں نے اپنے خطبہ صدارت میں بھی اس کے متعلق لکھا ہے جو مولانا احمد سعید صاحب آپ کو سنائیں گے،

جناب صدر کے ان الفاظ کے بعد مولانا احمد سعید صاحب نے ممدوح کا خطبہ نہایت عمدہ طریقہ سے پڑھ کر سنایا جو حاضرین نے بڑی توجہ سے سُنا اور بیحد پسند کیا،

یہ خطبہ بطور ضمیمہ رپورٹ کے آخر میں شامل کردیا گیا ہے،

خطبہ کے بعد جناب **عبداللہ یوسف علی** صاحب نے حسب ذیل رزولیوشن پیش کیا،

(۱)

"جس طرح زمانہ ماضی میں اس کانفرنس نے عین ضرورت کے وقت عام تعلیم میں مسلمانوں کی امداد و رہنمائی کی، اب ہم مسلمان چونکہ صنعتی تعلیم میں بہت پیچھے رہ گئے ہیں اس لئے درخواست ہے کہ یہ کانفرنس صنعتی تعلیم کی اشاعت میں اپنی تمام کوشش کو کام میں لائے اور ذیل کے ذرائع اختیار کرے،

(ا) ۳۰ لاکھ روپیہ کے مجوزہ فنڈ کے جمع کرنے کے لئے عملی ذرائع اختیار کرے،

(ب) ایک کمیٹی قائم کرے جو اس قسم کی تعلیم کے لئے طریقہ اور راستہ بتائے،

(ج) ایسی کوشش کے لئے علی گڑھ کو مرکز قرار دے"

محرک نے اس رزولیوشن کو پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے پہلے معلوم نہ تھا کہ یہ رزولیوشن میرے سپرد کیا جائے گا، گزشتہ سال بھی میں نے یہ تجویز پیش کی تھی، چونکہ یہ بہت اہم ہے اس لئے دوبارہ پیش کرتا ہوں، اب تک ہم جو تعلیم دیتے رہے، طلبہ کا رجحان اب اس کی طرف کم ہوتا جاتا ہے، اس کے متعلق اپنے خیالات میں اپنے شعبہ کے جلسہ میں پیش کروں گا،

ہماری تعلیم میں بڑا نقص یہ ہے کہ وہ زیادہ تر کتابی یا خیالی ہے عملی نہیں ہے، مثلاً ہم شیکسپیر ملٹن کی تصانیف پڑھنے میں اپنا وقت صرف کرتے ہیں اسی طرح فارسی و عربی کا پرانا طریقہ تعلیم بھی زیادہ تر خیالی ہے، غرض یہ مروجہ طریقہ تعلیم ہی کا نقص ہے کہ ہر قوم میں خصوصاً مسلمانوں میں بیروزگاری بڑھتی جاتی ہے، لیڈروں کی توجہ اس طرف ہے نہیں، اور عوام اس کی اصلاح سے قاصر ہیں، اس لئے ہمیں صنعتی تعلیم کی خاص ضرورت ہے لہذا بکمال خوشی یہ رزولیوشن پیش کرتا ہوں،

تحریک کے بعد ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی نے پُرزور الفاظ میں رزولیوشن کی تائید کی، اور ٹیکنیکل تعلیم اور انڈسٹریل تعلیم کی ضرورت پر زور دیا، اور بتایا کہ اب مسلمانوں کو کاروباری زندگی میں داخل ہونا چاہیے، آپ نے حرفتی تعلیم کے مدارج بیان کئے، اور اُن میں سے ہر ایک کی ضرورت ثابت کی، اور بتایا کہ اس تعلیم سے بہت سے بے روزگار نوجوانوں کے لئے روزگار مہیا ہو جائے گا،

ڈاکٹر صاحب کے بعد خان بہادر ضیاء الدین احمد صاحب ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم ریاست بھاولپور نے بطور تائید مزید ایک پُرزور تقریر فرمائی چونکہ جناب صدر کے خطبہ میں صنعتی و حرفتی تعلیم کی ضرورت پر خاص زور دیا گیا تھا اس لیے سلسلہ تائید میں آپ نے "خطبۂ صدارت" کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ زمانہ ماضی میں ایسے بہت کم خطبے اس کانفرنس کے پلیٹ فارم پر دیے گئے ہیں،

جناب صدر نے صرف خیالی باتیں اور نظرئیے نہیں پیش کئے ہیں، بلکہ حقیقی امور پر توجہ دلائی ہے جن کی ملک و قوم کو ضرورت ہے، اور زندگی کے وہ مسائل پیش کئے ہیں جو ہماری قوم کے لئے بہت اہم ہیں، اور جو جناب صدر کی عملی زندگی کے تجربوں پر مبنی ہیں، ہم لوگوں کی زندگی عملی

نہیں ہے، اس لئے ہم زندگی کے ان تجربات سے ناواقف ہیں جو ہمیں ایک نواب اور کامیاب انسان نے بتائے ہیں،

سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے لائق مقرر نے حصول معاش کی ضرورت، اور اکل حلال کی اہمیت پر بھی بحث کی اور مسلمانوں کو ترغیب دی کہ وہ ضرورت زمانہ کے مطابق صنعتی و حرفتی تعلیم پر توجہ کریں،

لائق مقرر نے اس جوش و اخلاص کے ساتھ تقریر کی کہ تمام حاضرین اُس سے متاثر ہوئے اس کے بعد بوجہ تنگی وقت یہ رزولیوشن مزید بحث کے لئے دوسرے اجلاس پر ملتوی ہوا،

آج ہی کے اجلاس میں تعزیت کے چار رزولیوشن منجانب صدر، خاکسار آنریری سکرٹری کانفرنس نے پیش کئے جو بالاتفاق پاس ہوئے اور سب کے لئے دعائے مغفرت کی گئی، یہ رزولیوشن حسب ذیل ہیں:—

(۱)

"یہ کانفرنس خان بہادر سید جعفر حسین صاحب انجنیر کے انتقال پُر ملال پر دلی رنج کا اظہار کرتی ہے جنھوں نے مدت العمر قومی خدمت کی ایک نظیر قائم کی، مرحوم مسلم یونیورسٹی کے "ون روپی فنڈ" کے بانی تھے، اسی طرح اخیر عمر میں انھوں نے اسلامیہ ہائی اسکول اٹاوہ کو انٹرمیڈیٹ کالج بنانے میں نہایت کوشش کی، یہ کانفرنس مرحوم کے پس ماندگان کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتی ہے"

(۲)

"یہ کانفرنس مولوی نیاز محمد خاں صاحب وکیل و آنریری سکرٹری اسلامیہ ہائی اسکول سہارنپور کے ناگہانی انتقال پر اپنے رنج و افسوس کا اظہار کرتی ہے جن کے ساتھ ان کے تین عزیز بچوں کا بھی انتقال ہوا، موصوف نے اپنی عمر کا بڑا حصہ اسلامیہ ہائی اسکول سہارنپور کے قائم کرنے میں اور اُسے چلانے میں صرف کیا، یہ کانفرنس ان کے پس ماندگان کے ساتھ ہمدردی ظاہر کرتی ہے"

(۳)

"یہ کانفرنس خان بہادر میاں سر فضل حسین صاحب کے انتقال پُر ملال پر

اپنے دلی رنج کا اظہار کرتی ہے جنھوں نے ۱۹۲۲ء میں سالانہ اجلاس کانفرنس
کی صدارت فرمائی تھی، اور جنھوں نے اپنی وزارت تعلیم کے زمانہ میں مسلمانوں
کی تعلیم کو خاص طور پر نہایت فائدہ پہنچایا تھا کانفرنس مرحوم کے پس ماندگان
کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتی ہے"

(۴)

"یہ کانفرنس خان بہادر شیخ مقبول حسین صاحب پنشنہ کمشنر اور تعلقہ دار
اودھ کے انتقال پر اپنے رنج کا اظہار کرتی ہے، جو کانفرنس کی سنٹرل اسٹینڈنگ
کمیٹی کے ممبر تھے اور تعلیمی امور میں امداد کرتے تھے، یہ کانفرنس ان کے پس ماندگان
سے ہمدردی ظاہر کرتی ہے"

چونکہ آج جمعہ کا دن تھا، اس لئے خطبہ ہائے صدارت کے پڑھے جانے اور رزولیوشن پاس ہو جانے
کے بعد اجلاس برخاست کر دیا گیا،

تعلیمی نمائش کا افتتاح

۲۶۔ مارچ ۱۹۳۰ء کو کانفرنس کا اجلاس عام بوجہ نماز جمعہ دوپہر کو ختم کر دیا گیا، سہ
پہر کو بعد نماز جمعہ کرنیل آر، ایس، ویر صاحب ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم صوبجات متحدہ نے "بٹلر جغرافیہ
بلڈنگ" میں تعلیمی نمائش کا افتتاح کیا،

ایک مخصوص شامیانہ افتتاحی جلسہ کے لئے نمائش گاہ کے متصل نصب کیا گیا تھا، جہاں
ڈائرکٹر صاحب کا خیر مقدم کیا گیا، شعبۂ جغرافیہ کے چیرمین ڈاکٹر عباد الرحمن صاحب جو "نمائش"
کے سکرٹری تھے ڈائرکٹر صاحب سے نمائش کے افتتاح کی درخواست کرتے ہوئے ان چیزوں کی
کسی قدر تفصیل بھی بیان کی جو اس نمائش میں خاص طور پر جمع کی گئی تھیں،

اسی سلسلہ میں آپ نے ۱۹۲۳ء کی تعلیمی نمائش کا بھی ذکر کیا جو کانفرنس کے سالانہ اجلاس
کے سلسلہ میں صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب مرحوم کی سعی و کوشش سے ہوئی تھی اور جو ایک
کامیاب نمائش تھی، ڈاکٹر صاحب نے نمائش کے مختلف شعبوں کی کیفیت بیان کرتے ہوئے
زنانہ دستکاری وغیرہ پر بھی خاص توجہ دلائی،

ڈائرکٹر صاحب تعلیمات نے نمائش کے افتتاح کے سلسلہ میں موقع کی مناسبت کے لحاظ سے ایک پُر از معلومات تقریر کی، جو ڈاکٹر عبادالرحمٰن صاحب سکرٹری نمائش نے ابھی تک صدر دفتر کانفرنس میں نہیں بھیجی، اگر مناسب وقت پر آ گئی تو رپورٹ کے ساتھ شائع کر دی جائے گی،

نمائش کے افتتاح کا باضابطہ اعلان کر دینے کے بعد ڈائرکٹر صاحب نے نمائش کا تفصیلی معائنہ کیا اور جو نادر چیزیں نمائش میں جمع کی گئی تھیں اُن کے متعلق معلومات حاصل کرتے رہے،

محمدیہ اسمٰعیل بلڈنگ کا افتتاح

افتتاح نمائش کے بعد ۵ بجے شام کو نواب سی عبدالحکیم صاحب صدر اجلاس نے کانفرنس کی جدید تعمیر عمارت "محمدیہ اسمٰعیل بلڈنگ" کا افتتاح فرمایا، جو ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خاں صاحب ریٹائرڈ سول سرجن آگرہ کے زر عطیہ سے تعمیر ہوئی ہے،

نمائش سے پہلے سلطان جہاں منزل کے ہال میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خاں صاحب بھی تشریف رکھتے تھے، تلاوت قرآن مجید سے جلسہ کا افتتاح ہوا، اس کے بعد خاکسار آنریری سکرٹری کانفرنس نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے عرض کیا :-

جناب صدر و حاضرین مجھے اجازت دیجئے کہ میں چند لفظ ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خاں صاحب کے متعلق عرض کروں، ان کی تعریف میں نہیں بلکہ تعارف کے لئے، ڈاکٹر صاحب مدت العمر میڈیکل سروس میں رہے، آپ ایک کامیاب سول سرجن تھے، اب آپ نے پنشن لے لی ہے، لیکن آپ کا اصلی کارنامہ جو ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے از خود یہ خواہش کی کہ آپ ایک رقم کسی مفید کام میں لگانا چاہتے ہیں، اس کے متعلق آپ نے مشورہ چاہا، آپ کو یہ مشورہ دیا گیا کہ علی گڑھ میں ایک "عمارت" تعمیر کرائیں جس کی آمدنی سے طلبہ کو "وظائف" دیے جائیں، آپ نے اس مشورہ کو قبول کیا اور اپنی مہربانی سے کانفرنس کو اس کے لئے منتخب کیا اور چند شرائط [illegible] ہزار روپیہ کی رقم یکمشت عنایت کی تاکہ اس سے عمارت بنا کر کرایہ پر اٹھا دیا جائے اس کا باقاعدہ رجسٹری ہو چکی ہے، کچھ مدت بعد طے شدہ شرائط کے ماتحت یہ عمارت کانفرنس کی ملکیت ہو جائے گی، اس کے علاوہ اسی سلسلہ میں آپ نے ایک اور رقم بھی ۸ سو کی عنایت کی اس سے ایک چھوٹی عمارت تیار کی جو بلا شرط ہے اس کی آمدنی بھی وظائف میں صرف ہوگی،

اب یہ عمارتیں تیار ہیں، اور ہمارے اجلاس کے صدر نواب سی عبد الحکیم صاحب اس کا افتتاح فرمائیں گے۔

اس کے بعد آنریری سکرٹری نے سید الطاف علی صاحب ہیڈ اسسٹنٹ دفتر کانفرنس کے حوالہ سے ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خاں صاحب کے متعلق بعض واقعات بیان کئے جو حسن معاملت اور کیرکٹر کی خوبی سے تعلق رکھتے تھے، پھر اسی سلسلہ میں آپ نے آگرہ جانے اور ڈاکٹر صاحب کے یہاں کچھ دیر قیام کرنے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ باوجود خوش حال ہونیکے ایسی سادہ زندگی بسر کرتے ہیں اور ایسا لباس پہنتے ہیں کہ آپ انھیں دیکھ کر کبھی یہ نہ سمجھیں گے کہ وہ مالک مکان ہیں، ان کی دولت اپنی ذات کے لئے نہیں بلکہ دوسروں کے لئے ہے، وہ کانفرنس کے علاوہ بھی تعلیم کے لئے بہت روپیہ دے چکے ہیں، اس کے ساتھ ہی وہ نام اور شہرت کے طالب نہیں ہیں، چنانچہ آپ کسی طرح یہاں آنے پر راضی نہ تھے بمشکل رضامند کئے گئے،

آنریری سکرٹری کی تقریر کے بعد ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خاں صاحب نے ایک مختصر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ نواب صاحب نے میرے متعلق جو کچھ فرمایا اُس سے میں بہت محجوب ہوا میں نے درحقیقت کوئی خدمت نہیں کی ہے، میں کوئی قابل تعلیم یافتہ شخص نہیں ہوں نہ مقرر ہوں لیکن میں ہمیشہ سے تعلیم کا حامی ہوں اور مسلمانوں میں تعلیم پھیلانے کی ضرورت محسوس کرتا ہوں۔ اور ۱۵ - ۲۰ سال سے میرا یہ خیال ہے کہ بغیر وظائف کے مسلمان تعلیم حاصل نہیں کرسکتے اس لئے ان کے لئے وظائف کا انتظام کیا جائے مگر یہ کام ایسے طریقہ سے ہو کہ اُس کا سلسلہ آئندہ بھی جاری رہے، یعنی روپیہ بطور قرض دیا جائے، اور تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد جب وہ برسرکار ہوجائیں تو اُن سے وصول کیا جائے اس طریقہ سے بہت سے طالب علم فائدہ اُٹھاسکیں گے، اور جو روپیہ واپس آئے گا وہ دوسروں کی تعلیم میں خرچ ہوتا رہے گا،

سلسلۂ تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے یہ بھی فرمایا کہ روپیہ کا بہترین مصرف یہ ہے کہ وہ کارخیر میں اور اپنی قوم کی بھلائی کے کاموں میں صرف کیا جائے، مال وہی اچھا ہے جو اللہ کی راہ میں خرچ ہو،

میرا خیال ہے کہ ایسے صاحب جائداد اور خوشحال لوگوں کی ایک فہرست تیار کی جائے جو اس کارخیر میں حصہ لے سکتے ہیں، اور اپنی قوم کے بچوں میں تعلیم پھیلانے کے لئے روپیہ خرچ کرسکتے ہیں،

میری ذاتی رائے یہ ہے کہ ہر مفید تعلیم کے لئے روپیہ دینا چاہیے آپ دین کی تعلیم کے لئے بھی دیجئے جس میں آخرت کا نفع ہے اور دوسرے مفید پیشوں مثلاً ڈاکٹری اور انجنیری وغیرہ کے لئے بھی دیجئے، اب میں معافی چاہتا ہوں کہ میں نے آپ کی بہت سمع خراشی کی، ڈاکٹر صاحب کو اس موقع پر جناب صدر نے ایک خوبصورت و نفیس ہار پہنایا، اس کے بعد یہ سارا مجمع نو تعمیر مکانات کے پاس گیا جہاں جناب صدر نے عمارت کا افتتاح فرمایا، اور ایک مختصر تقریر کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب کی اس قومی خدمت کی ستائش کی، اور فرمایا کہ یہ ایسا مفید کام ڈاکٹر صاحب نے انجام دیا ہے کہ دوسروں کو تقلید کرنی چاہیے، اللہ تعالیٰ اس نیک خدمت کا اجر عظیم انھیں عطا کرے گا، آخر میں ڈاکٹر صاحب کے لئے دعا مانگی گئی اور مجمع منتشر ہوا،

رسم افتتاح کے بعد قریب چھ بجے شام کے کرکٹ لائن پر آنریری سکرٹری کی طرف سے ایک "ایٹ ہوم" وسیع پیمانہ پر دیا گیا جس میں بیرونی مہمانوں کے علاوہ مقامی اصحاب اور مسلم یونیورسٹی کے ارباب حل و عقد بھی شریک تھے، اور جناب صدر بھی تشریف رکھتے تھے

اجلاس شعبۂ تعلیم نسواں

صدر

شیخ عبداللہ صاحب ایڈوکیٹ علی گڑھ

آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کی "پنجاہ سالہ جوبلی" کے پروگرام میں ایک شعبۂ تعلیم نسواں کا بھی تھا جس کے سکرٹری پروفیسر ہادی حسن صاحب، اور پروفیسر بشیر احمد صاحب ہاشمی تھے اس شعبہ کا اجلاس ۲۶ مارچ ۱۹۳۷ء کو بوقت ۸ بجے شب آسمان منزل میں منعقد ہوا،

سید اسعد اللہ صاحب کاظمی ایم اے اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس میرٹھ کی تحریک سے خان بہادر شیخ محمد عبداللہ صاحب ایڈوکیٹ علی گڑھ اس شعبہ کے اجلاس کے صدر قرار پائے، شیخ صاحب تعلیم نسواں کے سلسلہ میں اپنے نقطۂ نظر کے مطابق جو سعی و کوشش کر رہے ہیں وہ محتاج تذکرہ نہیں،

صدر منتخب ہونے کے بعد شیخ صاحب نے اپنا خطبۂ صدارت پڑھا جو حاضرین نے توجہ سے سُنا، یہ خطبہ دوسرے شعبوں کے خطبات کے ساتھ ایک مجموعہ میں شائع ہوگا،

خطبہ کے بعد خواجہ غلام السیدین صاحب پرنسپل ٹریننگ کالج علی گڑھ نے ایک مفصل و مدلل تقریر کے ساتھ حسب ذیل رزولیوشن پیش کیا:۔

"چونکہ مسلم گرلس کالج علی گڑھ میں ڈگری کلاس کھولنے کی اشد ضرورت ہے، اس لئے یہ جلسہ مسلم یونیورسٹی، اور گورنمنٹ ہند اور لوکل گورنمنٹ سے نہایت زور سے استدعا کرتا ہے کہ وہ اسی سال سے تھرڈ ایر کلاس کھولدیں"

مس نور جہاں صاحبہ انسپکٹرس مدارس شاہجہاں پور نے انگریزی میں تقریر کرتے ہوئے اس رزولیوشن کی تائید کی اور یہ بیان کیا کہ مسلمانوں کا کوئی مدرسۂ نسواں نہ ہونے کی وجہ سے انھوں نے مجبوراً "مشن اسکول" میں تعلیم حاصل کی، جہاں مسیحی مذہب کی تعلیم بھی دی جاتی ہے جس کا لامحالہ مسلم طالبات کے عقائد پر خراب اثر پڑتا ہے اس لئے ضرورت ہے کہ مسلمان اپنا ڈگری کالج بنائیں،

اس تحریک کی مزید تائید امیرالدین خاں صاحب (دجے پور) نے ایک عمدہ تقریر کے ساتھ کی، اور رزولیوشن بالاتفاق پاس ہوا،

اس کے بعد مسٹر بشیر احمد صاحب ہاشمی نے حسب ذیل رزولیوشن پیش کیا:۔

"اس کانفرنس کی رائے میں آئندہ کے تعلیمی پروگرام میں

(الف) لڑکیوں کی تعلیم کو لڑکوں کی تعلیم پر ترجیح دی جائے،

(ب) ابتدائی تعلیم کے مطالبات کو ثانوی اور اعلیٰ تعلیم کے مطالبات پر مقدم سمجھا جائے،

(ج) سکرٹری شعبہ کو ہدایت کی جائے کہ لڑکیوں کی ابتدائی تعلیم کی اشاعت کے لئے سال رواں کے دوران میں ایک مکمل اور موثر اسکیم بنا کر آئندہ اجلاس میں پیش کرے"

لائق محرک نے اس رزولیوشن کے سلسلہ میں ایک مدلل تقریر فرمائی، پروفیسر ہادی حسن صاحب (مسلم یونیورسٹی) نے اس کی تائید فارسی زبان میں کی، جس کے بعد رزولیوشن بالاتفاق پاس ہوا اور شعبۂ تعلیم نسواں کا اجلاس ختم ہوا،

شعبہ معاشیات و اصلاح معاشرت

صدر

پروفیسر محمد الیاس برنی صاحب ایم اے ایل ایل بی

جب آسمان منزل میں شعبہ "تعلیم نسواں" کا اجلاس ہو رہا تھا تو ٹھیک اسی وقت اسٹریچی ہال میں شعبۂ معاشیات و اصلاح معاشرت کا ایک کامیاب جلسہ منعقد ہو رہا تھا، اس شعبہ کے سکرٹری شیخ عطاء اللہ صاحب (مسلم یونیورسٹی) تھے، جن کو اپنے شعبہ کے کام سے خاص دلچسپی تھی، اور صدر پروفیسر محمد الیاس برنی صاحب ایم اے، ایل ایل بی ناظم سررشتہ تالیف و ترجمہ حیدرآباد دکن تھے، پروفیسر ممدوح نے اس موقع پر جو پرمغز خطبہ پڑھا وہ اپنے مفید مضامین و مطالب کے لحاظ سے ایک خاص اہمیت رکھتا ہے اور بار بار پڑھنے کے قابل ہے،

دوسرا اجلاس اس شعبہ کا ۷، ۲ مارچ کو بوقت ۸ بجے صبح آسمان منزل میں منعقد ہوا، دونوں اجلاسوں میں نہایت عمدہ مقالے ارباب علم نے پڑھے نیز متعدد مفید تجاویز بھی پاس ہوئیں، ان مقالوں کی جو کیفیت شیخ عطاء اللہ صاحب نے تحریر فرمائی ہے وہ ذیل میں شائع کیجاتی ہے،

"مسلمانوں کی اقتصادی بہتری اور پرانی تدابیر"

علاوہ خطبہ کے مولوی محمود علی صاحب سابق پروفیسر رندھیر کالج کپورتھلہ مصنف دین و دولت، دین و دانش، اور دین و آئین نے ایک مبسوط مقالہ مندرجہ بالا عنوان سے کانفرنس کے اس شعبہ کے لئے سپرد قلم فرمایا تھا جس میں اسلامی اصول کاروبار اور قرون اولیٰ کے مسلمانوں کے معاشی مشاغل بیان فرمانے کے بعد مولوی صاحب موصوف نے یہ بتایا تھا کہ مسلمان ذات و پیشہ کا قائل نہیں، ہر ذریعۂ معاش جس سے اکل حلال میسر آئے اس کے لئے جائز ہے۔ کاروبار میں دیانت داری مسلمانوں کا فرض ہے مسلمان امراء کو غرباء سے باہم میل جول رکھنا چاہئے اور ہر شخص کو قوم کی مالی حالت کی

اصلاح کی طرف توجہ کرنا چاہیئے، یہ مقالہ ایک قدیم طرز تعلیم کے فیض یافتہ بزرگ کے فہم و تدبیر کی روشن مثال ہے جس میں مسلمانوں کی معاشی حالت سے ہر پہلو پر نہایت مفید و نتیجہ خیز بحث کی گئی ہے، مقالہ کی اہمیت و جامعیت اس کے خلاصہ کی اجازت نہیں دیتی پورا مقالہ پڑھنے کے قابل ہے۔

"مسلمانوں کی معاشی حالت"

پروفیسر محمد حبیب الرحمٰن جامعہ عثمانیہ نے مسلمانوں کے ذرائع آمدنی پر مقالہ تیار کیا تھا جس میں انھوں نے یہ بتایا تھا کہ ہمارا ملک مغربی ممالک کے مقابلہ میں نہایت مفلس ہے لیکن خود ہمارے ملک کے اندر مسلمان سب سے زیادہ مفلس ہیں۔ موجودہ زمانہ میں کثرت تعداد سے بھی زیادہ ضروری قوم کے ہاتھ میں معاش کے وسائل اور حصول دولت کے اسباب کا ہونا ہے، افلاس کے رفع کرنے کی صورت غیر ضروری اخراجات کا گھٹانا اور آمدنی کا بڑھانا ہے تعلیم یافتہ مسلمانوں اور امراء کو خرچ گھٹانے میں اچھی مثالیں پیش کرنا چاہئیں، محنت اور جائداد آمدنی کے دو ذریعے ہیں، لیکن اب مفت خوری بھی ایک اچھا خاصا پیشہ بن گیا ہے اور اس میں گداگروں کے علاوہ بعض خاص قسم کے بزرگ بھی شامل ہیں۔ ضرورت ہے کہ تمام درگاہیں اور خانقاہیں ایسی تنظیم کے ماتحت لے آئی جائیں جس سے مسلمانوں کا روپیہ زیادہ معقول و مناسب طریقہ سے قوم کی بہتری کے لئے صرف ہوسکے، مسلمان اس وقت عام طور پر مزدور یا چھوٹے چھوٹے پیشہ ور ہیں ضرورت ہے کہ ان کو کاروبار کی طرف راغب کیا جائے سرکاری ملازمتوں میں بھی مسلمانوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے "دیہات سدھار" کی تحریک مفید ہے مسلمانوں کو اس میں حصہ لینا چاہئیے۔

مقالہ میں سود، زمیندار، کاشتکار، بنکوں کا کام قانون وراثت اور دوسرے بہت سے ضروری مسائل پر تبصرہ کیا گیا تھا۔ یہ مقالہ ۵۴ صفحات کا ایک نہایت مفید مضمون ہے۔

"تحریک اصلاح دیہات"

جناب ایف، ایل برین کمشنر اصلاح دیہات پنجاب نے کانفرنس کی دعوت پر اپنے معتمد خصوصی راجہ حسن اختر صاحب بی اے، پی، سی، ایس کو کانفرنس میں شرکت کے لئے بھیجا تھا۔ راجہ صاحب موصوف نے اپنا فاضلانہ مقالہ اصلاح دیہات کے عنوان سے پڑھا اور بتایا کہ ہمارے ملک کی خوشحالی کا مدار کاشتکار کی خوشحالی پر ہے۔ لیکن دیہات حد درجہ اصلاح

کے محتاج ہیں۔ اصلاح دیہات کی عمارت کے چار محکم ستون دیہاتی حفظان صحت، ترقی زراعت تعلیم اور امداد باہمی ہیں، راجہ صاحب نے اصلاح دیہات کے پروگرام پر مفصل بحث کرتے ہوئے کمشنر صاحب کا حق نیابت پورے پورے طور پر ادا کیا اور یہ اُن کے ذاتی یقین اور ترغیب کا ہی اثر تھا کہ کانفرنس میں یہ تحریک پاس ہوئی کہ تمام اسلامی درسگاہوں کو اپنے ہاں کے نوجوانوں میں اس تحریک سے عملی دلچسپی پیدا کرنے کا اہتمام کرنا چاہیئے۔

"ملت اسلامیہ اور امداد باہمی"

جناب خان محمد بشیر احمد خاں صاحب ایم اے ایل ایل بی سکرٹری پنجاب کو آپریٹو یونین و آنریری سکرٹری آل انڈیا کو آپریٹو انسٹی ٹیوشن لاہور نے عنوان بالا پر ایک مبسوط اور پُر مغز مقالہ تیار کیا تھا جو اس موضوع پر ہماری زبان میں ایک ماہر فن کی طرف سے نہایت گراں قدر اضافہ تسلیم کیا جائے گا۔ جناب خاں صاحب کا مقالہ ملت اسلامیہ کی خصوصیات سے شروع ہوتا ہے اور اسلامی طریق معاش پر بحث کرتا ہوا نہایت وضاحت کے ساتھ موجودہ زمانہ میں مسلمانوں کے اس طرف ملتفت ہونے کی ضرورت بیان کرتا ہے۔ امداد باہمی کی تحریک کیوں کر پیدا ہوئی؟ ہندوستان میں کب آئی؟ اس نے ملک کی معاشی اور اخلاقی کیا کیا خدمات انجام دی ہیں؟ آخر میں مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ امداد باہمی کو اصلاح ملت کا ایک ضروری ذریعہ سمجھتے ہوئے اس سے عملی دلچسپی پیدا کریں۔

"امداد باہمی اور چھوٹے پیشہ ور"

خان نفیس احمد خاں ایم اے انسپکٹر انڈسٹریل کو آپریٹو سوسائیٹیز امرتسر نے ایک مقالہ تیار کیا تھا جس میں یہ بتایا گیا تھا کہ طریق پیدائش دولت میں ایک انقلاب آگیا ہے لیکن پھر بھی چھوٹے چھوٹے پیشہ ور ابھی موجود ہیں اور نہایت مفید خدمات انجام دے رہے ہیں لیکن تاوہ تہی دست ہیں غیر منتظم ہیں اس طرح وہ اپنی محنت کی کمائی کا ایک معقول حصہ آڑھتی کی نذر کر دینے پر مجبور ہیں اور اُن کے لئے قدم قدم پر مشکلات ہیں۔ غرض وہ پیشہ ور جو ہمارے ملک کے لئے باعث فخر ہے فاقہ اور تنگ دستی سے گذر کرتا ہے ایسے لوگوں کی امداد کے لئے صنعتی انجمن ہائے امداد باہمی قائم کی گئیں اور ان انجمنوں نے ہر قدم پر غریب دستکار کی دستگیری کی ہے اور اُس کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے لائق بنانے کی قابل ستائش کوشش کی ہے جس میں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ یہ مضمون فلسکیپ سائز کے بارہ صفحہ کا ہے۔

"صنعت و تجارت میں مسلمانوں کا حصہ"

خان بہادر شیخ عبداللہ صاحب ایڈووکیٹ علی گڑھ مسلمان لڑکیوں کی تعلیم اور مسلمانوں کی مالی حالت سے خاص دلچسپی رکھتے ہیں آپ نے مسلمانوں کا حصہ صنعت و تجارت میں معلوم کرنے کی غرض سے خاص اعداد مہیا کئے ہیں اور بتایا ہے کہ مسلمانوں کو باآبرو زندگی بسر کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان کو صنعت و حرفت کی طرف مائل کیا جائے اور قرض کی وجہ سے جو جائدادیں اُن کے ہاتھ سے ٹکوں کے بھاؤ نکلی جارہی ہیں اُن کا محفوظ کرنا مسلمانوں کی بڑی خدمت ہے،

"بیمہ اور مسلمان"

شیخ ظفراللہ بی اے (علیگ) مینجنگ ڈائرکٹر پراویڈنشل بیمہ کمپنی علی گڑھ نے بیمہ اور مسلمان کے عنوان سے ایک مقالہ تحریر فرمایا ہے جس میں مسلمانوں کو بیمہ کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ اس وقت مسلمانوں کی صرف دو بیمہ کمپنیاں ہیں اور دوسری قوموں کے مقابلہ میں زندگی بیمہ کرانے والے مسلمانوں کی تعداد نہایت قلیل ہے یہ مضمون نہایت مفصل ہے اور اس کے شمار و اعداد مسلمانوں کے لئے عبرت آموز ہیں،

"مسئلہ آبادی"

پروفیسر محمد عاقل صاحب ایم اے جامعہ ملیہ دہلی نے ایک مضمون مندرجہ بالا عنوان پر پڑھا جس میں اس نہایت اہم مسئلہ کے چند پہلوؤں سے بحث کی گئی تھی، اس مقالہ پر اجلاس شعبہ میں چند اصحاب نے اظہار خیال بھی فرمایا یہ چھوٹا سا مقالہ اپنی خوبی بیان اور نفس مضمون کے اعتبار سے نہایت اہم سمجھا گیا غالباً مسلمانوں کے ایک مجمع میں اس موضوع پر پہلی مرتبہ اظہار خیال کیا گیا۔

"پنجاب کے کاشتکاروں کا قرضہ"

شیخ عطاء اللہ ایم اے ادارۂ معاشیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے اس موضوع پر ۳۲ صفحات فلسکیپ کا ایک مقالہ تیار کیا جس میں قرضہ کی مالیت، اس کے اسباب، ساہوکاروں کی تعداد اور اُن کے طریقوں سے بحث کی گئی ہے اور کاشتکاروں کی امداد کے لئے جو کچھ کیا جارہا ہے اس کو حد درجہ ناکافی بتایا گیا اور اُن کے لئے خاص اور فوری اعانت کی ضرورت کو واضح کیا گیا ہے،

شیخ عطاء اللہ صاحب ایم اے سکرٹری شعبۂ معاشیات نے اپنے شعبہ کے مقالات کا جو خلاصہ اوپر لکھا ہے اُس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اس شعبہ میں کیسے مفید "مقالات" پڑھے گئے، یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ یہ مقالات شیخ صاحب کی کوشش سے وجود میں آئے جنھوں نے مختلف ماہرین اور ارباب قلم کو ان مقالات کے لکھنے پر آمادہ کیا، اور اپنا فرض دلچسپی کے ساتھ انجام دیا،

مقالات کے علاوہ اس شعبہ میں مفید تجاویز بھی پاس ہوئیں جو حسب ذیل ہیں:-

(۱)

بحالت موجودہ جبکہ معاشی پیچیدگیوں کی بدولت تعلیم یافتہ طبقوں میں بیکاری پھیل رہی ہے، مفلسی بڑھ رہی ہے، سخت ضرورت ہے کہ مسلم نوجوان نجاری اور خیاطی جیسے بہت سے مفید پیشوں کی جدید فنی مہارت حاصل کریں، اور بلا تامل ان پیشوں میں شریک ہو کر معاش پیدا کریں۔ اسلامی تعلیم کے ماتحت پیشے شرافت سے متحد ہو سکتے ہیں، جن پیشوں سے اکل حلال حاصل ہو وہ سب پیشے حسب موقع شریف نوجوان اختیار کر سکتے ہیں اور ضرور اختیار کریں اور ان کو تعلیم اسلام کے مطابق ایمان داری، خودداری اور خوش اسلوبی سے انجام دیں،

(۲)

رقمی لین دین کی بعض جدید صورتیں جو بکثرت رائج ہو گئی ہیں اور ہو رہی ہیں اور جن سے قومیں کثیر منفعت حاصل کر رہی ہیں، بالخصوص بینک اور بیمہ کاروانچ۔ ان کے متعلق سخت ضرورت ہے کہ علمائے دین سب پہلوؤں پر غور کر کے تصفیہ کریں کہ شریعت اسلامیہ میں ان کی کیا نوعیت اور کیا حیثیت ہے، اور مسلمانوں کو اس بارہ میں کیا سبیل اختیار کرنی چاہئے کہ وہ نقصان سے محفوظ رہیں اور جائز منفعت حاصل کریں،

(۳)

معاشرتی تقریبات جو شادی و غم کے موقعوں پر رسم و رواج کے تحت منائی جاتی ہیں۔ ان میں بالعموم اسراف سے کام لیا جاتا ہے۔ قرضہ لے کر

اور اثاثہ کھو کر یہ کام انجام دیا جاتا ہے، لہذا سخت ضرورت ہے کہ معاشرتی تقریبات میں اصلاح کی جائے خاص کر خوش حال طبقہ کی طرف سے اصلاح کی عملی مثال پیش کی جائے اس پر بھی جو لوگ اصلاح سے انحراف کریں متحدہ طور پر اُن کی تقریبات میں شرکت سے احتراز کیا جائے تاکہ رائے عامہ سے اصلاح مؤثر بن جائے،

(۴)

ملک کے مختلف صوبجات میں جو قوانین زراعتی قرضہ کے متعلق وضع ہوئے ہیں ان کی ضرورت مسلم ہے لیکن ان کو پوری مستعدی اور جامعیت کے ساتھ اختیار کیا جانا چاہیے، دیہاتی آبادی کو بڑھتے ہوئے قرضہ کے بارے جیسے موجودہ کساد بازاری نے ناقابل برداشت بنا دیا ہے نجات دلانے کے لئے حکومت کی طرف سے فوری امداد اس ملک کی مرفہ الحالی کے لئے ضروری ہے جن صوبجات میں قرضہ کے مصالحتی بورڈ قائم ہوئے ہیں ان میں ایسے بورڈوں کو تیزی سے پھیلانے اور حقیقی طور پر مفید بنانے کی کوشش کرنا چاہیے اور جہاں جہاں وہ قائم نہیں ہوئے ہیں وہاں ان کا قیام مزید تاخیر کے بغیر عمل میں آنا چاہیے۔

(۵)

تحریک اصلاح دیہات کو ملک کی حقیقی معاشی ترقی کے لئے نہایت اہم اور دوررس سمجھتے ہوئے اسلامی درس گاہوں کے نوجوانوں کو اس تحریک میں عملی دلچسپی لینے کے ذرائع اختیار کرنے چاہئیں،

(۶)

یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس اصلاح معاشرت کے سلسلہ میں ایک قومی تواریخ لکھوائے جس سے معلوم ہو کہ اُن کے اسلاف مفلس نہ تھے ان کا پیشہ غارت گری یا گداگری نہ تھا بلکہ وہ بڑی بڑی صنعت وحرفت کے ماہر۔ تجارت اور کاروبار کے مالک تھے۔ انھوں نے دنیا کی تجارت بین الاقوامی کی بنیاد ہی نہیں ڈالی بلکہ اُس کو بڑے درجہ کمال پر پہنچایا۔ اس

طرح اُن کے کمالات اور معاشی ترقیات دنیا کی تاریخ میں نمایاں نظر آتی ہیں'

(۷)

یہ جلسہ سفارش کرتا ہے کہ شعبۂ اصلاح تمدن جو آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس نے ۱۹۲۰ء میں قائم کیا تھا اور جو عرصہ سے اُس کے دائرہ کار سے حذف ہو گیا ہے شدید ضرورت اس کی ہے کہ کانفرنس کی جانب سے ازسرِنو قائم کیا جائے اور پوری تنظیم و متحدہ جد و جہد سے اُس کے ذریعہ مسلمانوں کے معاشرتی حالات میں ایسی اصلاح کی جائے کہ مسلمان اچھے اور سچے مسلمانوں کی سی زندگی بسر کرنے کے عادی بن کر دین و دنیا کی فلاح حاصل کر سکیں'

شعبۂ ابتدائی تعلیم و مدارس اُردو

صدر نشین جناب سید آل علی صاحب نقوی ایم اے انسپکٹر مدارس اسلامیہ

مقام مشتاق منزل

اجلاس کا آغاز تلاوت **کلام مجید** سے ہوا' اس کے بعد سید اسد اللہ صاحب کی تحریک اور مولوی حاجی **ابوالحسن** صاحب ڈائرکٹر تعلیمات ریاست کشمیر کی تائید سے (خان صاحب) سید **آل علی** صاحب نقوی ایم اے (انسپکٹر مدارس اسلامیہ صوبجات متحدہ) اجلاس کے صدر قرار پائے' جناب صدر نے اس موقع پر جو خطبہ پڑھا وہ نہایت مفید تعلیمی معلومات پر مشتمل تھا' اس میں ۱۹۱۵ء سے ۱۹۲۶ء تک کے تعلیمی اعداد' مختلف صوبجات اور مختلف اقسام کے مدارس کے متعلق بیان کیے گئے تھے' اور ان اعداد کی بنا پر خواندہ مسلم اشخاص اور مسلم آبادی کے تناسب کے لحاظ سے ان کی تعلیمی حالت پر صحیح معلومات پیش کیے گئے تھے' خطبہ کا آخری حصہ بعض مفید

مشوروں پر مشتمل تھا،

خطبہ کے بعد سکرٹری شعبہ نے "ابتدائی تعلیم اور مدارس اردو" کی موجودہ حالت پر مفصل تبصرہ کیا، اور ان حالات کی اصلاح کے لئے ایک کمیٹی کے تقرر کی ضرورت ظاہر کی،

اس کے بعد سید حامد علی صاحب بی اے ڈپٹی انسپکٹر مدارس بجنور نے ایک مقالہ پڑھا جس کا عنوان تھا "ورنیکلر نظام تعلیم کی اہمیت اور ہندوستانی قومیت کی تشکیل"،

اس مقالہ میں صاحب موصوف نے اس امر پر زور دیا تھا کہ مدارس کی زندگی کو گردوپیش کی معاشرت سے مربوط اور متعلق ہونا چاہئے۔ اور یہ مقصد پیش نظر رہنا چاہئے کہ طلبہ کو اپنے مقام کی زندگی کا اہم اور ذمہ دار عنصر بنا دیا جائے،

جناب صدر نے اپنے تبصرہ میں تائید مزید کرتے ہوئے مدرسین کی مخصوص ٹریننگ کی ضرورت ظاہر فرمائی اور اس کے مختلف طریقوں اور موجودہ مشکلات پر بھی اظہار خیال کیا،

بعد ازاں حاجی خواجہ غلام الحسنین صاحب پانی پتی نے ابتدائی تعلیم کے متعلق اپنی مرتب کردہ اسکیم کو چارٹ اور تصاویر کے ذریعہ سے پیش کیا، نیز فارسی اور دینیات کی تعلیم کو دلچسپ بنانے کے لئے جو تدابیر سوچی ہیں وہ بھی اجلاس میں بیان کیں،

اس کے بعد سید اسد اللہ صاحب کاظمی کی تحریک اور سید حامد علی صاحب کی تائید سے حسب ذیل رزولیوشن پیش ہو کر منظور ہوا

(۱)

"چونکہ نظام تعلیم کی جدید تشکیل پر صوبہ متحدہ کی گورنمنٹ خصوصاً اور دیگر صوبجات کی عموماً غور کر رہی ہیں، اور چونکہ مسلمانوں کی ابتدائی تعلیم کے مفاد کا تحفظ کرنا ضروری ہے تاکہ اس کو جدید اصول کے ماتحت مقامی معاشرت سے ہم آہنگ بنایا جاسکے، اس لئے یہ کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ ماہرین تعلیم کی ایک کمیٹی مقرر کی جائے جس کے ممبروں کا انتخاب سالانہ ہوا کرے، اس کا صدر مقام علی گڑھ رہے گا، اور متوقع ہے کہ اس کمیٹی کی سفارشات کو جو تعلیم کے کسی شعبہ سے متعلق ہوں گے بہ نظر وقعت دیکھے گی"،

اس کے بعد دوسرا رزولیوشن منجانب صدارت پیش ہو کر پاس ہوا جو حسب ذیل ہے،

(۳)

"یہ کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ دفتر آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس سال ہائے گزشتہ کی طرح سررشتۂ تعلیم صوبہ متحدہ کی معرفت تمام اضلاع کے ورنیکلر مدارس سے اردو کی خوشخطی کے نمونہ جات منگا کر بہترین خوشخطی پر درجہ وار انعامات تقسیم کیا کرے، اور اس کے لئے سالانہ بجٹ میں مناسب گنجائش رکھے"

سید آل علی نقوی صاحب ایم اے کا خطبۂ صدارت جو اس اجلاس میں پڑھا گیا، دوسرے شعبوں کے خطبات کے ساتھ شائع ہوا ہے،

سید آل علی صاحب ہمارے صوبہ کے ایک قابل تجربہ کار، اور جفاکش تعلیمی افسر ہیں، اور ان کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اپنے فرائض غیر معمولی دلچسپی اور بے لاگ طریقہ سے ادا کرتے ہیں، دوسری خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنے کام پر پورے طور پر حاوی ہیں اور تمام جزئیات پر نظر رکھتے ہیں، وہ اپنا فرض صرف اس لئے انجام نہیں دیتے کہ اس خدمت پر حکومت کی طرف سے مامور ہیں بلکہ اُن کے دل میں اشاعت تعلیم کا ایک خاص جذبہ ہے، یہاں تک کہ پرائیویٹ صحبتوں میں بھی ان کا موضوع سخن ہمیشہ "تعلیم" ہی رہتا ہے،

ابتدائی تعلیم کا مسئلہ خصوصیت کے ساتھ محتاج توجہ ہے، اجلاس عام کے صدر نے بھی ابتدائی تعلیم کی اہمیت اور اس کی اصلاح پر اپنے خطبہ میں بہت کچھ زور دیا ہو،

اجلاس شعبۂ تعلیم اعلیٰ

صدر

عبداللہ یوسف علی صاحب ایم اے ایل ایل ایم سی بی ای آئی سی ایس ریٹائرڈ پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور

۲۰ مارچ ۱۹۳۵ء کی صبح کو جبکہ "شعبہ ابتدائی تعلیم" کا اجلاس مشتاق منزل میں منعقد ہو رہا تھا "شعبہ تعلیم اعلیٰ" کا اجلاس اسٹریچی ہال میں زیر صدارت جناب عبداللہ یوسف علی صاحب ایم اے، ایل ایل، ایم، سی، بی، ای، آئی، سی، ایس ریٹائرڈ پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور منعقد ہوا،

مسٹر عبد الغفور صاحب جائنٹ سکریٹری شعبۂ تعلیم اعلیٰ، اس اجلاس کی حسب ذیل کیفیت تحریر فرماتے ہیں :-

"حاضرین کی تعداد کافی تھی اور ہال پورا بھرا ہوا تھا، اکابر قوم میں سے نواب صدیار جنگ بہادر، ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب اور دیگر اصحاب تشریف فرما تھے، پروفیسر ڈاکٹر عبد الستار صدیقی اور پروفیسر خواجہ غلام السیدین صاحب کی تائید کے بعد عبد اللہ یوسف علی صاحب صدر منتخب ہوئے،

تلاوت کلام مجید محمد یونس صاحب متعلم بی، ایس، سی، کلاس نے کی، اس کے بعد جناب صدر نے اپنا خطبہ پڑھا، خطبہ کی مطبوعہ کاپیاں حاضرین میں تقسیم کر دی گئیں، بعد میں جائنٹ سکریٹری نے مسلمانوں کی "اعلیٰ تعلیم" کی اجمالی تاریخ اور آئندہ ترقی کے امکانات پر ایک مقالہ پڑھا، اس کے بعد پروفیسر خواجہ غلام السیدین صاحب نے یونیورسٹیوں میں ہندوستانی زبانوں کو ذریعہ تعلیم بنانے پر اپنا پرمغز و مدلل مقالہ پڑھا، اس مقالہ پر بحث بھی ہوئی جس میں ڈاکٹر شہید اللہ صاحب (ڈھاکہ یونیورسٹی) اور ڈاکٹر سید حسین عثمانیہ یونیورسٹی نے حصہ لیا بعد ازاں ڈاکٹر مہدی حسن صاحب (آگرہ کالج) نے اپنے مقالہ میں ہندوستانی یونیورسٹیوں کے نظام تعلیم پر ایک تنقیدی نگاہ ڈالی، پھر ڈاکٹر حفیظ سید صاحب (الٰہ آباد یونیورسٹی) نے "ضبط و آزادی" کے عنوان سے اپنا مقالہ پڑھا،

اس کے بعد جناب صدر نے ڈاکٹر نذیر احمد، ڈائرکٹر کاٹن ریسرچ انسٹی ٹیوٹ اور پرنسپل صاحب اسلامیہ کالج کلکتہ کے مقالوں کو پڑھ کر سنایا، لفٹنٹ کرنل ضیاء الدین احمد صاحب ڈائرکٹر تعلیمات بھاولپور نے اردو زبان کو ذریعہ تعلیم بنانے پر دلچسپ اور پرجوش تقریر فرمائی، صاحب موصوف کے بعد ڈاکٹر سید حسین صاحب (عثمانیہ یونیورسٹی) نے "ٹیکنیکل تعلیم" کے عنوان سے ایک پر از معلومات تقریر کی جس کے بعد مولوی سراج الدین صاحب ریٹائرڈ ڈسٹرکٹ جج ریاست بھاولپور نے "اسلامی تعلیم کے نصب العین" پر تبصرہ فرمایا، آخر میں پروفیسر خواجہ غلام السیدین صاحب نے حسب ذیل تجویز پیش کی :-

> "اس کانفرنس کی رائے میں ہندوستان کی تمام یونیورسٹیوں میں ہندوستانی زبانوں کی اعلیٰ تعلیم کا انتظام کرنا چاہئے اور ہندوستانی زبانوں کو ذریعۂ تعلیم بنانا ضروری ہے"

ڈاکٹر شہید اللہ صاحب ڈھاکہ یونیورسٹی کی تائید کے بعد یہ تجویز بالاتفاق پاس ہوئی، آخر میں پروفیسر محمد حبیب صاحب سکرٹری شعبۂ تعلیم اعلیٰ نے کانفرنس کی طرف سے جناب صدر کا شکریہ ادا کیا جس کے بعد شعبہ کا اجلاس ختم ہوا،

دوسرا اجلاس عام

بمقام اسٹریچی ہال، ۲۷ مارچ ۳ بجے سہ پہر

صدر لفٹنٹ کرنل ضیاء الدین احمد صاحب ڈائرکٹر تعلیمات ریاست بہاولپور

---

۲۷ مارچ کی سہ پہر کو کانفرنس کا دوسرا اجلاس عام اسٹریچی ہال میں منعقد ہوا، اجلاس کا آغاز تلاوت کلام مجید سے ہوا، چونکہ اجلاس عام کے صدر نواب سی عبد الحکیم رئیس اعظم مدراس بوجہ ضرورت تشریف لے جا چکے تھے اس لئے سید الطاف علی صاحب ہیڈ اسسٹنٹ دفتر کانفرنس کی تحریک اور پروفیسر عبد المجید صاحب قریشی آنریری جائنٹ سکرٹری کانفرنس کی تائید سے لفٹنٹ کرنل ضیاء الدین احمد صاحب ڈائرکٹر تعلیمات ریاست بہاولپور اجلاس عام کے صدر قرار پائے اور جناب ممدوح نے کارکنان کانفرنس اور حاضرین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس منصب کو قبول فرمایا۔

اس کے بعد آنریری جائنٹ سکرٹری صاحب کانفرنس نے مشاہیر ملک کے وہ پیغامات سنائے جو کانفرنس کی پنجاہ جوبلی کی تہنیت اور اپنی عدم شرکت کی معذرت کے متعلق موصول ہوئے تھے، بعد ازاں ڈاکٹر یعقوب شینکوچ مفتی اعظم پولینڈ نے "پولینڈ میں مسلمان" کے عنوان سے انگریزی میں ایک تقریر کی،

اس کے بعد حسب ذیل شعبوں کے اجلاس کی مختصر رپورٹیں اور ان کے منظور شدہ رزولیوشن اجلاس عام میں پیش ہو کر منظور ہوئے،

۱۔ رپورٹ شعبۂ معاشیات و اصلاح معاشرت،
۲۔ " " " اعلیٰ تعلیم،
۳۔ " " " ابتدائی تعلیم و مدارس اردو،
۴۔ " " " تعلیم نسواں،

اس کے بعد جناب صدر نے وہ رزولیوشن جو ۲۶ مارچ کو ٹکنالوجی کے متعلق پیش ہوا تھا اور جس میں ۳۰ لاکھ روپیہ جمع کرنے کی تحریک کی گئی تھی دوبارہ پیش کیا کیونکہ کل وہ ضابطہ سے منظور نہیں ہوا تھا، آج اجلاس عام میں منظور ہوا،

اس کے بعد ایک ممبر نے یہ شکایت کی کہ ان کا ایک رزولیوشن جو قادیانی فرقہ سے متعلق تھا سبجکٹس کمیٹی میں نہیں پیش کیا گیا، جناب صدر نے ان کی گفتگو سنکر یہ طے کیا کہ وہ رزولیوشن اب سبجکٹس کمیٹی میں پیش کر دیا جائے، چنانچہ یہ اعلان کر دیا گیا کہ بعد نماز مغرب سلطان جہاں منزل میں کمیٹی کا اجلاس ہوگا جس میں یہ رزولیوشن بحث کے لئے پیش کیا جائے گا اس اعلان کے بعد اجلاس ختم ہوا،

جناب صدر کی تجویز کے مطابق بعد نماز مغرب صدر دفتر کانفرنس سلطان جہاں منزل میں مجلس مضامین" کا جلسہ منعقد ہوا جس میں بہت سے ممبروں نے شرکت کی،

رزولیوشن پر مفصل بحث ہوئی، اور آخر کار بہت بڑی اکثریت آراء سے یہ طے ہوا کہ کانفرنس کے قواعد کے ماتحت یہ رزولیوشن اجلاس میں پیش نہیں ہو سکتا لہذا مسترد کر دیا گیا،

اجلاس اُردو پریس کانفرنس

۲۷ مارچ کو بوقت ۸ بجے شب اردو پریس کانفرنس کا پہلا اجلاس زیر صدارت مولوی بشیرالدین صاحب اڈیٹر البشیر و منیجر اسلامیہ اسکول اٹاوہ منعقد ہوا، اور دوسرا ۲۸ مارچ کو بوقت ۸ بجے صبح ہوا جس کے صدر منشی دیا نراین نگم صاحب اڈیٹر رسالہ زمانہ کانپور تھے، اس اجلاس کے دونوں خطبے دوسرے شعبوں کے خطبوں کے ساتھ ایک مجموعہ میں علحدہ شائع ہوئے ہیں،

اُردو پریس کانفرنس کے اجلاس میں اس کانفرنس کی ضرورت اور اغراض و مقاصد کے متعلق جو بیان اس کے سکریٹریوں کی طرف سے حاضرین کے سامنے پیش کیا گیا وہ حسب ذیل ہے؛

محترم صدر دبرادران گرامی قدر

سب سے پہلے ہم اپنے سب بھائیوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جنھوں نے ہماری دعوت قبول فرمائی اور سفر کی زحمت گوارا فرما کر اردو پریس کانفرنس میں شریک ہوئے، ہم اُن سب بھائیوں کے بھی شکر گزار ہیں جو اگرچہ کسی مجبوری کی وجہ سے یہاں تشریف نہ لا سکے لیکن اپنے اپنے اخبار میں اس تحریک کی پُرزور الفاظ میں تائید کی اور اپنے خطوط کے ذریعہ سے ہماری حوصلہ افزائی کی اور ہمت بڑھائی،

اس کے بعد ہم کارکنان کانفرنس کے بھی شکر گزار ہیں جنھوں نے اپنی کانفرنس کی "پنجاہ سالہ جوبلی" کے یادگار موقع پر اردو پریس کانفرنس کا اجلاس منعقد کرنے کے لئے ہر قسم کی آسانیاں بہم پہنچائیں، اور مہمانوں کے قیام و طعام کا انتظام کرکے ہمیں یہ موقع دیا کہ اپنا کام اطمینان سے انجام دے سکیں،

کانفرنس ایک اصلاحی و تعلیمی جماعت ہے اس لئے صحافت کی اصلاح و ترقی کی طرف اس کا توجہ کرنا کوئی تعجب کی بات نہیں، کیونکہ عوام کے خیالات و مذاق کی اصلاح اور اُن کی ذہنی تربیت و ترقی کا بڑا ذریعہ اخبارات ہیں، نیز تعلیم کی اشاعت و ترقی میں بھی اُن کی کوشش بیحد مفید ثابت ہوسکتی ہے لہذا اگر ہمارے اخبارات کا معیار بلند ہو اور وہ مفید معلومات و عمدہ خیالات کی اشاعت کریں تو یہ اپنے وطن عزیز کی بہت بڑی خدمت ہوگی،

اس بنا پر اگر کانفرنس نے اخبارات کی ترقی و اصلاح کے لئے ایک صورت پیدا کی تو اُس نے اپنے مقاصد اور حدود سے تجاوز نہیں کیا، اس ضرورت کا احساس کانفرنس کو اس وجہ سے بھی تھا کہ وہ خود بھی ایک ہفتہ وار اخبار "کانفرنس گزٹ" کے نام سے شائع کرتی ہے، اور اخبارات کے مصائب و مشکلات سے ناواقف نہیں ہے،

غرض کانفرنس نے ایک مفید مقصد پیش نظر رکھ کر سب بھائیوں کو اردو پریس کانفرنس میں شرکت کے لئے دعوت دی، اور ہمیں مسرت ہے کہ سب نے نہایت گرمجوشی سے اس کا خیر مقدم کیا، اس موقع پر ہمیں یہ ظاہر کرنے میں ذرا بھی تامل نہیں کہ اردو اخبارات کی مالی حالت اور تعداد اشاعت دوسرے ممالک کے اخبارات کا تو کیا ذکر خود ہندوستان کے اُن اخبارات سے گری ہوئی ہے جو دوسری ملکی زبانوں میں نکل رہے ہیں اور اس لئے کسی تحریک کو خواہ وہ تعلیمی ہو یا اصلاحی سیاسی ہو مؤثر طریقہ سے کامیاب نہیں بنا سکتے،

اس کی ایک خاص وجہ یہ بھی ہے کہ عام اخبارات خصوصاً اردو اخبارات کے لئے یہ مشکلات کا زمانہ ہے اگر ایک طرف حکومت کے قوانین کی سختی ان کی ترقی میں سنگ راہ ہے تو دوسری طرف عوام کی بے اعتنائی و بدمذاقی بھی ان کو ترقی کرنے سے روک رہی ہے، ان خطوط سے جو ہماری دعوت کے جواب میں موصول ہوئے نیز ان خیالات سے جو اخبارات کے ذریعہ سے ظاہر کئے گئے ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ اردو اخبارات کو اپنی اس حالت کا احساس ہے اور ہر ایک کی یہ خواہش ہے کہ اردو اخبارات کی اصلاح و ترقی کے لئے کوئی تدبیر سوچی جائے تاکہ ان کی آوازمیں اثر پیدا ہو اور وہ زیادہ بہتر طریقہ سے ملک و قوم کی خدمت انجام دے سکیں،

اس ضرورت کا عام احساس ان تجاویز سے بھی ہوتا ہے جو مختلف اخبارات کے اڈیٹروں نے کانفرنس کے لئے بھیجی ہیں اور جو آپ کے سامنے پیش ہوں گی اور امید ہے کہ غور و بحث کے بعد آپ ان میں سے مفید و ضروری تجاویز کو منظور کریں گے،

اس میں شک نہیں کہ جیسی توقع تھی زیادہ اصحاب اس کانفرنس میں شرکت کے لئے تشریف نہیں لائے، ہم نے دو سو سے زیادہ دعوت نامے بھیجنے کے علاوہ اخبارات کے ذریعہ سے بھی اردو پریس کانفرنس کے اغراض و مقاصد کی وسیع پیمانہ پر اشاعت کی تھی، اور چونکہ ہر طرف سے مقاصد کی تائید کی گئی تھی اس لئے یہ خیال تھا کہ ہم اپنے زیادہ بھائیوں کا خیر مقدم کر سکیں گے لیکن باوجود اس کے ہم مایوس نہیں ہیں، یہ پہلا موقع تھا، اور ابتدائی کام ایسا ہونا ایک قدرتی بات تھی ہمارے اطمینان کے لئے یہ امر کافی ہے کہ ہر طرف سے بلا اختلاف اس تحریک کی تائید کی گئی

ہمارا سب سے بڑا مقصد اس کانفرنس کے قیام سے یہ ہے کہ **اردو پریس کی اصلاح و تنظیم کی جائے**، اگر ہم اس مرتبہ اس مقصد کے حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے تو ہمارا یہ اجتماع اردو پریس کی تاریخ میں ایک یادگار واقعہ ہوگا، آپ اس انجمن کا نام خواہ اردو پریس کانفرنس رکھیں یا اردو پریس **ایسوسی ایشن**، مقصد کام سے ہو نہ کہ نام سے،

بالفعل ہمارا کام یہ ہے کہ آئندہ اپنا کام جاری رکھنے کے لئے حسب ذیل امور طے کرلیں :-

(۱) انجمن کا نام اور مقاصد، مقاصد کے متعلق ہم یہ عرض کریں گے کہ ایسے مقاصد رکھے جائیں جن میں ہر اخبار خواہ اُس کا سیاسی مسلک کچھ ہی کیوں نہ ہو بے تامل شریک ہو سکے،

(۲) انجمن کی ممبری کے شرائط اور چندہ سالانہ کی مقدار،

(۳) بالفعل ایک سال کے لئے انجمن کے عہدہ داروں اور مجلس انتظامی کے ممبروں کا انتخاب،

(۴) انجمن کے دفتر کا مقام نیز ہر مقام پر جہاں سے متعدد اخبارات نکلتے ہوں، اخبارات کی مقامی انجمن بنانا،

(۵) دوسرے امور جو انجمن کو مضبوط بنیادوں پر چلانے کے لئے ضروری ہوں،

اگر اس پریس کانفرنس کے انعقاد کا نتیجہ ایک پریس ایسوسی ایشن کی صورت میں نکل آیا تو ہماری محنت وصول ہے، ورنہ جس طرح ہم اپنے اخبارات میں دوسری کانفرنسوں کے جلسوں پر "نشستند و گفتند و برخاستند" کی مثل عائد کیا کرتے ہیں وہی فقرہ ہم پر بھی کسا جائے گا اور یہ تمام زحمت جو ہمارے دوستوں نے اٹھائی ہے رائیگاں جائے گی،

جو رزولیوشن ہماری کانفرنس میں پیش ہوں گے اُن میں بہت سے خاص طور پر کارآمد و مفید ہیں لیکن ان کو عملی صورت میں لانا اُس وقت تک ناممکن ہے جب تک کہ ہماری مستقل انجمن کا اور اُس کے دفتر کا قیام نہ ہو جائے، اس لئے میں نہایت ادب سے عرض کروں گا کہ ہمارا سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ اگر ہمیں اخبار نویسی جیسے پیشے کا احترام مدنظر ہے، اگر ہمیں اپنی آواز کو موثر بنانا اور اردو پریس کے درجہ کو بلند کرنا مقصود ہے، اگر ہم چاہتے ہیں کہ گوناگوں مشکلات جو حکومت یا خود غرض پبلک کی طرف سے ہمارے راستہ میں پیدا کی جاتی ہیں ہم میں اُن کے مقابلہ کرنے کی اہلیت پیدا ہو تو ہم اپنی تنظیم کریں اور اس مل بیٹھنے کے موقع کو غنیمت جانیں، ڈاکٹر اقبال کے اس قول کو یاد رکھئے :-

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں

اردو پریس کانفرنس کے پہلے اجلاس میں خطبہ صدارت کے بعد متعدد ایڈیٹروں نے پریس کانفرنس کی ضرورت پر تقریریں کیں اس کے بعد حسب ذیل رزولیوشن پاس ہوا،

"یہ کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ اردو اخبار نویسوں کی ایک انجمن قائم کی جائے"

پھر اسی رزولیوشن کے سلسلہ میں چند اصحاب کی ایک کمیٹی بنا دی گئی جس کے ذمہ یہ خدمت کی گئی کہ

"انجمن کے اغراض ومقاصد اور ضابطہ کار کا تعین کرکے دوسرے اجلاس میں پیش کرے"
چنانچہ تجویز مندرجہ بالا کی تعمیل میں کمیٹی نے انجمن کے مقاصد اور ضابطہ کار کے متعلق ضروری قواعد مرتب کرکے دوسرے روز ۲۸ مارچ کے اجلاس میں پیش کئے جو بعد غور و بحث بلا اختلاف منظور ہوئے،

اغراض ومقاصد اور ابتدائی ضابطہ کار

۱۔ اس انجمن کا نام "اردو پریس ایسوسی ایشن" ہوگا،

۲۔ اس انجمن کے مقاصد حسب ذیل ہوں گے:

(الف) اردو اخبار نویسی اور اردو مطابع کو ترقی دینا،

(ب) اخبارات ومطابع کے حقوق کی حفاظت،

(ج) اخبار نویسوں اور اہل مطابع میں باہم اتحاد کرنا اور تعاون باہمی کو ترقی دینا

(۳) ہر اردو اخبار نویس اور اہل مطبع جو مندرجہ بالا مقاصد سے اتفاق رکھتا ہو اس انجمن کا ممبر ہوسکتا ہے۔

(۴) ہر ممبر کے لئے ایک روپیہ فیس داخلہ اور دو روپیہ سالانہ چندہ ممبری ادا کرنا ضروری ہوگا

(۵) اردو پریس کانفرنس کی انتظامیہ کمیٹی کے ارکان علاوہ عہدہ داروں کے گیارہ ہوں گے اس وقت جو ارکان منتخب کئے جاتے ہیں، ان کی مدت عہدہ ایک سال ہوگی کمیٹی اپنے طریقہ کار کے لئے ضمنی قواعد مرتب کرے گی، نیز سالانہ اجلاس کی تاریخ اور مقام کا تعین کرے گی،

۶۔ ایک سال تک اس انجمن کا صدر دفتر علی گڑھ میں رہے گا اس کے بعد دوبارہ اس پر غور کیا جائے گا،

۷۔ سال میں ایک مرتبہ ایسوسی ایشن کا جلسہ منعقد ہوا کرے گا، اس کے علاوہ کمیٹی کے اور جلسے بھی حسب ضرورت منعقد کئے جاسکتے ہیں جس کا ایجنڈا پہلے سے جاری ہوگا، کورم تین ممبروں کا ہوگا، اور تحریری رائیں بھی شمار کی جائیں گی،

ایسوسی ایشن کے عہدے

اردو پریس ایسوسی ایشن کے عہدے حسب ذیل ہوں گے،

۱۔ صدر، ۲۔ نائب صدر، ۳۔ سکریٹری (معتمد)

انجمن کا سکرٹری اُس کا خزانچی بھی ہوگا جو روپیہ کو انجمن کے مقاصد میں صرف کرنے کا مجاز ہوگا "ایسوسی ایشن" کا روپیہ سیونگ بنک میں جمع ہوگا' اور اُس کے برآمد کرنے کا ضمیہ سکرٹری کو اپنے دستخط سے ہوگا'

عہدہ داروں کا انتخاب

ایک سال کے لیے حسب ذیل اصحاب بالاتفاق انجمن کے عہدہ دار تجویز ہوئے'

صدر - منشی دیانرائن نگم صاحب اوڈیٹر رسالہ زمانہ واخبار آزاد کانپور'

نائب صدر - مولوی نظام الدین حسین صاحب نظامی ایڈیٹر ذوالقرنین بدایوں'

سکرٹری (معتمد) محمد اکرام اللہ خاں ندوی اڈیٹر کانفرنس گزٹ علی گڑھ.

انتظامیہ کمیٹی کے ارکان

انتظامیہ کمیٹی کے ارکان بالاتفاق حسب ذیل اصحاب تجویز ہوئے:

۱- منشی دیانرائن نگم صاحب اوڈیٹر زمانہ (باعتبار عہدہ)

۲- مولوی نظام الدین حسین نظامی اوڈیٹر ذوالقرنین (باعتبار عہدہ)

۳- محمد اکرام اللہ خاں ندوی اڈیٹر کانفرنس گزٹ (باعتبار عہدہ)

۴- عیاذ احمد صاحب بی' ایس' سی اوڈیٹر اخبار (علیگ)

۵- مولوی محفوظ الحق صاحب علمی اڈیٹر ہمالی میگزین علی گڑھ'

۶- مولوی ظفر الملک صاحب علوی اڈیٹر رسالہ الناظر لکھنؤ'

۷- مسٹر شمبھو ناتھ چوپڑا ایڈیٹر سوراجیہ دہلی' ۸- غلام محی الدین خاں صاحب اڈیٹر مونس اٹاوہ'

ابھی چھ ارکان کا انتخاب باقی ہے جو موجودہ کمیٹی کے غور و مشورہ کے بعد کیا جائیگا

اجلاس ختم ہونے سے پہلے ۱۴ اوڈیٹروں نے "اردو پریس ایسوسی ایشن" کی باضابطہ شرکت یعنی ممبری قبول فرمائی اور سب صاحبوں نے چندہ داخلہ اور اکثر نے چندہ سالانہ فوراً ادا کر دیا' اکثر ممبروں نے یہ وعدہ بھی کیا کہ وہ دوسرے اخبار نویس بھائیوں کو بھی ایسوسی ایشن کا ممبر بنانے کی کوشش کریں گے اردو پریس کانفرنس کے دوسرے اجلاس میں حسب ذیل رزولیوشن بالاتفاق منظور ہوئے'

(۱)

"یہ کانفرنس صاحب ڈائرکٹر جنرل پوسٹ اور ٹیلی گراف سے

درخواست کرتی ہے کہ اخبارات کے لیے شرح ٹیلی فون میں خاص رعایت کی جائے"

(۲)

"یہ کانفرنس صاحب ایجنٹ اور دیگر افسران ریلوے سے درخواست کرتی ہے کہ وہ اپنی اپنی ریلوے کے بُک اسٹالوں میں اردو اخبارات، رسائل، اور کتابوں کی فروخت کے انتظام میں توسیع کریں، اور اُن کے لئے ۲۵ فی صدی کمیشن کی شرح مقرر کریں اور اس امر کی ہدایت فرمائیں کہ اس کمیشن کے علاوہ کوئی مزید مطالبہ نہ کیا جائے"

(۳)

"یہ کانفرنس صاحب ڈائرکٹر پوسٹ اور ٹیلی گراف سے درخواست کرتی ہے کہ پریس ٹیلی گرام ہندوستانی زبانوں اور رومن رسم الخط میں قبول کرلئے جایا کریں"

(۴)

"یہ کانفرنس صاحب ڈائرکٹر جنرل پوسٹ اور ٹیلی گراف سے درخواست کرتی ہے کہ وہ اخبارات ورسالوں کے پُرانے پرچوں کو جو تاریخ اشاعت کے بعد بھیجے جائیں، رعایتی شرح ڈاک سے بھیجنے کا قاعدہ قائم رکھیں"

(۵)

"یہ کانفرنس گورنمنٹ ہند سے درخواست کرتی ہے کہ جدید آئین کے اجراء کے ساتھ ساتھ ہندوستانی پریس ایکٹ میں ایسی ترمیم کی جائے کہ پریس آزادی کے ساتھ اپنے فرائض ادا کرسکے، نیز یہ کانفرنس ممبران اسمبلی سے درخواست کرتی ہے کہ وہ موجودہ پریس ایکٹ میں ترمیم کرانے کے لئے ضروری تدابیر اختیار کریں"

(۶)

"یہ کانفرنس صاحب ڈائرکٹر جنرل محکمہ ڈاک و تار سے درخواست

کرتی ہے کہ اخبارات کے لئے ونڈو ڈلیوری اور تار کا پتہ رجسٹری
کرنے کی شرح فیس میں نصف کی رعایت کی جائے۔''

اردو پریس کانفرنس کے اس جلسہ میں مولوی محمود الحسن صاحب صدیقی بی، اے
ایڈیٹر اخبار ندیم نے ایک مقالہ بھی پڑھا، جو حاضرین نے توجہ سے سنا، منشی دیا نراین نگم
صاحب ایڈیٹر زمانہ کا خطبہ بھی نہایت عمدہ مطالب پر حاوی تھا جو تمام اخبار نویس بھائیوں
نے پسند کیا، پھر جناب صدر کے شکریہ کے بعد ۱۲ بجے اردو پریس ایسوسی ایشن کا اجلاس ختم ہوا،
۵ بجے شام کو مرزا ابراہیم بیگ صاحب ایڈیٹر سرگذشت علی گڑھ نے اخبار نویس بھائیوں
کو ایک پر تکلف ایٹ ہوم دیا، یہ پرلطف صحبت دیر تک جاری رہی، منشی دیا نراین نگم صاحب
صدر ''ایسوسی ایشن'' بھی ایٹ ہوم میں شریک تھے،

اجلاس شعبۂ اسلامی علوم و فنون

صدر

مولانا سید سلیمان ندوی

۲۷ مارچ ۱۹۳۳ء کو بوقت ۸ ½ بجے شب ''شعبۂ اسلامی علوم و فنون'' کا پہلا اجلاس
زیر صدارت مولانا سید سلیمان صاحب ندوی اسٹریچی ہال میں منعقد ہوا، اس شعبہ کے سکرٹری
ڈاکٹر امیر حسن صاحب صدیقی نے شعبہ کے اجلاس کی جو مختصر رپورٹ بھیجی ہے وہ حسب ذیل ہے،
''بعد تلاوت کلام مجید اور تحریک و تائید صدارت اجلاس کی کارروائی شروع
ہوئی اولاً محمد شریف حسینی متعلم نورتھ ایر کلاس نے ایک نظم بعنوان ''پیغام سحر'' جو بہت مختصر
مگر با اثر تھی پڑھی اس کے بعد جناب صدر نے اپنا خطبۂ صدارت پڑھا، یہ خطبہ کیا تھا، ایک
محققانہ پرچہ اسلامی علوم و فنون پر تھا، جس میں نہ صرف ابتدائے اسلام سے ''اسلامی علوم و
فنون'' کی نشو و نما دکھائی گئی تھی بلکہ موجودہ زمانہ تک کے محققین کے کاموں کی ایک مکمل تاریخ تھی

علامہ موصوف نے اس فاضلانہ خطبہ میں محققانہ طریقہ سے یہ بھی بتایا تھا کہ ہمارے پاس کیا کیا ذخیرہ اسلامی علوم وفنون پر تھا، اور وہ کس طرح اور کن کن موقعوں پر ہمارے ہاتھ سے جاتا رہا، موجودہ ذخیرہ کا ایک بہت بڑا حصہ اہل یورپ کے قبضہ میں ہے جس پر وہ بُرا یا بھلا کام کر رہے ہیں مگر ہمارے پاس بھی کام کرنے کے واسطے کافی مواد ہے مگر افسوس کہ کام کرنے والے بہت کم ہیں، یہ کام تو ہمارا ہے مگر اس کی تکمیل اہل یورپ کر رہے ہیں، لیکن افسوس کہ اُن میں سے بہت کم لوگ ایسے ہیں جو صحیح راستہ پر کام کر رہے ہیں، ورنہ اکثر وبیشتر یورپین جو اس موضوع پر کام کر رہے ہیں یا تو بوجہ نادانی یا بوجہ تعصب اسلام اور اسلامی علوم وفنون کو دنیا کے سامنے ایک ایسے بُرے طریقہ سے پیش کر رہے ہیں کہ اس کا لازمی نتیجہ نوجوانوں کی گمراہی ہے،

آخر میں علامہ موصوف نے مسلمانوں کی توجہ اس طرف مبذول فرمائی کہ اب وقت آگیا ہے کہ وہ خود اس نادر ذخیرہ سے فائدہ اٹھائیں، اور دُنیا کے سامنے اس کو صحیح طریقہ سے پیش کر دیں "

خطبہ کے بعد سکرٹری شعبہ نے ایک مختصر رپورٹ پڑھی اس رپورٹ میں پہلے یہ بتایا گیا تھا کہ کانفرنس نے گزشتہ اجلاس رامپور کے موقع پر ایک "شعبۂ اسلامیات" قائم کیا تھا جس کے اجلاس کی صدارت، مسلم یونیورسٹی کے مایۂ ناز فلاسفر ڈاکٹر ظفر الحسن صاحب نے فرمائی تھی، اس کے بعد یہ بیان کیا گیا تھا کہ

"امسال جہاں تک صدارت کا تعلق ہے کانفرنس کا یہ شعبہ سال گزشتہ کے مقابل کچھ کم خوش نصیب نہیں ہے۔ آج جو بزرگ صدارت کی کرسی پر تشریف رکھتے ہیں اور جن کا فاضلانہ خطبہ آپ ابھی سُن چکے ہیں اس صدی کے مسلمان علماء میں ممتاز درجہ رکھتے ہیں "

خود "شعبہ اسلامی علوم وفنون" کی ضرورت کے متعلق رپورٹ میں حسب ذیل خیالات ظاہر کئے گئے تھے،

"جہاں تک میں سمجھتا ہوں آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس نے ایک شعبۂ اسلامی علوم و فنون کے ساتھ مخصوص کر کے صحیح رہنمائی کا حق ادا کیا ہے، کانفرنس کے اس اقدام نے اس حقیقت کو پیش نظر کر دیا کہ ہمارے نظام تعلیم میں اسلامی علوم کے لئے مخصوص طریقہ سے جگہ پیدا کرنا ضروری ہے،

اب جو ادارے قومی تعلیم کی خدمت انجام دے رہے ہیں اُن کا فرض ہے کہ کانفرنس کی رہنمائی سے فائدہ اٹھائیں اور غالباً آپ کو یہ سُن کر مسرت ہوگی کہ اس تحریک کا اثر مسلم یونیورسٹی نے بھی قبول کیا، چنانچہ یہاں اسلامی علوم وفنون کے ساتھ دلچسپی تازہ کرنے کے لئے ایک "انجمن اسلامیات" اور ایک "سوسائٹی آف اسلامک ہسٹری اینڈ کلچر" قائم ہوگئی ہے جن کے انتظام سے اسلامی مسائل اور اسلامی علوم پر بصیرت افروز تقریریں ہوتی رہتی ہیں، اور خطبات پڑھے جاتے ہیں،

اس سلسلہ میں یہ عرض کردوں تو بیجا نہیں کہ اس شعبہ کی تعلیم کے لئے مسلم یونیورسٹی میں اگر ایک عبدالحکمہ دوسرے مضامین درسی کی طرح قائم کردیا جائے تو ایک بڑی کمی پوری ہوجائیگی،

سکریٹری کی رپورٹ کے بعد خان بہادر سید ظفر حسن صاحب نے اپنا دلچسپ مقالہ "مقامات مقدسہ" پر پڑھا اس مقالہ میں صاحب موصوف نے تمام مقدس مقامات پر جو حجاز میں واقع ہیں تاریخی حیثیت سے تبصرہ کیا اور سلائڈس کے ذریعہ سے اپنے لکچر کو بہت دلچسپ بنا دیا، اس کے بعد شعبہ کا پہلا اجلاس ختم ہوا،

شعبہ اسلامی علوم وفنون کا دوسرا اجلاس ۲۸ مارچ کو ۹ بجے کے بعد آسمان منزل میں منعقد ہوا، اس اجلاس میں سب سے پہلے مولوی **عبد الحمید خاں** صاحب پروفیسر جامعہ عثمانیہ کا مقالہ بعنوان "زبان فارسی اور اس کے مختلف دور" پڑھا گیا جو بہت محنت وکاوش سے لکھا گیا تھا اور نہایت مفید معلومات پر مشتمل تھا، اس لئے ارباب ذوق نے دلچسپی سے سُنا،

اس کے بعد مولانا **سید سلیمان** صاحب ندوی نے ایک محققانہ مقالہ جس کا عنوان "عرب و امریکہ" تھا پڑھا، اس میں ثابت کیا گیا تھا کہ یہ صحیح نہیں کہ امریکہ کو سب سے پہلے **کولمبس** نے دریافت کیا، یہ مقالہ غیر معمولی توجہ اور دلچسپی سے سنا گیا، بالاستیعاب پڑھنے کے لائق ہے، جو انشاء اللہ کانفرنس کی طرف سے شائع کیا جائے گا،

مقالہ کے بعد شعبہ کے اجلاس میں حسب ذیل رزولیوشن بحث وگفتگو کے بعد پاس ہوئے:-

(۱)

"یہ جلسہ مسلم یونیورسٹی کے ارباب حل وعقد سے درخواست کرتا ہے کہ فرنچ وجرمن زبانوں کی طرح عربی زبان کی تعلیم بھی طلبہ کے لئے مفت جاری کردی جائے تاکہ مسلمان طلبہ عربی زبان سے واقف ہوجائیں،"

(۲)

"یہ جلسہ کانفرنس کی سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی سے ملتمس ہے کہ جس طرح عربی کے طلبار کو کانفرنس کی جانب وظائف دئے جاتے ہیں اسی طرح اگر فنڈ ہو تو تاریخ اسلام کے مطالعہ کو ہر دلعزیز بنانیکے لئے بھی ہونہار طلبہ کو وظائف دئے جائیں"

(۳)

"آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا یہ جلسہ مسلم یونیورسٹی کے ارباب حل و عقد سے درخواست کرتا ہے کہ ایم اے (تاریخ) کے نصاب میں تاریخ انگلستان کی طرح تاریخ اسلام کو بھی لازمی قرار دیا جائے، اور بی اے و ایم اے میں اسلامی سیاسیات کی تعلیم کا بھی انتظام کیا جائے"

(۴)

"یہ جلسہ پبلک سروس کمیشن گورنمنٹ آف انڈیا و نیز دیگر صوبجاتی پبلک سروس کمیشن کی توجہ مبذول کرتا ہے کہ تاریخ ہند، تاریخ یورپ، اور تاریخ انگلستان کی طرح تاریخ اسلام کو بھی امتحانات مقابلہ کے پرچوں میں اختیاری مضمون کی حیثیت سے شامل کیا جائے"

(۵)

"اس امر کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ حکومت پولینڈ نے مسلمانان پولینڈ کی تعلیمی اور دینی ضروریات کا احترام ملحوظ رکھ کر وارسا میں ایک مسجد کی تعمیر کے لئے جگہ دی ہے اور مالی اعانت کا بھی وعدہ کیا ہے یہ جلسہ حکومت پولینڈ کا شکریہ ادا کرتا ہے اور اس طریقۂ عمل کو بہ نظر استحسان دیکھتا ہے"

مندرجۂ بالا رزولیوشنوں کے منظور ہونے کے بعد جناب صدر کا شکریہ ادا کیا گیا اور شعبۂ اسلامی علوم و فنون کا اجلاس ختم ہوا۔

اجلاس شعبۂ مدارس اسلامیہ

صدر

مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی

آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کی پنجاہ سالہ جوبلی کے وسیع پروگرام میں ایک شعبہ مدارس اسلامیہ کا بھی تھا، جس کے سکرٹری مولانا حاجی ابوبکر محمد شیث صاحب ناظم دینیات مسلم یونیورسٹی تھے، مولانا موصوف نے جو اپنی علمی و خاندانی فضیلت کی وجہ سے ہندوستان میں اکثر علمائے کرام سے ذاتی مراسم و تعلقات رکھتے ہیں، مشہور و معروف علماء کی خدمت میں دعوتی خطوط بھیج کر اس شعبہ میں شریک ہونے کے لئے مدعو کیا تھا، نیز عربی مدارس کے اساتذہ سے خاص طور پر شرکت کی درخواست کی تھی،

چونکہ ہندوستان کے تمام علماء اور عربی مدارس کے نام و مقامات کسی شخص واحد کو معلوم نہیں ہو سکتے اس لئے سکرٹری صاحب شعبۂ مدارس اسلامیہ نے اخبارات کے ذریعہ سے بھی اعلان کر دیا تھا کہ جن علماء کو بوجہ عدم واقفیت براہ راست دعوت نامے نہ پہنچیں وہ بھی تشریف لائیں، اس کے علاوہ ایک اعلان میں لوگوں سے یہ درخواست کی تھی کہ وہ عربی مدارس کے اساتذہ اور دوسرے علماء کے نام و پتہ سے اطلاع دیں، اس طریقہ سے بہت سے علماء کے نام معلوم ہوئے جن کی خدمت میں دعوت نامے بھیجے گئے،

خاکسار آنریری سکرٹری کانفرنس کی یہ خواہش تھی کہ علماء زیادہ سے زیادہ تعداد میں علی گڑھ تشریف لائیں نیز جوبلی سب کمیٹی نے علماء کی خدمت میں اعزازی ٹکٹ پیش کرنے کا فیصلہ کیا تھا اور اُن کے قیام و طعام کا اطمینان بخش انتظام کیا گیا تھا،

یہ پہلا موقع تھا کہ علی گڑھ میں جو تعلیم جدید کا مرکز ہے، قدیم مشرقی طرز کے تعلیم یافتہ علماء کے لئے ایک مخصوص و مستقل اجلاس "شعبۂ مدارس اسلامیہ" کے نام سے منعقد کرنا تجویز کیا گیا، اور اس میں شریک ہونے کے لئے تمام علمائے ہند کو دعوت دی گئی، اس شعبہ کی وجہ سے "جدید تعلیم یافتہ" نوجوانوں کو علماء کے خیالات و طریقۂ کار سے واقف ہونے اور ایک دوسرے سے مانوس ہونے

کا موقع ملا، اگرچہ توقع کے مطابق علماء زیادہ تعداد میں تشریف نہیں لائے، تاہم مستند و مشہور اسلامی اداروں مثلاً دیوبند، فرنگی محل، ندوۃ العلماء، اور دہلی وغیرہ کے علماء نہ صرف اجلاس میں شریک ہوئے، بلکہ انھوں نے عملی حصہ بھی لیا، یعنی مقالات پڑھے تجاویز پیش کیں، اور ہر کارروائی سے پوری دلچسپی ظاہر کی، یہ اسی دلچسپی کا نتیجہ تھا کہ شعبۂ مدارس اسلامیہ کا ایک اجلاس جو ابتدا میں تجویز کیا گیا تھا ناکافی ثابت ہوا، اور دوسرے روز بھی ایک مستقل اجلاس کے لئے وقت نکالا گیا تھا، مگر پھر بھی پروگرام پورا نہ ہو سکا، اور متعدد مقالے جو خاص طور پر اس شعبہ کے لئے لکھے گئے تھے نہیں پڑھے جا سکے،

شعبہ مدارس اسلامیہ کے صدر جناب مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی تجویز کئے گئے تھے جو ۲۷ مارچ کو ایک بجے شب کی ٹرین سے علی گڑھ تشریف لائے اسٹیشن پر علاوہ مولانا ابوبکر محمد شیث صاحب سکرٹری شعبۂ اور دوسرے اساتذہ وطلبہ کے شہر کے سینکڑوں مسلمان آپ کے استقبال کے لئے موجود تھے جنھوں نے بڑی گرم جوشی سے آپ کا خیر مقدم کیا، قیام گاہ پر پہنچنے کے بعد بھی دیر تک عقیدت مندوں کا ہجوم رہا، دوسرے روز ۸ بجے صبح کو شعبۂ مدارس اسلامیہ کا اجلاس اسٹریچی ہال میں منعقد ہوا، سب سے پہلے قاری عصام الدین صاحب الہ آبادی نے قرآن مجید کی تلاوت سے اجلاس کا آغاز کیا، اس کے بعد آنریری سکرٹری کانفرنس نے مولانا سید حسین احمد صاحب کے علمی فضائل وخدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے تحریک صدارت کی، مولانا ابوبکر محمد شیث صاحب ناظم دینیات مسلم یونیورسٹی نے اس تحریک کی تائید کی، تحریک وتائید کے بعد مولانا ممدوح صدارت کی کرسی پر رونق افروز ہوئے، اور اپنا خطبۂ صدارت ارشاد فرمایا جو بڑی توجہ سے سنا گیا یہ خطبہ مفید ودلچسپ معلومات سے لبریز تھا، خطبہ مطبوعہ نہ تھا لیکن تحریری تھا جو دوسرے خطبات کے ساتھ شائع ہوا ہے،

خطبۂ صدارت کے بعد مولانا ابوبکر محمد شیث صاحب سکرٹری شعبہ نے ایک برجستہ تقریر فرمائی جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے،

جناب صدر و معزز حاضرین جلسہ

سکرٹری کے فرائض میں سے ایک فرض یہ بھی ہے کہ وہ اپنی گزشتہ کارروائی کی روداد جلسہ کے سامنے پیش کرے اور یہ وقت نہایت تلخی سے گزرتا ہے اور حاضرین وسامعین کے صبر وضبط کا پورا امتحان ہو جاتا ہے لیکن میں آپ کو اطمینان دلاتا ہوں کہ میری کوئی روداد در پورٹ نہیں

اور میں آپ کے صبر و ضبط کا بالکل امتحان نہ لوں گا اور میری رپورٹ ہو بھی کیا سکتی ہے۔ کانفرنس نے پہلی مرتبہ اپنی مجلس کے ضمن میں یہ شعبہ قائم کیا ہے اور یہ ابھی بالکل طفل نوزائیدہ کی حیثیت رکھتا ہے، اور آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ جو بچہ آج پیدا ہوا اس کی سرگزشت و سوانح عمری کیا ہوگی جس کو بیان کیا جائے'

البتہ یہ میں ضرور عرض کروں گا کہ کانفرنس کو اس سے بہت پہلے ہمارے مدارس عربیہ کی طرف توجہ مبذول کرنی چاہیے تھی لیکن یہ وقت شکوہ و شکایت کا نہیں ہے بلکہ ہم شکر گزار ہیں کہ کانفرنس نے ایک ایسا عمدہ موقع ہم پہنچا دیا کہ ہمارے قدیم تعلیم یافتہ اور جدید تعلیم یافتہ ایک جگہ جمع ہو سکیں اور ایک دوسرے کو سمجھنے اور پرکھنے کا پورا موقع ملے' قاعدہ ہے کہ بچوں کو بچوں سے اور جوانوں کو جوانوں سے اور بوڑھوں کو بوڑھوں سے انس ہوتا ہے۔ ۵۰ برس کی عمر پر پہنچنے کے بعد جب کانفرنس بڑھاپے کی منزل میں آئی تو اس کو اس پرانی تعلیم میں ہم جنسی کی مناسبت محسوس ہوئی اور اس نے قدیم طریقہ پر تعلیم دینے والے مدارس کی طرف بھی رُخ کیا بلکہ ان کو اپنی صف میں جگہ دی' ورنہ ایک ایسا وقت بھی گزرا ہے کہ لفظ "تعلیم یافتہ" کا استعمال عربی تعلیم یافتہ فاضل پر نہیں سمجھا جاتا تھا' مضے ما مضے اب موقع سے فائدہ اٹھانے کا وقت ہے، اس وقت میرا روئے سخن اپنے قدیم تعلیم یافتہ علماء سے بھی ہے اور جدید تعلیم یافتہ اصحاب سے بھی'

شروع شروع میں جب ہندوستان پر انگریزی تسلط و اقتدار قائم ہوا تو فوراً ہی ہندوؤں نے انگریزی تعلیم حاصل کرنا شروع کر دی اور گورنمنٹ سے فائدہ اٹھانے لگے، کچھ مدت بعد وقت اور موقع دیکھتے ہوئے مسلمانوں نے بھی اس کا احساس کیا کہ بغیر حکومت کی زبان حاصل کرنے کے شریک حکومت ہونا اور ملکی و مالی فوائد حاصل ہونا بلکہ ہندوستان میں عزت کی زندگی گزارنا ممکن نہیں ہے اس لئے مسلمانوں نے بھی انگریزی تعلیم حاصل کرنا شروع کی' آہستہ آہستہ اس نئے تعلیمی نظام نے ایک عظیم الشان ذہنی انقلاب پیدا کر دیا اور اسی شیرینی میں جو ٹھنڈا زہر تھا آخر اس نے کام کیا اور اب جو اس کے نتائج ہیں وہ ظاہر ہیں۔

سیرتیں تو نے بدل دیں مسخ کر دیں صورتیں

اس طبقہ کے ہاتھ سے کھو جانے میں کچھ ہماری بھی بے اعتنائی کو دخل ہے' یہ ہماری قوم کے افراد ہیں ان سے مایوس ہو کر یا ان سے لاپروا ہو کر ہم ان کو چھوڑ نہیں سکتے' ان کی مثال اپنے جسم کے اعضاء و جوارح کی ہے کہ اگر ان میں نقص آئے زخم پڑے تو ان کا علاج کرایا جائے گا'

درخت کے مثل ہیں ہیں کہ اس کی جو شاخ سوکھنے جائے اس کو سوختنی سمجھ کر کاٹا اور جلایا جائے خیر وہ دور گذر گیا یا گذر رہا ہے اب اس ملک میں ایک نیا انقلاب عظیم پیدا ہو رہا ہے اب ہندوستان کی طرز حکومت اور طریقۂ انتظام میں جو تبدیلی ہو رہی ہے اس نے مسلمانوں میں بھی پھر ایک تبدیلی پیدا کرنی شروع کر دی ہے اور اگر نہایت دانشمندی اور مستعدی سے ہمارے علماء نے اپنے نئے تعلیم یافتہ جوانوں کی پوری خبر نہ لی تو ہمارے نوجوان ہلاکت کے ایک غار سے نکل کر دوسرے غار میں جا پڑیں گے اور اگر ہم کو ان سے پہلے "تمصر" کی شکایت تھی تو اب "تھند" کی ہوگی اور یہ ناوان بچے اس حالت پر پہنچ جائیں گے کہ آپ کو یہ تمیز کرنا مشکل ہو جائے گا کہ یہ "خاں صاحب" ہیں یا "لالہ جی"۔

اب اس غلطی کا اعادہ نہیں ہونا چاہئے کہ ہم انکو اپنے سے دور ہونے دیں اور ہم خود ان سے علیحدہ ہو جائیں بلکہ ضرورت ہے کہ ہم ان سے قریب ہوں ملیں جلیں ان کی ہر ممکن طریقہ سے اصلاح کریں،

مجکو بارہ سال سے ان نوجوان طالب علموں اور ان کے اساتذہ سے ملنے جلنے خلوت و جلوت میں ان کی ہمراہ رہنے کا موقع ملا ہے میں اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر عرض کرتا ہوں کہ ان میں بہتوں کا باطن ان کے ظاہر سے اچھا ہے۔ باوجود ظاہری لباس اور نارواوضع وقطع کے ان میں سے اکثروں کے دل ایمان کی دولت سے معمور ہیں نماز روزہ کے پابند ہیں اور اسلامی و قومی درد ان میں موجود ہے۔ عملی خامیوں کے باوجود آپ کی عظمت ان کے دلوں سے زائل نہیں ہوئی ہے۔ مجکو اس سے انکار نہیں کہ ان میں بعض کی حالت دونوں طرح لائق افسوس ہے۔ لیکن اکثریت ایسی نہیں ہے آپ ان سے مایوس نہ ہوجئے ان کو ان کے حال پر ہرگز نہ چھوڑیے اپنی اپنی جگہ پر غور فرمائے کہ وہ کون کون سے تدابیر ہیں جن کے ذریعہ سے ایک دوسرے کی طرف سے بدگمانیاں رفع کی جائیں اور درمیانی خلیج کو پاٹا جائے اور ان کی دینی اصلاح کر کے ان کی ملکی و مالی ترقی میں ان کی مدد کی جائے اور ان کو دکھلا دیا جائے کہ علماء تمہارے دینی و دنیاوی ترقی کے خواہش مند ہیں، مانع نہیں ہیں،

اب میں اپنے نوجوان تعلیم یافتہ حضرات سے عرض کرتا ہوں کہ آپ ان سادہ لباس بوریہ نشینوں کو حقیر نہ سمجھئے اور ان کی خدمات پر نظر ڈالئے کہ آپ کے علوم اسلامیہ کی انھوں نے کس طرح خدمت کی خود بھوکے رہے طلبہ کو پڑھاتے رہے طلبہ کی خوراک کا انتظام کرتے

کپڑے و دینی کتابیں دیتے اور تھوڑے خرچ میں بہت سے افراد کو تعلیم یافتہ بناتے رہتے ہیں۔ سچ کہتا ہوں آپ انگریزی یونیورسٹیوں کے صرف عربی اساتذہ کی تنخواہوں کو چھوڑیے اور جتنے طالب علم سال میں پڑھتے ہیں ان پر پھیلائیے تو ایک ایک طالب علم پر بیش قدر روپیہ صرف ہوتے دکھائی دیں گے، اگر اتنا روپیہ ان علماء و اساتذہ کو مل جائے تو اتنے ہی میں یہ سینکڑوں لڑکوں کو تعلیم یافتہ بنا دیں، آپ ان سے کسی مسئلہ میں علمی استفادہ کیجئے پھر دیکھئے کہ ان کے علم کا پایہ بمقابلہ مستشرقین کیا ہے، مستشرق آپ کو یہ تو خوب بتا دے گا کہ بخاری شریف کا سب سے قدیم نسخہ فلاں لائبریری میں ہے اور اس کی اتنی شرحیں ہیں اور سب سے خوشخط نسخہ فلاں جگہ ہے لیکن جب یہ سوال آ جائے گا کہ بخاری نے اپنے ترجمۃ الباب میں یہ حدیث جو بیان کی ہے اس سے کس طرح یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے تو اس کا پتہ اور اس کی تسلی آپ کو ان ہی بوریہ نشینوں سے ہوگی اور مولانا **شاہ ولی اللہ صاحبؒ** کا رسالہ تراجم بخاری ڈھونڈنا پڑے گا۔ نوجوانو۔ جانے دو یہ علمی مسئلہ ہے اگر سیاست پر بھی ان سے گفتگو کروگے تو تم کو ان کے جوہر کھلیں گے کہ جس میں تم طفل مکتب ہو یہ تجربہ کار و ماہر ہیں اور یہ میدان بھی ان کا طے کیا ہوا ہے میں تم سے کہوں گا کہ تمہاری پیاس کے لئے ان کے پاس پانی ہے تمہاری بھوک کے لئے ان کے پاس غذا ہے، تم ان سے وحشت نہ کرو تم انکی خدمت اپنے لئے سعادت سمجھو تم ان کو اپنا خیر اندیش سمجھو یہ تمہارے اور تمہاری قوم کے سچے بہی خواہ اور خادم ہیں، تم مریض ہو یہ تمہارے معالج ان کی تلخی بھی برداشت کرو۔ علماء کا یہ کچھ کم احسان نہیں کہ باوجود ہزارہا موانع کے اور بلا کسی قسم کی بادشاہی سرپرستی کے بلکہ رکاوٹوں کے تمہارے مذہبی علوم کو سینہ سے لگائے بیٹھے ہیں اور زندہ کئے ہوئے ہیں جس کی زندگی بغیر تمہاری قومی و مذہبی زندگی کے ممکن نہیں، یہ ضرور ہے کہ عالم و غیر عالم میں امتیاز کی ضرورت ہے ہر عالمانہ لباس میں ملبوس شخص ضرور نہیں کہ عالم ہو جیسا کہ تم خود جانتے ہو کہ ہر بوٹ سوٹ والا گریجویٹ نہیں ہوتا،

اب میں آخر میں ایک بزرگ کی حکایت پیش کرتا ہوں کہ کسی بزرگ نے دریا کنارے شہزادوں کی ایک جماعت دیکھی اور ہدایت و رہنمائی کے ولولے نے ان کو مجبور کیا اور یہ بھی اس ٹولی میں جا بیٹھے اور ان سے ذرائع آمدنی کا سوال کیا، ظاہر ہے کہ شہزادوں کو ہمیشہ افلاس کی شکایت رہتی ہے بڑی سے بڑی آمدنی بھی ان کو کفایت نہیں کر سکتی، بزرگ نے فرمایا کہ کیا نہیں

کیمیا بنانی نہیں آتی انھوں نے کہا بھلا ہم کیا جانیں کیا آپ کو آتی ہے؟ انھوں نے فرمایا
کہ ہاں، سوال ہوا کہ سکھائیے جواب ہوا کہ بھائی یہ تو فقیروں کی چیز ہے۔ پہلے غسل کرو، دریا
پاس تھا فوراً تعمیل ہوئی سب نے غسل کیا بزرگ نے فرمایا کہ "دو رکعت نفل پڑھ لو" فوراً
نیت بندھ گئی جس وقت سجدہ میں یہ لوگ گئے تو اُن بزرگ نے اللہ تعالےٰ کے سامنے دعا
کے لئے ہاتھ اُٹھایا اور عرض کیا کہ خدایا میرا جتنا کام تھا میں نے کر دیا ان کو تیرے سامنے
لاکر جھکا دیا اب تو جان اور یہ تیرے بندے'

تو حضرات اس ناچیز نے آپ علماء کی طرف ان نئی تعلیم یافتہ جماعت کو جھکا دیا اور
حاضر کردیا اور اب آپ جانیں اور آپ کی یہ قوم۔ بندہ رخصت'

ناظم صاحب دینیات کی مندرجہ بالا تقریر کے بعد جس سے لوگ عام طور پر اثر پذیر ہوئے
مولانا عنایت اللہ صاحب فرنگی محلی نے "درس نظامیہ" پر اپنا مقالہ پڑھا جو اس سلسلہ درس
کے متعلق مفید معلومات پر مشتمل تھا، اس مقالہ کے بعد دو تجویزیں کافی مباحثہ کے بعد منظور ہوئیں
جو حسب ذیل ہیں:۔

(۱)

"اس کانفرنس کی رائے میں ہندوستان کے مسلمانوں کا فرض
ہے کہ وہ عربی زبان کی تعلیم کے تحفظ اور نشر و تشویق کی مسلسل و مستقل
کوشش کرتے رہیں'

(۱) خاص کر اس امر پر نظر کرکے کہ صوبہ متحدہ آگرہ و اودھ صدیوں
سے عربی و اسلامی علوم کا مرکز رہا ہے اور اب اسی صوبہ میں عربی علوم و
ادب کی تعلیم بڑی تیزی سے زوال پذیر ہو رہی ہے شدید ضرورت ہے
کہ اس صوبہ کے گورنمنٹ اور امدادی مدارس میں عربی پڑھنے والے
بچوں کی تعداد بڑھانے کی فکر کی جائے'

(۲) صوبہ متحدہ کے ان تمام گورنمنٹوں اور امدادی مدارس میں
جہاں مسلمان بچے تعلیم پاتے ہیں عربی پڑھنے والوں کی تشویق کے لئے
وظیفوں کا انتظام جلد از جلد کیا جائے'

محرک۔ ڈاکٹر عبدالستار صاحب صدیقی'

مؤید۔ شیخ علی جواد صاحب،

مؤید مزید۔ میجر شجاع الدین صاحب، مولوی قاضی زین العابدین صاحب،
مولوی سراج الدین صاحب ریٹائرڈ جج بہاولپور،

یہ رزولیوشن بالاتفاق پاس ہوا،

(۲)

یہ شعبہ ایجوکیشنل کانفرنس سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اس بات کی کوشش کرے کہ:۔

(الف) مدارس عربیہ کے طلبہ کو بلا لحاظ اس امر کے کہ وہ گورنمنٹ سے ایڈ لیتا ہے یا نہیں، ریلوے وغیرہ کی وہ تمام مراعات حاصل ہوں جو سرکاری مدارس کے طلبہ کو ملتی ہیں،

(ب) مدارس عربیہ کے سند یافتہ طلبہ کو مقامی بورڈ اور صوبہ کی اسمبلی میں ووٹ دہندگی کا حق اسی طرح دیا جائے جس طرح انگریزی سند یافتہ طلبہ کو دیا گیا ہے،

محرک۔ مولوی ابوالمغازی علی اعلیٰ فاروقی صاحب جونپوری،

مؤید۔ شیخ حاجی رشید الدین صاحب، مولوی عبد السلام صاحب قدوائی ندوی، مولوی کرم علی صاحب ملیح آبادی،

مندرجہ بالا تجاویز کے منظور ہونے کے بعد شعبۂ مدارس اسلامیہ کا پہلا اجلاس ختم ہوا، سکرٹری صاحب شعبۂ مدارس اسلامیہ کی تحریک پر متعدد علماء و ارباب قلم نے "مقالات" لکھے تھے، نیز بہت سی تجاویز پیش ہونے کے لئے آئی تھیں لیکن وقت کی تنگی کی وجہ سے نہ تو مقالات پڑھے جا سکے، نہ تجاویز پیش ہونے کی نوبت آئی اس لئے دوسرے روز ۲۹ مارچ سنہ ۱۹۳۲ کو شعبہ کا دوسرا اجلاس مسلم یونیورسٹی کی وسیع مسجد میں منعقد ہوا کیونکہ "اسٹریچی ہال" میں جہاں ۲۸ مارچ کو شعبۂ مدارس کا پہلا اجلاس منعقد ہوا تھا آج "شعبۂ اسلامی علوم و فنون" کا اجلاس ہونا تھا جس کے صدر مولانا سید سلیمان ندوی تھے،

جناب مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی صدر شعبۂ مدارس اسلامیہ گزشتہ شب کو واپس تشریف لے گئے۔ اس لئے دوسرے اجلاس کے صدر جو مسجد میں منعقد ہوا مولوی

سید شرف الدین صاحب ٹونکی منتخب ہوئے، اور آپ نے حاضرین کا شکریہ ادا کرنے کے بعد ایک مختصر تقریر فرمائی، اس کے بعد وہ تجاویز یکے بعد دیگرے پیش ہوئیں جو گزشتہ اجلاس میں بوجہ قلت وقت پیش نہیں ہو سکی تھیں، بعض تجاویز پر زبردست مباحثہ ہوا، اور مخالفت و موافقت پر پُر زور تقریریں کی گئیں خاکسار آنریری سکریٹری نے بھی اس مباحثہ میں خاص حصہ لیا،

کافی بحث کے بعد اکثر تجاویز منظور ہوئیں، بعض مسترد ہوئیں، بعض کسی قدر ترمیم کے بعد منظور ہوئیں، ذیل میں صرف وہ تجاویز پیش کی جاتی ہیں جو اجلاس میں بعد مباحثہ با ترمیم منظور ہوئیں،

(۱)

"شعبہ مدارس اسلامیہ کا یہ جلسہ ضروری سمجھتا ہے کہ مدارس عربیہ اسلامیہ کے نصاب مروجہ پر غور کیا جائے اور ضروریات زمانہ کے لحاظ سے مناسب اصلاح کی جائے"

محرک۔ مولانا ابوبکر محمد شیث صاحب،

مؤید۔ محمد حبیب الرحمن خاں شروانی،

(۲)

"یہ شعبہ کانفرنس سے درخواست کرتا ہے کہ مدارس اسلامیہ عربیہ کی صوبہ وار فہرست مرتب کرے اور ان کی اجمالی کیفیت لکھے اور ان میں سے جو مستند ہوں اور ان کی تعلیم قابل اعتماد ہو ان کی ایک امتیازی فہرست مرتب رکھے"

محرک۔ مولوی عبد السلام صاحب ندوی،

مؤید۔ مولوی ابوالحسن علی صاحب، مولوی قاضی زین العابدین صاحب میرٹھ،

(۳)

"یہ شعبہ ایجوکیشنل کانفرنس سے درخواست کرتا ہے کہ کانفرنس مستند مدارس عربیہ کی ایک فہرست جناب مولانا ابوبکر شیث صاحب ناظم دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی نگرانی میں تیار کرے اور تصدیق کرے کہ یہ مستند مدارس ہیں"

محرک۔ مولوی ریاست علی صاحب ندوی،

مؤید۔ مولوی محمد عقیل صاحب، ندوی،

(۴)

"یہ شعبہ کانفرنس سے درخواست کرتا ہے کہ وہ مسلم یونیورسٹی کو اس امر کی جانب توجہ دلائے کہ جس طرح مولوی فاضل، منشی فاضل وغیرہ کے سند یافتہ طلبہ کو سرکاری مدارس میں صرف زبان انگریزی کا امتحان دینے کا حق حاصل ہے۔ مسلم یونیورسٹی میں بھی مولوی فاضل وغیرہ کے طلبہ کو نیز مستند مدارس عربیہ کے سند یافتہ طلبہ کو زبان انگریزی میں ہائی اسکول اور ڈگری والے امتحانات میں شرکت کا حق حاصل ہو،

محرک۔ مولوی محمد شفیع صاحب لیکچرر دینیات،

مؤید۔ مولوی عبدالسلام صاحب قدوائی،

مولوی قاضی زین العابدین صاحب میرٹھ،

قاضی بشیر الدین صاحب میرٹھ،

(۵)

"شعبہ مدارس اسلامیہ تجویز کرتا ہے کہ مدارس عربیہ اور مدارس انگریزی میں باہم علاقہ اور ارتباط پیدا کرنا نہایت ضروری ہے اور اس کے لئے حسب ذیل تدابیر عمل میں لائی جائیں،

(الف) ایجوکیشنل کانفرنس ایسے طلبہ کے لئے جو عربی میں فارغ التحصیل ہو کر انگریزی پڑھنا چاہیں یا انگریزی مدارس کے گریجویٹ دینیات کی تکمیل کے لئے مدارس عربیہ میں تعلیم حاصل کرنا چاہیں مناسب وظائف مقرر کرے،

(ب) مسلم یونیورسٹی سے مذکورہ بالا تعلیم کے لئے وظائف قائم کرنے کی سفارش کرے،

(س) مسلم یونیورسٹی سے درخواست کی جائے کہ مستند دینی مدارس سے طلبہ کے تبادلہ کا انتظام کرے کہ یہاں کے طلبہ ان مدارس میں معین مدت کے لئے جائیں اور اسی طرح عربی مدارس کے کچھ طلبہ یہاں یونیورسٹی میں آیا کریں

محرک۔ مولانا ابوبکر محمد شیث صاحب،

مؤید ۔ مولوی ریاست علی صاحب ندوی،
مولوی عنایت اللہ صاحب فرنگی محلی،
حاجی حسن الدین صاحب خاموش،

(۶)

"اس مجلس کی رائے میں بورڈ آف عربک اینڈ پرشین ایگزامی نیشن یوپی کے مقرر کردہ امتحانات عربی کے نصابات غیر مرتب اور نامکمل ہیں اس لئے یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ بورڈ ان نصابات کو ملک کے مشاہیر علماء کے مشورہ سے اس انداز سے نئے سرے سے مرتب کرے کہ طلباء بعض ضروری علوم حاضرہ سے واقف ہونے کے علاوہ علمائے اسلام کی مفوضہ دینی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے قابل بن سکیں"
محرک ۔ مولوی قاضی زین العابدین صاحب سجاد میرٹھی،
مؤید ۔ مولوی محمد شفیع صاحب فرنگی محلی،

(۷)

"یہ اجلاس جناب حکیم عبد المجید احمد صاحب کے اس لائحہ عمل کو جو انھوں نے تعلیم قرآن کی ترویج کے لئے تیار کیا ہے، جناب مولانا ابوبکر محمد شیث صاحب کے سپرد کرتا ہے کہ مولانائے موصوف چند مستند علمائے کرام کی ایک سب کمیٹی مرتب فرماکر اس لائحہ عمل پر غور فرماکر اسے مدارس اسلامیہ کے آئندہ اجلاس میں پیش فرمائیں تاکہ اس پر آئندہ اجلاس میں پوری بصیرت کے ساتھ غور کیا جائے"

(۸)

"مدارس اسلامیہ عربیہ کے نمائندوں کا یہ جلسہ تعلیمی کانفرنس کو مبارکباد پیش کرتا ہے کہ اس نے پنجاہ سالہ جوبلی کے موقع پر عربی و انگریزی تعلیم کے اتحاد پر مبارک اقدام کرکے مسلمانوں کو بیحد شکریہ کا موقع دیا"
محرک ۔ مولوی محمد زکریا محمودی صاحب مدرس مدرسہ امدادیہ دربھنگہ،
مؤید ۔ مولانا ابوبکر محمد شیث صاحب،

مندرجہ بالا تجاویز پاس ہونے کے بعد مقالات کی نوبت آئی حسب ذیل مقالات اجلاس میں پیش

ہونے کے لیے لکھے گئے تھے،

۱۔ **اسلامی نظام تعلیم** ۔ از مولوی سید ریاست علی صاحب ندوی،
۲۔ **تعلیم دینیات سرکاری مدارس میں** ۔ از مولوی سید ابوالحسن علی صاحب ندوی،
۳۔ **ندوہ اور اس کے مقاصد** ۔ از مولوی عبدالسلام صاحب قدوائی ندوی،
۴۔ **حفاظت قرآن کے لیے عہد عظیم میں جونپور کا حصہ** ۔ از مولوی ابوالمعانی علی اعلیٰ فاروقی ندوی،
۵۔ **نصاب تعلیم پر ایک عمیق نظر** ۔ از مولوی محمد سلیم صاحب نائب مہتمم مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ،
۶۔ **درس ماضی و حال** ۔ از مولوی ابراحسین صاحب فاروقی ایم اے،
۷۔ **ادب العرب قبل الاسلام و بعد الاسلام** ۔ از مولوی ابراحسین صاحب فاروقی،
۸۔ **عربی نصاب پر میری رائے** ۔ از مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب،
۹۔ **ہندوستان میں جماعت اہلحدیث کی علمی خدمات** ۔ مولوی امام خاں صاحب منجانب آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس،

افسوس ہے کہ قلت وقت کی وجہ سے منجملہ مذکورہ بالا مقالات کے صرف موخر الذکر مقالہ مولوی امام خاں صاحب کا پڑھا جا سکا، باقی ماندہ مقالات صرف پیش کر دیے گئے جو آنریری سکرٹری صاحب شعبۂ مدارس اسلامیہ نے صدر دفتر کانفرنس میں بھیج دیے ہیں، اور کانفرنس بمشورہ سکرٹری صاحب شعبہ ان کی اشاعت کے لیے مناسب طریقہ اختیار کرے گی،

شعبۂ اسلامیہ کی مندرجۂ بالا مختصر رپورٹ سے اہل نظر یہ اندازہ کر سکتے ہیں کہ جس مقصد سے یہ جلسہ منعقد کیا گیا تھا اس میں اللہ کے فضل اور کارکنان کانفرنس کی حسن نیت سے پوری کامیابی ہوئی،

نکتہ چیں اور بدبیں تو کسی صورت میں بھی مطمئن نہیں ہو سکتے وہ بہتر سے بہتر اور مفید سے مفید کام میں بھی برائی کا کوئی نہ کوئی پہلو پیدا کر ہی لیتے ہیں، اس ذہنیت کے لوگوں کے نزدیک ہندوستان کے مختلف صوبوں کے مسلمانوں کا یہ اجتماع ہی سرے سے بے سود تھا، اور مختلف ماہرین فن اور مشاہیر اہل قلم نے جو خطبات و مقالات لکھے وہ بھی غیر ضروری تھے،

اس قسم کے نکتہ چیں دنیا میں ہمیشہ سے ہیں اور آئندہ بھی رہیں گے لیکن جو لوگ کوئی مقصد پیش نظر رکھتے ہیں وہ اپنا کام خاموشی سے جاری رکھتے ہیں اور نکتہ چینی سے شکستہ خاطر ہو کر بیٹھ نہیں جاتے،

جن لوگوں نے علی گڑھ تحریک کی گزشتہ تاریخ کا غور سے مطالعہ کیا ہے وہ اس ہنگامہ خیز کش مکش سے بخوبی واقف ہیں جو اس تحریک کے وجود میں آنے کے بعد قدیم و جدید تعلیم یافتہ گروہ میں مدت تک جاری رہی جس نے آخر کار ان دو جماعتوں کے مابین ایک ایسی خلیج حائل کر دی کہ فریقین نہ صرف ایک دوسرے سے بے تعلق ہو گئے بلکہ حریف بن کر مدت تک زور آزمائی میں مصروف رہے، جس سے ملک و ملت کو سخت نقصان پہنچا اور مسلمانوں کی تعلیمی تحریک بھی اس قوت سے آگے نہ بڑھ سکی جس کی مقتضائے وقت کے لحاظ سے ضرورت تھی،

اس کشمکش نے جو لٹریچر ہماری زبان میں پیدا کیا اُس کا بیشتر حصہ آج بھی ہمارے سامنے ہے جس سے ہم اُس افسوسناک حالت کا اندازہ کر سکتے ہیں جو اس کشمکش کی بدولت پیدا ہو گئی تھی اور جس سے ہماری قوم کی اجتماعی قوت پارہ پارہ ہو گئی،

اس کے بعد جب **نواب وقار الملک** کے عہد میں آخری مرتبہ مسلم یونیورسٹی کی تحریک کا پُر زور آغاز ہوا تو نواب صاحب مرحوم کے حسن تدبیر سے قدیم تعلیم یافتہ جماعت بھی اس تحریک میں عملی طور پر شامل ہو گئی، اور مسلمانوں کے قدیم ادارے بھی اس کے حامی بن گئے گویا اس تحریک کو سارے ملک کی تائید و حمایت حاصل ہو گئی، اگر قوم کی یہ متحدہ تائید حاصل نہ ہوتی تو اس تحریک کا آگے بڑھنا اور کامیاب ہونا کسی طرح ممکن نہ تھا،

اس کامیابی کی بڑی وجہ یہ تھی کہ **نواب وقار الملک** مرحوم کی سادہ مذہبی زندگی اور اخلاقی محاسن کی وجہ سے قوم کو اُن پر اعتماد تھا، دوسری وجہ یہ تھی کہ مسلمانوں کا عام خیال یہ تھا کہ مسلم یونیورسٹی کا وجود مذہبی تعلیم کی بہترین تنظیم و ترقی کا بھی ایک مضبوط ذریعہ ہو گا، یہ فضا کچھ مدت تک قائم رہی لیکن جب مسلم یونیورسٹی کے وجود میں آنے کا وقت آیا تو حالات بدل چکے تھے "نان کو آپریشن" کی تحریک بھی شباب پر تھی اور ملک سیاسی ہنگامہ آرائی میں مبتلا تھا،

یہ دوسرا موقع تھا جب کہ سیاسی تحریکات نے قدیم و جدید تعلیم یافتہ جماعت کو ایک پلیٹ فارم پر لا کر کھڑا کر دیا، اور یہ ایک حقیقت ہے اور واقعہ ہے جس سے انکار ممکن نہیں کہ علماء نے ان ملکی تحریکات کے سلسلہ میں نمایاں خدمات انجام دے کر صف اول میں جگہ حاصل کر لی، بلکہ مزید براں انھوں نے یہ ثابت کر دیا کہ وہ عملی قوت اور ایثار و قربانی میں ہندوستان کی کسی جماعت سے دوسرے درجہ پر نہیں ہیں،

لیکن بعض اسباب و وجوہ سے جن کے ذکر کا یہ موقع نہیں، حالات میں پھر تبدیلی ہوئی، اور

ملک میں متعدد سیاسی پارٹیاں بن گئیں جو زور آزمائی میں مصروف ہیں، گویا اس وقت مسلمانوں کا کوئی متحد نصب العین نہیں ہے، اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس اختلاف کی بدولت مسلمانوں کی سیاست کا کیا حشر ہوگا؟

بہر حال گزشتہ "ربع صدی" کا زمانہ خصوصاً تحریک ترک موالات کے بعد ایسی حالت میں گذرا کہ لوگوں کی توجہ تعلیم کی طرف سے ہٹ گئی، اور ملک کے اندر اور باہر مسلسل ایسے واقعات پیش آتے رہے جنھوں نے سب کی توجہ اپنی جانب مائل کرلی، یہاں تک کہ جو لوگ ہمیشہ مسلمانوں کی تعلیمی ترقی کے لئے کوشش کرتے رہتے تھے، وہ بھی اس خنک و بے کیف تحریک سے گھبرا کر دوسری ہنگامہ خیز تحریکوں میں شامل ہوگئے، ایسی حالت میں تعلیمی انجمنوں اور اداروں کا اپنی زندگی قائم رکھنا ہی ایک بڑا کام تھا، ترقی و عروج کا تو کوئی سوال ہی نہ تھا،

اس زمانہ میں مسلم یونیورسٹی، ندوۃ العلماء، دیوبند، حمایت اسلام، اور کانفرنس وغیرہ سب کو مالی مشکلات کا مقابلہ کرنا پڑا جس کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے، ان مشکلات کی حالت میں کانفرنس کی یہ کوشش کہ وہ مختلف الخیال مسلمانوں کو تعلیمی و علمی مقاصد کے لئے ایک پلیٹ فارم پر جمع کرے کچھ کم لائق ستائش نہیں ہے،

یہ صحیح نہیں ہے کہ جو زبردست کوشش کانفرنس نے مسلمانوں کو جمع کرنے کیلئے کی اس میں حسب دلخواہ کامیابی نہیں ہوئی، لیکن پھر بھی کانفرنس نے بہت سے ماہرین فن اور علوم مشرقیہ و مغربیہ کے فضلاء کو اپنی مسلسل کوشش سے ایک جگہ جمع کردیا اور لوگوں کو اُن کے بیش بہا خیالات سے مستفید ہونے کا موقع دیا،

گویا کانفرنس کی **پنجاہ سالہ جوبلی** کے سلسلہ میں مدت کے بعد یہ موقع آیا کہ علماء جو جدید تعلیم یافتہ اصحاب سے اپنے خیالات ونصب العین کے اختلاف کی وجہ سے عموماً الگ رہتے تھے، جدید تعلیم کے سب سے بڑے مرکز یعنی علی گڑھ میں ایک معزز مہمان کی حیثیت سے تشریف لائے اور میزبانوں نے حقیقی مسرت اور اخلاص ومحبت کے ساتھ اُن کا خیر مقدم کیا، اور اُن کی باتوں کو توجہ اور خوش دلی کے ساتھ سُنا، یہ تو اس اجتماع کا اخلاقی فائدہ تھا جس کو کسی نسبت پر بھی حاصل کرنے میں تامل نہیں کرنا چاہئے کیونکہ قوم کی ترقی و قوت کا مدار مختلف افراد ملت کے اتحاد پر ہے لہذا یہ اتحاد ملت جس طریقہ سے بھی ممکن ہو حاصل کرنا چاہئے،

شعبۂ مدارس اسلامیہ کو کامیاب بنانے اور مختلف ارباب قلم کو مقالات لکھنے پر آمادہ

کرنے میں مولانا ابوبکر محمد شیث صاحب نے جو کام کیا وہ شکر گزاری سے بالاتر ہے، انشاءاللہ یہ جد و جہد جو ایک مفید مقصد کے لئے کی گئی ہے بار آور ہو گی اور ملک و ملت کو اس سے فائدہ پہنچے گا۔

اجلاس عام کانفرنس

صدر

پروفیسر ڈاکٹر عبدالستار صاحب صدیقی

۲۸۔ مارچ کو بوقت ۲ ½ سہ پہر کانفرنس کا اجلاس عام منعقد ہوا، مولوی سید طفیل احمد صاحب کی تحریک اور سید الطاف علی صاحب بریلوی کی تائید سے ڈاکٹر عبدالستار صاحب صدیقی اجلاس کے صدر قرار پائے۔

اجلاس شروع ہونے پر سب سے پہلے پروفیسر عبدالمجید قریشی صاحب آنریری جوائنٹ سکرٹری کانفرنس نے خاکسار آنریری سکرٹری کی رپورٹ پڑھی جو حسب ذیل ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رپورٹ آنریری سکرٹری

حضرات! "علی گڑھ تحریک" کی تاریخ اور اس کے اغراض و مقاصد کے متعلق اس قدر کہا گیا اور لکھا گیا ہے کہ اب یہ داستان بے کیف و بے مزہ ہو گئی ہے، خود اس کانفرنس نے جس کی پنجاہ سالہ جوبلی کی تقریب سے آپ علی گڑھ تشریف لائے ہیں، علی گڑھ تحریک یا دوسرے الفاظ میں سرسید کی تعلیمی تحریک کے متعلق اور اس کی تائید و حمایت میں ہزاروں مضامین، رسائل، کتابیں، اور خطبات شائع کرکے تمام ملک میں پھیلا دیے ہیں،

اس کے علاوہ سرسید اور ان کے رفقاء کے جو دلچسپ اور ولولہ انگیز حالات ہو اکثر

کی صورت میں شائع ہوئے ہیں یا کامل نصف صدی تک کانفرنس کے پلیٹ فارم پر جو کچھ کہا گیا ہے، اُس کے ذریعہ سے بھی سرسید کی تعلیمی تحریک کے اسباب و اغراض منظر عام پر آگئے ہیں اس لئے اب اس کی ضرورت نہیں کہ یہ بے کیف داستان بار بار دہرائی جائے،

آج ہمارے لئے "عہد ماضی" کی داستان سرائی سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ ہم مستقبل کی فکر کریں، "ماضی" پر اب ہمیں دسترس نہیں، لیکن مستقبل کے لئے جد وجہد کرنا ہمارے اختیار میں ہے، اور آج کی اجتماع کا اولین مقصد بھی یہی ہے کہ ہم موجودہ ماحول اور مقتضائے عصر کو پیش نظر رکھ کر ایسے اسباب و وسائل کی تلاش کریں جو مستقبل میں ہماری ترقی و فلاح کا ذریعہ ثابت ہوں، لیکن اس موقع کی مناسبت کے لحاظ سے آج کہ "آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس" کی پنجاہ سالہ جوبلی علی گڑھ میں منعقد ہو رہی ہے، جو مسلمانان ہند کا سب سے پہلا بڑا تعلیمی مرکز ہے اور جہاں سے سرسید نے اپنی جد وجہد کا آغاز کیا تھا، یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سرسید کی تعلیمی تحریک خصوصاً "آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس" کے تاریخی حالات اختصار کے ساتھ بیان کردئے جائیں، تاکہ سامعین کو کسی قدر یہ اندازہ کرنے کا موقع ملے کہ پچاس ساٹھ برس کے سفر کے بعد ہم اس منزل تک کس طرح پہنچے ؟ اور ہمارے موجودہ سفر کا آغاز کس طرح ہوا ؟

حضرات! مسلمانوں کے عروج و اقبال اور ادبار و زوال کی تاریخ نہایت عجیب و غریب اور حیرت انگیز داستانوں سے لبریز ہے،

دنیا کے دوسرے حصوں کی طرح ہندوستان میں بھی اُن پر عروج و زوال کے دونوں دور گزرے، ایک زمانہ وہ تھا جب یہ ملک اُن کے لئے بالکل اجنبی تھا، ہندوستان ان سے ناآشنا تھا اور وہ ہندوستان سے،

اس کے بعد وہ زمانہ آیا جب مسلمان اپنے حسن تدبیر اور زور اقبال سے اس ملک میں داخل ہوئے اور بتدریج سارے ملک کی عنان حکومت اُن کے ہاتھ میں آگئی، اور وہ صدیوں تک نہایت جاہ و جلال اور عدل و انصاف سے یہاں حکومت کرتے رہے،

یہاں تک کہ آخر کار رفتہ رفتہ اُن میں اخلاقی کمزوریاں پیدا ہوئیں، جن کا انجام یہ ہوا کہ اس ملک میں اُن کی حکومت و اقتدار کا خاتمہ ہو گیا،

یہی زمانہ تھا جب سرسید نے ہوش سنبھالا، ابھی کاروان رفتہ کے نقش پا باقی تھے اور دولت تیموریہ کی آخری شمع دہلی کے "لال قلعہ" میں جھلملا رہی تھی، لیکن ۱۸۵۷ء کے ہنگامہ

میں یہ شمع بھی گل ہوگئی اور دنیا مسلمانوں کی نظر میں تاریک ہوگئی،

سرسید ان حالات سے غیر معمولی طور پر متاثر ہوئے، اور قوم کی فلاح و ترقی کی تدابیر پر غور کرنے لگے، مگر مایوسی اس درجہ غالب تھی کہ وہ فرماتے ہیں :-

"میں اس وقت ہرگز نہیں سمجھتا تھا کہ قوم پھر پنپے گی اور کچھ عزت پائے گی، اور جو حال اس وقت قوم کا تھا وہ مجھ سے دیکھا نہیں جاتا تھا، چند روز میں اسی خیال اور اسی غم میں رہا، آپ یقین کیجئے کہ اس غم نے مجھے بڑھا کر دیا اور میرے بال سفید کر دئے"

غرض کوئی راہ سرسید کی سمجھ میں نہیں آتی تھی، لیکن چونکہ وہ فیصلہ کر چکے تھے کہ اپنی قوم کی ترقی و فلاح کے لئے کچھ نہ کچھ کریں گے اس لئے معطل ہو کر نہیں بیٹھے بلکہ جو کام قوم کے لئے مفید سمجھتے تھے، انجام دیتے رہے، ان خدمات کی تفصیل ان کی سوانح عمریوں میں موجود ہے اس لئے اعادہ کی حاجت نہیں، اس سلسلۂ خدمات کی آخری کڑی یہ تھی کہ انھوں نے ۱۸۶۴ء میں ایک "سائنٹفک سوسائٹی" علی گڑھ میں قائم کی جس کا اولین مقصد یہ تھا کہ علوم جدیدہ کی کتابیں ترجمہ کے ذریعہ سے اردو میں منتقل کی جائیں تاکہ مسلمان ان علوم سے روشناس ہوں، اور ان کی واقفیت و بصیرت میں اضافہ ہو، اس سوسائٹی کی طرف سے انھوں نے انسٹی ٹیوٹ گزٹ کے نام سے ایک اخبار بھی نکالا، اور علمی و تاریخی کتابیں بھی شائع کیں مگر ان کا دل مطمئن نہ تھا، اور وہ کسی دوسری راہ کی تلاش میں تھے، چنانچہ وہ ۱۸۸۹ء کے ایک لکچر میں جو اس کانفرنس کے پلیٹ فارم پر دیا گیا فرماتے ہیں کہ :-

"میں اس سے انکار نہیں کرتا کہ اردو زبان میں کتابوں کا ترجمہ ہونا بیشک ملک کے لئے مفید ہے، مگر مجھ کو یقین ہو گیا کہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم و تربیت جس کی ضرورت قوم کو ہے اور سوشل حالت کی ترقی، اور حاکم و محکوم کا میل جول جو میرے اصولوں کا منشا ہے، بغیر انگریزی پڑھنے اور یورپین سائنس و لٹریچر میں اعلیٰ درجہ تک ترقی کئے ناممکن ہیں، میں ہر ایک بات سوچتا تھا اور نہیں سمجھتا تھا کہ کیا کروں"

سرسید نے یہ خیالات اپنے دوسرے مضامین اور لکچروں میں بھی تفصیل سے بیان کئے ہیں سب کا ماحصل یہ ہے کہ مسلمانوں کو جدید تعلیم اعلیٰ درجہ تک حاصل کرنا چاہئے، چنانچہ ۱۸۶۹ء میں اپنے قیام انگلستان کے زمانہ میں انھوں نے "ہندوستان کی تعلیم" پر جو رسالہ لکھا اس میں حکومت ہند کی تعلیمی پالیسی پر بحث کرتے ہوئے لکھا تھا،

"یہ بات گورنمنٹ پر لازمی ہو گئی ہے کہ ہندوستانیوں کو اس درجہ تک تعلیم دے کہ ان کو اپنے حقوق حاصل کرنے کی قدرت ہو جائے، یا یوں کہو کہ وہ اپنے تئیں ایسا لائق کرنے کی کوشش کریں کہ جو عہدے انگریزوں کو ملتے ہیں وہ بھی پاسکیں، اگر گورنمنٹ ہندوستانیوں کو اس درجہ تک کی تعلیم نہ دے گی تو اس نے اپنے اقرار کو پورا نہیں کیا، اور ہندوستانیوں کے حق میں ناانصافی ہوئی کیونکہ وہ بے فائدہ ایسی کشاکش میں چھوڑ دیے گئے کہ جہاں تک ان کو پہنچنا ہے وہاں تک کا رستہ ہی نہیں"

یہ الفاظ سرسید نے اس وقت لکھے تھے جب نیشنل کانگرس عالم آب و گل میں تھی اور عہدوں میں انگریزوں سے مساوات کا خیال علمبرداران آزادی کے خواب میں بھی نہ تھا لیکن سرسید کا نصب العین اس وقت بھی یہ تھا کہ:-

"جو عہدے انگریزوں کو ملتے ہیں وہ (ہندوستانی) بھی پاسکیں" اس کے بعد کانفرنس کے سب سے پہلے اجلاس میں جو اب سے پچاس برس پہلے علی گڑھ میں منعقد ہوا سرسید نے صاف صاف فرمایا:-

"اب بھی کسی کو اس بات میں شبہ باقی ہے کہ ہماری قوم کو جس چیز کی سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ ہائی انگلش ایجوکیشن ہے، سوائے ان پرانے خیال کے لوگوں کے جن کی تعداد کئی ہزار درجہ ان سے بھی کم ہے جو اب تک سورج کے زمین کے گرد گھومنے پر یقین کرتے ہیں، اور جو اصل انگلش تعلیم ہی کو ناجائز سمجھتے ہیں کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو ہائی انگلش ایجوکیشن کا خواہشمند نہ ہو، درحقیقت ہندوستان میں اب تک ہائی ایجوکیشن کا وجود ہی نہیں ہے، ہماری یونیورسٹیوں نے ہم کو اب تک صرف ہائی ایجوکیشن کے دروازہ تک پہنچایا ہے، مگر اس کے اندر جانے کا راستہ بند کر رکھا ہے"

پھر اس سلسلہ میں آگے چل کر فرماتے ہیں:-

"ہم کو ہندوستان کے کالجوں سے خواہ وہ گورنمنٹ کے ہوں یا پرائیویٹ، جو شکایت ہے وہ ہائی ایجوکیشن کے نہ ہونے کی ہے، پس اگر موجودہ ایجوکیشن تک بھی ہماری رسائی نہ ہو جس کا نام غلطی سے ہائی ایجوکیشن رکھا ہے تو میں نہیں خیال کر سکتا کہ ہماری تعلیم کس درجہ تک خراب حالت میں پہنچ جائے گی"

سرسید کے ان خیالات سے آپ نے اندازہ کر لیا ہوگا کہ ان کا نصب العین کس قدر بلند

تھا، اور جدید تعلیم سے کیا مقصد ان کے پیش نظر تھا،

سرسید نے اپنی تعلیمی اسکیم کا خاکہ اپنے نامور فرزند سید محمود مرحوم کی مدد سے انگلستان ہی میں مرتب کر لیا تھا،

چنانچہ وہ ۱۸۸۹ء کے ایک لکچر میں جو کانفرنس کے چوتھے سالانہ اجلاس دیا گیا فرماتے ہیں :۔

"لندن ہی میں ہیں نے اس مدرسہ کے قائم کرنے کی اور تعلیم کی تمام تجویزوں کو پورا کیا یہاں تک کہ جس نقشہ پر آپ اس کالج کی عمارتوں کو بنتا ہوا دیکھتے ہیں یہ بھی لندن ہی میں قرار پا چکا تھا، میں انگریزی سے ناواقف تھا، میں سید محمود کا نہایت شکرگزار ہوں کہ تمام واقفیت اور اطلاعیں جو مجھکو حاصل ہوئیں اُن میں سید محمود نے میری بہت مدد کی، مجھکو اس بات کے اقرار سے نہایت خوشی ہے کہ اگر اُن کی مدد نہ ہوتی تو جس مقصد سے میں لندن گیا تھا میرا جانا فضول تھا"

اس زمانہ میں سرسید کو کسی قسم کے اسباب و وسائل حاصل نہ تھے، اور سب سے بڑی مصیبت یہ تھی کہ مسلمانوں کو انگریزی تعلیم سے نفرت تھی لیکن اس پر بھی سرسید شکستہ دل نہ ہوئے اور انھوں نے کامیابی کے یقین کے ساتھ سید محمود مرحوم کی امداد سے ایک شاندار اسکیم مرتب کی جس سے اُن کی بلند نظری ثابت ہوتی ہے،

آج ہندوستان میں مختلف قوموں کے شاندار کالج موجود ہیں اور قومی یونیورسٹیاں بھی وجود میں آگئی ہیں، لیکن اُس زمانہ میں آزاد تعلیم یا قومی یونیورسٹی کا تخیل بھی کسی قوم کو نہ تھا لیکن سرسید اور اُن کے نامور فرزند اس عہد کس مپرسی میں بھی ایک "محمڈن یونیورسٹی" کا خوشگوار خواب دیکھ رہے تھے، چنانچہ وہ خود لکھتے ہیں :۔

"سید محمود کا خیال تھا کہ کالج ایسا اعلیٰ درجہ کا قائم ہو جس میں تمام یورپین علوم وفنون مع ان ایشیائی علوم کے جو ہمارے بزرگوں کے لئے مایۂ فخر تھے اعلیٰ درجہ پر تعلیم ہو سکیں اور وہ کالج محمڈن یونیورسٹی کے نام سے موسوم ہو، اُن کا خیال ہے کہ عربی فارسی لٹریچر مسلمانوں کا قومی تمغہ ہے، اس کو ہرگز نہیں چھوڑنا چاہئے"

غرض سرسید اپنی تعلیمی اسکیم مرتب کرکے ہندوستان لائے تاکہ اس کی تکمیل کے وسائل واسباب بہم پہنچائیں،

سرسید نے اپنا کام شروع کرنے کے جو طریقے تجویز کئے تھے وہ ان کے الفاظ میں حسب ذیل ہیں:۔

(۱) اول ایک ایسی تدبیر اختیار کی جاوے جس سے عموماً خیالات تعصب جو مسلمانوں کے دلوں میں بیٹھے ہوئے ہیں، اور یورپین سائنس و لٹریچر کا پڑھنا کفر اور مذہب اسلام کے برخلاف سمجھتے ہیں وہ دور ہوں،

(۲) دوم خود مسلمانوں سے پوچھا جاوے کہ وہ یورپین سائنس اور لٹریچر کو کیوں نہیں پڑھتے، اور اس میں اُن کو کیا اندیشہ ہے،

(۳) سوم کالج کے لئے چندہ شروع کیا جاوے اور جب وقت موقع ہو علی گڑھ میں کالج قائم کیا جاوے،

چنانچہ ہندوستان پہنچ کر ان تجاویز کے ماتحت سرسید نے اپنا کام شروع کر دیا،

پہلی تجویز کی تعمیل میں لوگوں کی ذہنیت تبدیل کرنے کے لئے رسالہ **تہذیب الاخلاق** جاری کیا، دوسری تجویز کے مطابق سرسید نے ایک کمیٹی قائم کی جس کا نام "کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان" رکھا گیا، اس کمیٹی نے ان اسباب و موانع کے معلوم کرنے کی کوشش کی جن کی وجہ سے مسلمان سرکاری تعلیم گاہوں میں تعلیم حاصل کرنے سے باز رہتے ہیں، چنانچہ اس سلسلہ میں سرسید نے ایک "انعامی اشتہار" شائع کیا جس میں مضامین نگار اصحاب سے اُن موانع تعلیم کے متعلق استفسار کیا گیا تھا، اور یہ بھی خواہش کی گئی تھی کہ موانع تعلیم بیان کرنے کے بعد ان کے رفع کرنے کی تدبیر اور اُن کا علاج جو ان کی رائے میں بہتر و مفید معلوم ہو بیان کریں، بہترین مضامین پر علی الترتیب تین انعام ۵۰۰، ۳۰۰ اور ۱۵۰ کے رکھے گئے تھے، چنانچہ یکم جولائی سنہ ۱۸۷۰ء تک ۳۲ مضامین موصول ہوئے،

مولانا شبلی نعمانی مرحوم نے اپنی مثنوی صبح امید میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے جس کے چند اشعار حسب ذیل ہیں:۔

تدبیر مرض کی جستجو تھی	ہر بزم میں اب یہ گفتگو تھی
یعنی روش علاج کیا ہو	بیمار کو کس طرح شفا ہو
یہ قوم کی بیکسی تو جائے	یعنی یہ مرض جی تو جائے
تھی بس کہ ہر ایک کو یہی فکر	برسوں ہی بحث تھی یہی ذکر

ہر بزم میں تذکرہ یہی تھا | ہر شخص کا شغلہ یہی تھا
دانش طلبانِ نکتہ داں نے | عیسیٰ نفسانِ خوش بیاں نے
ترتیب دئے بکاوشں وکد | بتیس رسالہائے مفرد
لکھے بدلائل و براہین | اس بحث پہ مختلف مضامین
وہ نکتہ ورِ حقیقت آگاہ | یعنی مہدی علیؒ ذی جاہ
سید اشرف علی ممتاز | مشتاق حسین نکتہ پرداز
اُن کے قلمِ گہر فشاں نے | آئین گزارش بیاں نے
آسان کردی ہر ایک مشکل | ناطے شدہ رہ گئی یہ منزل
جو بحث تھی دل نشین کی تھی | **ہر بات کی چھان بین کی تھی**

اس کے بعد مولانا شبلی نے ان مضامین کی نوعیت پر بحث کرکے یہ بتایا ہے کہ ان ارباب قلم نے

تدبیر کی صورتیں بتائیں | جو جو تھیں ضرورتیں بتائیں
القصہ یہ بات کی تھی تسلیم | یعنی کہ علوم نو کی تعلیم
تدبیر شفا جو ہے تو یہ ہے | اس دُکھ کی دوا جو ہے تو یہ ہے
تقویم کہن سے ہاتھ اٹھائیں | تہذیب کے دائرہ میں آئیں
سیکھیں وہ مطالب نو آئین | یورپ میں جو ہو رہے ہیں تلقین

غرض جو تدبیر بتائی وہ یہ تھی کہ

قائم ہو باتفاق باہم | ایک مدرسۃ العلوم اعظم

بہر حال سرسید نے یہ سب مضامین جو مختلف اصحاب نے لکھے تھے غور سے مطالعہ کرکے اُن پر ایک مفصل و مبسوط ریویو لکھا اور جو موانع تعلیم لوگوں نے بیان کئے تھے ان کو یکجا کرکے اس پر تفصیلی بحث کی،

ان موانع تعلیم میں سے جو مختلف اصحاب نے بیان کئے تھے چند حسب ذیل ہیں،

۱۔ انگریزی تعلیم سے مذہبی عقائد میں خلل واقع ہونا،

۲۔ گورنمنٹ کالجوں اور اسکولوں میں طریقۂ تعلیم مسلمانوں کے مناسب حال نہ ہونا،

۳۔ گورنمنٹ مدارس میں مسلمان استادوں کا کم ہونا،

۴۔ سررشتہ تعلیم کے افسروں کا مسلمانوں کو تعلیمی مشورہ میں شریک نہ کرنا،

۵ - مذہبی تعصبات -

ان کے علاوہ اور موانع تعلیم بھی لوگوں نے بیان کئے تھے لیکن جس چیز کو سب سے زیادہ اہمیت دی گئی وہ یہ تھی کہ سرکاری اسکولوں اور کالجوں میں مذہبی تعلیم کا کوئی انتظام نہ تھا اس لئے لوگوں کو بجا طور پر یہ خطرہ تھا کہ ان تعلیم گاہوں میں تعلیم پاکر مسلمان اپنے مذہبی عقائد اور آداب اسلامی سے بیگانہ ہو جائیں گے،

لیکن مشکل یہ تھی کہ ہندوستان جیسے مختلف المذاہب ملک میں حکومت کسی خاص مذہب کی تعلیم کا انتظام نہیں کر سکتی تھی، لہذا اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ تھا کہ مسلمان اپنی مخصوص تعلیم گاہیں قائم کریں،

نواب محسن الملک مرحوم نے دسمبر ۱۸۹۹ء میں کانفرنس کے سالانہ جلسہ منعقدہ لاہور میں سرکاری درسگاہوں کی اس کمزوری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ فرمایا تھا:

"جبکہ کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان نے مسلمانوں کے تنزل تعلیم کے اسباب دریافت کرنے کا اشتہار دیا تھا اور انعامی رسالے پیش ہوئے تھے اس وقت عموماً سب نے یہ رائے دی تھی کہ سرکاری کالجوں اور اسکولوں میں چونکہ مذہبی تعلیم نہیں ہوتی اس لئے مسلمان کم داخل ہوتے ہیں، اور جملہ ممبران کمیٹی نے اس پر اتفاق کیا تھا کہ مسلمانوں کے لڑکوں کو تعلیم مذہبی کا ہونا ضروری ہے اور چونکہ مذہبی تعلیم سرکاری اسکولوں اور کالجوں میں ہو نہیں سکتی اس لئے مسلمانوں کو اس کا اہتمام خود کرنا اور اپنے بچوں کی تعلیم کے لئے خود علیحدہ مدرسہ قائم کرنا چاہئے اور زیادہ تر اسی بنیاد پر مدرسۃ العلوم علی گڑھ کا بنانا تجویز ہوا اور مسلمانوں کو اس بات کی ترغیب دے کر اُن سے ہزاروں لاکھوں روپیہ کا چندہ لیا گیا" نواب محسن الملک کے اس بیان سے یہ ظاہر ہے کہ مسلمان زیادہ تر مذہبی وجوہ سے جدید تعلیم سے احتراز کرتے تھے اس لئے سرسید نے یہ ضروری سمجھا کہ جو تعلیم گاہ وہ قائم کریں اس میں مذہبی تعلیم کا لازمی طور پر اہتمام کیا جائے، غرض جب کالج قائم کرنے کی تجویز بہ نظر استحسان دیکھی گئی تو سرسید نے اپنی تیسری تجویز کے مطابق ۱۸۷۲ء میں بمقام بنارس چندہ جمع کرنے کے لئے ایک کمیٹی قائم کی جس کا نام "محمڈن اینگلو اورنٹیل کالج فنڈ کمیٹی" تھا اس کمیٹی نے باقاعدگی سے اپنا کام شروع کر دیا، اس کے بعد بنارس کی اس کمیٹی میں یہ مسئلہ پیش ہوا کہ یہ مخصوص تعلیم گاہ کہاں بنائی جائے، کافی تحقیقات اور غور و بحث کے بعد کمیٹی

نے ۸۔ نومبر ۱۸۷۴ء کے اجلاس میں یہ فیصلہ کیا کہ یہ مدرسہ علی گڑھ میں کھولا جائے، چنانچہ اس غرض کے لئے ایک وسیع قطعۂ زمین خاص شرائط پر گورنمنٹ سے حاصل کیا گیا، اور ۲۴ مئی ۱۸۷۵ء کو جو ملکہ معظمہ وکٹوریہ کی سالگرہ کا دن تھا علی گڑھ میں مدرسہ کا افتتاح کیا گیا، اس موقع پر سرسید بھی (جو اُس زمانہ میں بنارس میں تھے) علی گڑھ تشریف لاکر رسم افتتاح میں شریک ہوئے، یکم جون ۱۸۷۵ء کو مدرسہ (اسکول) میں تعلیم کا آغاز ہوا،

اس کے بعد سرسید نے یہ ارادہ کیا کہ کالج کے فونڈیشن کی رسم "ارل نارتھ بروک" وائسرائے ہند کے ہاتھ سے ادا ہو، مگر ان کے دفعۃً ہندوستان سے چلے جانے کی وجہ سے یہ ارادہ پورا نہ ہو سکا اس لئے یہ قرار پایا کہ ۱۸۷۷ء کے دربار قیصری (دہلی) کے بعد "لارڈ لٹن وائسرائے" علی گڑھ آکر سنگ بنیاد نصب کریں، چنانچہ دربار کے بعد وائسرائے علی گڑھ تشریف لائے اور یہ رسم شاندار پیمانہ پر ادا ہوئی، ہز ایکسی لینسی کی دعوت مہمانداری کے مصارف (بعد منظوری وائسرائے) نواب محمد لطف علی خاں صاحب پریسیڈنٹ کمیٹی اور راجہ سید باقر علی خاں صاحب وائس پریسیڈنٹ کمیٹی کی طرف سے ادا کئے گئے، یہ تقریب ۸ جنوری ۱۸۷۷ء کو عمل میں آئی، یہ پتھر اُس مقام پر رکھا گیا جہاں اب "اسٹریچی ہال" کی عمارت ہے،

اس موقع پر جو ایڈریس لارڈ لٹن کی خدمت میں پیش کیا گیا، اس میں یہ درخواست بھی کی گئی تھی کہ کالج کی لائبریری کو ہز ایکسی لینسی کے نام سے منسوب کرنے کی اجازت دی جائے، چنانچہ ممدوح کی اجازت پر کالج کے کتاب خانہ کا نام "لٹن لائبریری" رکھا گیا،

اس تقریب نے پبلک اور ارکان حکومت کی نگاہ میں اس تعلیم گاہ کی اہمیت بڑھا دی اور وہ استقلال کے ساتھ ترقی کرتی رہی، چنانچہ ۱۸۷۵ء میں جو اسکول انٹرنیس تک کی پڑھائی کے لئے کھولا گیا تھا، ۱۸۷۸ء میں ایف اے کی پڑھائی تک، اور ۱۸۸۱ء میں بی اے اور ایم اے کی تعلیم تک ترقی کر گیا، اور مختلف اطراف ہند کے طلبہ اور شرفا کے بچے اس میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے آنے لگے جس سے کالج کو ایک خاص ہر دلعزیزی اور مرکزی حیثیت حاصل ہو گئی،

جیسا پہلے عرض کیا گیا ہے سرسید کا مقصد اس تعلیم گاہ کے قائم کرنے سے اس کو "محمڈن یونیورسٹی" کے درجہ تک پہنچانا تھا، لیکن اس کے اسباب و وسائل مہیا نہ ہو سکے، اس کے علاوہ کچھ اور موانع بھی تھے جن کا حل اُس زمانہ میں دشوار تھا، اس لئے سرسید کے

زمانہ میں اگرچہ ایم اے او کالج نے ایک خاص اہمیت و عظمت حاصل کر لی تھی، لیکن وہ یونیورسٹی کے درجہ تک نہیں پہنچ سکا، اور سر سید کی یہ تمنا پوری نہیں ہوئی،

سر سید کے بعد از سر نو یہ "تحریک" زندہ کی گئی، چنانچہ ان کی وفات کے بعد آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا جو پہلا اجلاس دسمبر ۱۸۹۸ء میں بمقام لاہور منعقد ہوا اس میں مسٹر تھیوڈور مارلین نے ایک رزولیوشن حسب ذیل الفاظ میں پیش کیا:۔

"اس کانفرنس کی رائے میں مسلمانوں کی علٰحدہ یونیورسٹی کا قائم ہونا مستحسن ہے"

اس رزولیوشن کو مسٹر مارلین نے پوری قوت سے پیش کیا اور اس پر بڑی معرکۃ الآرا تقریریں ہوئیں جن میں مدلل طریقہ سے یہ ثابت کیا گیا کہ مسلمانوں کو ایک مخصوص یونیورسٹی کی ضرورت ہے اور اُن کی تعلیمی ترقی کا مدار اسی یونیورسٹی پر ہے،

لاہور کے اجلاس کے بعد بھی یہ تحریک برابر جاری رہی اور تقریباً ہر سال کانفرنس کے پلیٹ فارم پر مسلم یونیورسٹی کے قیام کے متعلق رزولیوشن پاس ہوتا رہا، اور ہر مرتبہ رزولیوشن کے الفاظ میں ایسی تدریجی ترقی ہوتی رہی جس سے اس کی قوت بڑھتی گئی یہاں تک کہ کانفرنس کے سالانہ اجلاس ناگپور میں جو ۱۹۱۰ء میں ہوا صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب مرحوم نے حسب ذیل رزولیوشن پیش کیا:۔

"اس کانفرنس کی رائے میں اس ملک کے مسلمانوں کی حقیقی ترقی اور کامل بہبودی ان کی اعلٰی تعلیمی ترقی پر منحصر ہے جس کے لئے مجوزہ یونیورسٹی کا قیام ازبس ضروری ہے اور اب وقت آگیا ہے کہ قوم کی اس دیرینہ تجویز کی تکمیل کے لئے اعلٰی تدابیر اختیار کرنے میں پوری سعی کی جائے"

کانفرنس کے اس اجلاس کے موقع پر ہز ہائی نس سر آغا خاں بالقابہ بھی ناگپور میں موجود تھے جو اس تحریک کے زبردست حامی تھے اور جنھوں نے ۱۹۰۲ء کے اجلاس کانفرنس منعقدہ دہلی میں مسلم یونیورسٹی کے قیام کے لئے ایک کروڑ روپیہ کی اپیل کی تھی، ممدوح نے اس موقع پر بھی مسلم یونیورسٹی کی تحریک سے غیر معمولی دلچسپی ظاہر کی اور یہ وعدہ کیا کہ اگر مسلمان ۱۹ لاکھ روپیہ مسلم یونیورسٹی کے لئے جمع کر لیں گے، تو خود ہز ہائی نس بھی ایک لاکھ روپیہ عطا کریں گے، ہز ہائی نس

سر آغا خاں کی اس عملی سرگرمی سے تمام مسلمانان ہند کو اس تحریک سے دلچسپی پیدا ہوگئی، اور جب سر آغا خاں نے ہندوستان کے خاص خاص مقامات کا دورہ کیا اور جابجا تقریریں کیں تو تمام ملک میں ایک غلغلہ برپا ہوگیا اور مسلمانوں نے نہایت فیاضی سے اس وقت کی مطلوبہ رقم سے زیادہ روپیہ جمع کر دیا، روپیہ جمع ہونے کے بعد بعض دشواریاں سنگ راہ ہوئیں اس لیے یونیورسٹی کے قیام میں تاخیر ہوتی گئی، آخر کار مختلف مراحل سے گذرنے کے بعد ۱۹۲۰ء میں مسلم یونیورسٹی وجود میں آگئی، اور سرسید اور ان کے بلند نظر فرزند نے جو خواب ۱۸۷۵ء میں دیکھا تھا اُس کی تعبیر بروئے کار آگئی،

مجھے اس موقع پر مسلم یونیورسٹی کے قیام و تاسیس کی مفصل تاریخ بیان کرنا مقصود نہیں ہے اس لئے ایم، اے، او کالج یا مسلم یونیورسٹی کے تفصیلی حالات اور اس کی تدریجی ترقی کی کیفیت اور مفید نتائج کے بیان کرنے سے اجتناب کیا گیا ہے، اس موقع پر اجمالاً جو کچھ عرض کیا گیا اس سے یہ مقصد تھا کہ اس موقع پر جبکہ آپ پنجاہ سالہ جوبلی کی تقریب سے مسلمانوں کے سب سے بڑے تعلیمی مرکز یعنی علی گڑھ میں تشریف لائے ہیں جو زمانہ دراز تک سرسید اور ان کے رفقاء کی تعلیمی و اصلاحی سرگرمیوں کا مرکز رہا ہے تو یہ مناسب معلوم ہوا کہ سرسید کی تعلیمی تحریک کے اغراض و مقاصد اور اُس کی تدریجی ترقی اور کامیابی کے متعلق مختصر حالات پیش کر دیے جائیں تاکہ آپ کو اس کانفرنس کے اغراض و مقاصد کا اندازہ کرنے میں آسانی ہو جو خود بھی ایم اے، او کالج کی طرح سرسید کی جد و جہد کا ثمرہ ہے، اور جس کے ذریعہ سے سرسید نے اپنی تعلیمی و اصلاحی تحریک کا غلغلہ ملک میں بلند کیا تھا،

سرسید نے زندگی کے مختلف شعبوں میں ملک و ملت کی خدمت کی ہے لیکن ان کے سب سے زیادہ نمایاں و مستقل دو کارنامے ہیں، ایک ایم، اے، او کالج کا قیام کرنا جو تبدریج ترقی کر کے اُن کے نصب العین کے مطابق مسلم یونیورسٹی ہو گیا، دوسرا ایجوکیشنل کانفرنس کا قائم کرنا جس نے سرسید کی تحریک کو اب تک زندہ رکھا اور اُن کا پیام ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پہنچایا، سرسید نے ایم، اے، او کالج کی بنیاد پہلے رکھی تھی، اس لئے اُس کی پنجاہ سالہ جوبلی ۱۹۲۵ء میں نہایت شاندار پیمانہ پر منائی گئی، کانفرنس اس کے بعد وجود میں آئی اور اُس نے گزشتہ دسمبر ۱۹۳۶ء میں اپنی زندگی کے پچاس برس پورے کیے، اس لئے یہ پنجاہ سالہ اجلاس جیسا کہ پہلے تجویز ہوا تھا دسمبر میں ہونے والا تھا لیکن بعض مشکلات

کی وجہ سے نہ ہو سکا، اور آج اُس کی نوبت آئی،

حضرات! مسلم یونیورسٹی کی مختصر تاریخ میں عرض کر چکا ہوں، اب اجازت دیجئے کہ آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے تاسیس و قیام اور مقاصد و اغراض کے متعلق اجمالاً عرض کروں،

میں اوپر عرض کر چکا ہوں کہ سرسید کے پہلے کارنامہ کا آغاز عملاً ۱۸۷۵ء میں ہوا جبکہ ایک اسکول کا افتتاح اس سرزمین پر ہوا جو آخرکار ترقی کرکے مسلم یونیورسٹی بن گیا،

کانفرنس کا آغاز اسکول کے دس برس بعد ۱۸۸۶ء میں ہوا لیکن اُس زمانہ میں اس کا نام کانفرنس نہیں بلکہ "محمڈن ایجوکیشنل کانگرس" تھا،

اس کانگرس کا سب سے پہلا اجلاس ۲۷- دسمبر ۱۸۸۶ء کو علی گڑھ میں منعقد ہوا،

خود سرسید اس پہلے اجلاس کی کیفیت حسب ذیل الفاظ میں تحریر فرماتے ہیں،

"مدرسۃ العلوم مسلمانان واقع علی گڑھ کے سنٹرل ہال میں جو زیر تعمیر ہے ایک عظیم الشان شامیانہ کپڑے کا بنایا گیا جس میں دو سو پچاس کرسیاں بچھائی گئی تھیں، اور نہایت خوبصورتی سے اس کو آراستہ کیا گیا تھا، جو لوگ باہر سے تشریف لائے تھے، ان کی آسائش کے لئے دو بنگلے مدرسۃ العلوم کے اور دس ڈیرے آراستہ کئے گئے تھے مگر جس قدر لوگوں کے آنے کی توقع تھی اُس قدر نہیں آئے، اور اس سبب سے اکثر ڈیرے اور مکانات خالی رہے"

سرسید کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ طلباء کے علاوہ صرف ۷۸ اصحاب اس اجلاس میں شریک تھے، اس اجلاس میں صرف پانچ تجویزیں تحریک و تائید اور بحث و گفتگو کے بعد پاس ہوئیں، پہلی تجویز جو سرسید نے پیش کی اس "محمڈن ایجوکیشنل کانگرس" کے وجوہ قیام اور مقاصد سے تعلق رکھتی ہے، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سرسید نے یہ انجمن یا مجلس کس غرض سے قائم کی تھی، اس تجویز کے الفاظ حسب ذیل ہیں،

"مسلمانوں میں ہر قسم کی تعلیم کے تنزل کا لحاظ کرکے اور اس خیال سے کہ ان کی ہر قسم کی تعلیم کی ترقی میں قومی اتفاق اور قومی امداد سے کوشش کی جائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہر سال ان امور پر غور کرنے کے لئے مختلف اضلاع کے لوگوں کا ایک جلسہ ہوا کرے جو محمڈن ایجوکیشنل کانگرس" کے نام سے موسوم ہو، یہ جلسہ کسی خاص مقام پر مخصوص نہ ہوگا بلکہ ہر سال کسی ایسے مقام میں جہاں کے لوگ اس جلسہ کے منعقد ہونے کی خواہش کریں اور اس کا انتظام

منظور فرما دیں منعقد ہوا کرے گا''

یہ تجویز پیش کرتے وقت سرسید نے جو تقریر کی وہ چونکہ اس کانفرنس کے بانی کی تقریر ہے، اور اس سے یہ امر بخوبی واضح ہوتا ہے کہ اس کانفرنس کے قائم کرنے سے سرسید کا اصلی مقصد کیا تھا اس لئے تمہیدی حصّہ چھوڑ کر ذیل میں نقل کی جاتی ہے،

سرسید فرماتے ہیں :۔

''اے صاحبو! جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ پولیٹکل امور پر بحث کرنے سے ہماری قومی ترقی ہوگی میں اس سے اتفاق نہیں کرتا بلکہ میں تعلیم کی ترقی کو اور صرف تعلیم ہی کو ذریعہ قومی ترقی کا سمجھتا ہوں، ہماری قوم کو اس وقت بجز ترقی تعلیم کے اور کسی چیز پر کوشش کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اگر ہماری قوم میں تعلیم کی کافی ترقی ہو جائے گی تو ہم کو وہی کافی ذریعہ تنزل کی حالت سے نکلنے کا ہو گا پس غور طلب یہی امر ہے کہ تعلیم کی ترقی کیوں کر ہو، اس وقت تک ہمارا یہ حال ہے کہ گو ہم ایک قوم مسلمان کہلاتے ہیں مگر ایک جگہ کے رہنے والے دوسری جگہ کے رہنے والوں سے ایسے ہی ناواقف ہیں جیسے کوئی اجنبی قوم ایک دوسرے کے حال سے ناواقف ہو، ہم نہیں جانتے کہ پنجاب کے لوگوں کو اپنی قومی تعلیم اور قومی ترقی کی نسبت کیا خیال ہے اور انھوں نے کیا کیا ہے اور کیا کرنا چاہتے ہیں، پنجاب تو ایک دوسرا صوبہ ہے ہم اپنے صوبہ کے ہی ایک ضلع کے رہنے والے دوسرے ضلع کے رہنے والوں کے حال سے محض ناواقف ہیں، کوئی ذریعہ ہمارے پاس ایسا نہیں ہے کہ مختلف اضلاع کے لوگ کسی موقع پر آپس میں ایک جگہ جمع ہوں، ایک کے حال سے دوسرے کو آگاہی ہو، ہم آپس میں مل کر اپنے خیالات جو قومی تعلیم اور قومی ترقی کی نسبت ہوں دوسروں پر ظاہر کر سکیں ایک دوسرے کے خیالات سے تبادلہ ہو جو غلطی ہمارے خیال میں ہو وہ دوسروں کے خیال سے بخوبی اصلاح پاوے مختلف اضلاع کے لوگوں کے باہم جمع ہونے سے آپس میں واقفیت آپس میں محبت اور اخلاص، باہمی ہمدردی اور یگانگت پیدا ہو، ہم باوجود ایک قوم مسلمان ہونے کے جو بمنزلہ مختلف قوموں کے ہو رہے ہیں ان میں قومی یگانگت بلکہ یوں کہنا چاہئیے کہ قومیت پیدا ہو اس اجنبیت نے ہم میں سے قومی ہمدردی کو مٹا دیا ہے اس طرح پر باہم جمع ہونے سے اور ایک مقصد یعنی قومی بھلائی قومی ترقی قومی تعلیم کے لئے جمع ہونے سے دوبارہ قومی ہمدردی ہم میں پیدا ہو یا جس قدر ہے اس میں زیادہ

ترقی ہو، آپس میں ملنے سے اور مختلف امور پر جو قومی تعلیم اور قومی ترقی سے علاقہ رکھتے ہیں بحث مباحثہ یا تذکرہ و مذاکرہ کرنے سے ضرور ہے کہ کوئی عمدہ راہ قومی ترقی اور قومی تعلیم کی ہاتھ آئے ہر ایک ضلع کے لوگ جو مختلف راہیں چلتے ہیں وہ سب سمجھ بوجھ کر ایک ایسا سیدھا رستہ قومی تعلیم کے لئے اختیار کریں جو منزل مقصود کو پہنچانے والا ہو،

اس وقت قومی تعلیم یا قومی ترقی کی نسبت ہمارے خیالات ایسے پراگندہ ہیں کہ ایک کو دوسرے سے مدد نہیں پہنچتی اور گویا ہماری قوتیں متفرق ہو کر کمزور ہوتی جاتی ہیں، ہم سب کو اگر ایک سیدھا رستہ قومی تعلیم اور قومی ترقی کا ہاتھ آجائے تو تمام متفرق قوتیں ایک رستہ پر جمع ہو جائیں گی اور قومی تعلیم کی ترقی پر زیادہ تر آسانی ہوگی،

گورنمنٹ ملکہ معظمہ قیصر ہند ہماری بہبودی اور تعلیم کی ترقی کے لئے ہر وقت آمادہ ہے اور ہم بھی اپنی گورنمنٹ سے ہر طرح مدد و امداد چاہتے ہیں مگر ہم خود ایسی مختلف درخواستیں گورنمنٹ سے کرتے ہیں اور ایسی متضاد رائیں پیش کرتے ہیں جو ایک دوسری سے بالکل متناقض ہوتی ہیں، اس کا سبب یہ ہے کہ ہم نے خود ابھی تک منقح نہیں کیا کہ ہماری تعلیم اور ہماری ترقی کے لئے درحقیقت کونسا طریقہ ہے اس قسم کے مجمع سے اور آپس میں کلمہ و کلام کرنے سے ضرور ہے کہ ہم کو ایک ایسا مستحکم طریقہ اپنی تعلیم اور ترقی کا ہاتھ آئے گا جو بلا کسی شک و شبہ کے ہماری قوم کے لئے مفید ہوگا۔

میں یقین کرتا ہوں کہ اس زمانہ میں جس قدر فیاضی صوبہ پنجاب نے تعلیم کے باب میں کی ہے اور جس قدر روپیہ وہاں کے رئیسوں نے تعلیم کے لئے دیا ہے وہ ایک بے مثل اور بے نظیر فیاضی ہوئی ہے مگر چونکہ ان فیاضی کرنے والوں نے اس بات کی پورے طور پر تنقیح نہیں کی تھی کہ درحقیقت ہمارے ملک کی بھلائی کے لئے کون سا طریقہ اختیار کرنے کے قابل ہے اس فیاضی نے ملک کو کچھ فائدہ نہیں پہنچایا بلکہ اگر میں جرأت کروں تو کہہ سکتا ہوں کہ بعوض فائدہ کے کسی قدر نقصان پہنچایا

ان ہی خیالات سے یہ تجویز پیش کی گئی ہے کہ ہر سال مسلمانوں کی تعلیم اور ترقی پر غور کرنے کے لئے مختلف مقامات اور مختلف صوبہ جات کے لوگ ایک جگہ جمع ہوا کریں اور ایک صوبہ اور ضلع کے لوگوں کے ذریعہ سے دوسرے صوبہ اور ضلع کے مسلمانوں کو حالات معلوم ہوتے رہیں اور جو تدابیر ان کی بھلائی اور ترقی کی نسبت سوچی جائیں ان پر بحث و مباحثہ ہو کر جو تدبیر عمدہ قرار پائے وہ اختیار کی جائے، یہ سالانہ جلسہ جیسے کہ آپ نے رزولیوشن پیش شدہ سے معلوم کیا ہوگا کسی ایک مقام کے لئے مخصوص نہیں کیا گیا ہے بلکہ ہر ایک صوبہ اور شہر میں جہاں کے لوگ اس

کی خواہش کریں گے منعقد ہو سکے گا اور اس سے یہ فائدہ ہے کہ جو لوگ کسی سبب سے ایک مقام کے جلسہ میں شامل نہیں ہو سکتے وہ دوسرے مقام کے جلسہ میں شامل ہو سکیں گے اور اس تدبیر سے اس جلسہ کے فوائد زیادہ تر عام ہو جائیں گے۔"

سرسید کی مندرجہ بالا تقریر کسی مزید توضیح کی محتاج نہیں، سرسید کے علاوہ مولوی محمد سمیع اللہ بہادر سی، ایم، جی نے جو کانفرنس کے پہلے اجلاس کے صدر تھے، اپنی تقریر صدارت میں کانفرنس کا مقصد حسب ذیل الفاظ میں بیان کیا:۔

"اگر ہماری قوم آپس میں متفق ہو کر اور صلاح اور مشورہ کر کے اور ایک دوسرے کے خیالات سے واقف ہو کر کوئی مضبوط طریقہ قوم کی تعلیم و ترقی کا اختیار کرے تو بلاشبہ قوم کے لئے بہت زیادہ مفید ہو، میں سمجھتا ہوں کہ اس مقصد کے حاصل ہونے کو اس کانگرس سے جس کا آج پہلا اجلاس ہے بہتر اور کوئی طریقہ نہیں ہے"

صدر کے علاوہ مسٹر بک پرنسپل مدرسۃ العلوم علی گڑھ نے کانفرنس کے مقاصد کی حسب ذیل الفاظ میں وضاحت کی:۔

"جیسا کہ میں خیال کرتا ہوں اس کانفرنس کا خاص مقصد یہ ہے کہ وہ لائق و مستند مسلمان جو اس امر میں مدد کر رہے ہیں باہم جمع ہو کر اُن مسائل پر بحث کریں جن کا حل کرنا ضروری ہو اس لئے کانفرنس کا اصلی مقصد یہ ہے کہ ایک کے خیالات دوسرے پر روشن ہو جائیں"

۲۸ دسمبر ۱۸۸۶ء کو ممبروں کی رائے سے کانفرنس کے قواعد منظور ہوئے ان قواعد میں کانفرنس کے حسب ذیل مقاصد تجویز کئے گئے تھے:۔

مقاصد کانگریس

۱۔ مسلمانوں میں یورپین سینسز و لٹریچر کے پھیلانے اور وسیع حد تک ترقی دینے اور اُس میں نہایت اعلیٰ درجہ کی تعلیم تک اُن کے پہنچانے پر کوشش کرنا اور اُس کی تدبیروں کو سوچنا اور اُن پر بحث کرنا۔

۲۔ مسلمانوں کی تعلیم کے لئے جو انگریزی مدرسے مسلمانوں کی طرف سے جاری ہوں اُن میں مذہبی تعلیم کے حالات کو دریافت کرنا اور بقدر امکان عمدگی سے اُس تعلیم کے انجام پانے میں کوشش کرنا۔

۳۔ جو لوگ کہ علوم مشرقی اور دینیات کی تعلیم قدیم طریقے پر ہماری قوم کے علماء سے پاتے ہیں اور اسی کو انھوں نے اپنا مقصد قرار دیا ہے ان کے حالات کی تفتیش کرنا اور اُن میں اُس تعلیم کے قائم اور جاری رہنے کے مناسب تدابیر کا عمل میں لانا۔

۴۔ عام لوگوں میں جو عام تعلیم قدیم مکاتب کے ذریعہ سے جاری تھی اُس کے حالات کی تفتیش کرنا اور اُن میں جو تنزل ہو گیا ہے اُس کی ترقی اور عام لوگوں میں عام تعلیم کی مناسب وسعت کی تدابیر کا اختیار کرنا۔

۵۔ جو مکاتب عام لوگوں کے لڑکوں کے لئے قرآن مجید پڑھنے کے تھے اور جو سلسلہ قرآن مجید کے حفظ کرنے کا تھا اور جن کا اب بہت کچھ تنزل ہو گیا ہے اُن کے حالات کی تفتیش کرنا اور اُن کے قائم رکھنے اور استحکام دینے کی تدابیر کا اختیار کرنا۔

کانفرنس کے یہ مقاصد اس وقت تجویز کئے گئے تھے جب اُس کا ابتدائی ڈھانچہ تیار کیا گیا اس کے بعد بتدریج ان مقاصد میں وسعت ہوتی گئی جس کا ذکر آئندہ آئے گا،

اگرچہ ابتدا میں کانفرنس کا نام صرف "محمڈن ایجوکیشنل کانگرس" تھا اس کے ساتھ "آل انڈیا" نہ تھا جو آج کل تقریباً ہر انجمن اور کانفرنس کے نام کا اولین حصہ ہے لیکن عملی طور پر سرسید نے اس کو ایک "آل انڈیا" انجمن کی حیثیت سے قائم کیا تھا، چنانچہ اس کے سب سے پہلے اجلاس میں حسب ذیل تجویز منظور کی گئی تھی،

"اس جلسہ کی یہ رائے ہے کہ محمڈن ایجوکیشنل کانگرس کا علی گڑھ ہیڈ کوارٹر قرار دیا جائے، اور اس کے مقاصد کی تکمیل اور تائید کے لئے ہر شہر اور ہر قصبہ میں کمیٹیاں قائم ہوں"

"ہر شہر اور ہر قصبہ" کے الفاظ سے کانفرنس کی آل انڈیا حیثیت بخوبی واضح ہو جاتی ہے چنانچہ کانفرنس نے اسی حیثیت کو پیش نظر رکھ کر بغیر کسی صوبہ کی تخصیص کے ہندوستان کے مختلف شہروں میں اپنے سالانہ اجلاس منعقد کئے اور کانفرنس کے مقاصد کی تبلیغ کے لئے سفراء بھیجے، اور آج بھی وہ اسی طریقۂ کار کی پابند ہے،

ہم نے اوپر عرض کیا ہے کہ کانفرنس کے مقاصد کا دائرہ بتدریج وسیع ہوتا گیا، اور سرسید نے اپنی اولوالعزمی سے بہت سے تعلیمی و اصلاحی کام کانفرنس کے دائرہ عمل میں داخل کر لئے جیسے جیسے کانفرنس ترقی کرتی جاتی اور اُس کی ہر دلعزیزی بڑھتی جاتی تھی سالانہ اجلاس کے موقع پر حسب ضرورت

قواعد میں تبدیلیاں ہوتی جاتی تھیں، چنانچہ کانفرنس کے اجلاس ششم میں جو سرسید کے زمانہ میں بمقام علی گڑھ منعقد ہوا، ۳۰ دسمبر ۱۸۹۱ء کو کانفرنس کے مقاصد میں وسعت دی گئی، اور قواعد کی دفعہ ۶ میں اس تمہید کے بعد کہ کانفرنس کو کسی پولیٹکل امر یا مذہبی مباحث سے کچھ تعلق نہ ہوگا، اس کے حسب ذیل مقاصد تجویز کئے گئے،

مقاصد کانفرنس

۱۔ مسلمانوں میں یورپین سینز و لٹریچر کے پھیلانے اور وسیع حد تک ترقی دینے اور اس میں نہایت اعلیٰ درجہ کی تعلیم تک ان کے پہنچانے پر کوشش کرنا اور اس کی تدبیروں کو سوچنا اور ان پر بحث کرنا،

۲۔ مسلمانوں نے جو قدیم زمانہ میں علوم میں ترقی کی اس کی تحقیقات کرنا اور اس پر اردو یا انگریزی میں رسالجات تحریر کرنے یا لکچر دینے یا ایسے لکھنے پر لوگوں کو آمادہ کرنا،

۳۔ نامی علماء اور مشہور مصنفین اسلام کی لائف کو اردو یا انگریزی زبان میں لکھوانا،

۴۔ مسلمان مصنفوں کی تصنیفات جو نایاب ہیں ان کے بہم پہنچانے کی تدبیر کرنا یا پتہ لگانا کہ وہ کس جگہ موجود ہیں،

۵۔ تاریخانہ واقعات زمانہ قدیم کی تحقیقات پر رسالجات تحریر کرنے یا لکچر دینے یا ایسے لکھنے پر لوگوں کو آمادہ کرنا،

۶۔ دنیاوی علوم کے کسی مسئلہ یا تحقیقات پر کسی رسالے کے تحریر ہونے یا لکچر دینے کی تدبیر کرنا،

۷۔ فرامین شاہی کو بہم پہنچا کر ان سے ایک کتاب انشاء کا مرتب کرنا اور ان کے مواہیر وطغرا کے نمونے فوٹوگراف سے قائم رکھنا،

۸۔ مسلمانوں کی تعلیم کے لئے جو انگریزی مدرسے مسلمانوں کی طرف سے جاری ہوں ان میں مذہبی تعلیم کے حالات کو دریافت کرنا اور بقدر امکان عمدگی سے اس تعلیم کے انجام پانے میں کوشش کرنا،

۹۔ جو لوگ کہ علوم مشرقی اور دینیات کی تعلیم قدیم طریقہ پر ہماری قوم کے علماء سے پاتے ہیں اور اسی کو انھوں نے اپنا مقصد قرار دیا ہے ان کے حالات کی تفتیش کرنا اور ان میں اس تعلیم کے قائم اور جاری رہنے کی مناسب تدبیر کا عمل میں لانا،

۱۰۔ عام لوگوں میں جو عام تعلیم قدیم مکاتب کے ذریعہ سے جاری تھی اُس کے حالات کی تفتیش کرنا اور ان میں جو تنزل ہو گیا ہے اُس کی ترقی اور عام لوگوں میں عام تعلیم کی مناسب وسعت کی تدابیر کا اختیار کرنا' (یا) یا جو مکاتب عام لوگوں کے لڑکوں کے لئے قرآن مجید پڑھنے کے تھے اور جو سلسلہ قرآن مجید کے حفظ کرنے کا تھا اور جن کا اب بہت کچھ تنزل ہو گیا ہے ان کے حالات کی تفتیش کرنا اور ان کے قائم رکھنے اور استحکام دینے کی تدبیر کا اختیار کرنا'

کانفرنس کے مندرجہ بالا مقاصد میں سرسید کے آخر ایام حیات تک کوئی تبدیلی یا توسیع نہیں ہوئی اور اس کی ضرورت بھی نہ تھی کیونکہ جو مقاصد کانفرنس نے قرار دئے تھے وہ بجائے خود اس قدر وسیع تھے کہ اُن میں سے کسی ایک مقصد کی تکمیل بھی بغیر پوری قوم کی مالی و اخلاقی عانت کے ممکن نہ تھی' مثلاً منجملہ مندرجہ بالا مقاصد کے کانفرنس کا ایک مقصد جو اولین مقصد ہے یہ تھا:۔

''مسلمانوں میں یورپین سائنس و لٹریچر کے پھیلانے اور وسیع حد تک ترقی دینے اور اُس میں نہایت اعلیٰ درجہ کی تعلیم تک اُن کے پہنچانے پر کوشش کرنا اور اس کی تدبیروں کو سوچنا اور ان پر بحث کرنا''

ذرا غور تو کیجئے کس قدر عظیم الشان مقصد ہے؟ ساری قوم میں جدید سائنس اور لٹریچر کا پھیلانا' اور نہایت اعلیٰ درجہ کی تعلیم کا انتظام کرنا اور اس کو وسیع حد تک ترقی دینا کیا کوئی معمولی کام ہے؟ اگر کانفرنس صرف اسی ایک فرض سے عہدہ برآ ہو جاتی تو یہ کارنامہ اُس کے لئے کافی تھا' لیکن کانفرنس نے یہ کام بھی انجام دیا اور حتی الامکان دوسرے مقاصد کی طرف بھی توجہ کی جس کی تفصیل آئندہ عرض کی جائے گی'

حضرات! عموماً یہ دیکھا جاتا ہے کہ لوگ چونکہ قومی انجمنوں کے اغراض و مقاصد کی اہمیت کا صحیح اندازہ نہیں کرتے اس لئے اکثر غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں' مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کے متعلق چند الفاظ عرض کروں'

واقعہ یہ ہے کہ جب کوئی قومی انجمن یا مجلس اپنے قیام و تاسیس کے وقت کچھ اغراض و مقاصد متعین کرتی ہے تو اُس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ یہ مقصد اُس انجمن یا مجلس کا انتہائی نصب العین ہے جس کے لئے وہ اپنی جد وجہد ایک غیر معین زمانہ کے لئے مسلسل جاری رکھے گی' لیکن عام لوگ ان مقاصد کا اعلان ہوتے ہی دوسری صبح سے یہ انتظار کرنے لگتے ہیں

کہ انجمن ان مقاصد کے حاصل ہونے کا کب اعلان کرتی ہے، حالانکہ کسی "نصب العین" کا یہ مقصد کبھی نہیں ہوتا کہ وہ ایک طلوع و غروب یا لیل و نہار کی ایک گردش سے حاصل ہو جائے گا بلکہ ہر کام اپنی اہمیت کے لحاظ سے ایک مناسب مدت اور ایک خاص حد تک کوشش کا طالب ہوتا ہے، مثلاً ہر شخص واقف ہے کہ جب سرسید نے انگلستان سے واپسی پر "مجلس خزینۃ البضاعت" قائم کی تو ۱۰ فروری ۱۸۷۳ء کو سید محمد محمود مرحوم نے اس کے اجلاس میں اپنی مجوزہ اسکیم "مدرسۃ العلوم" کے قیام کے متعلق پیش کی جو سرسید کی رائے اور مشورہ سے مرتب کی گئی تھی، اس میں سید محمود مرحوم نے صاف صاف بیان کیا تھا کہ

"ہماری غرض صرف ایک مدرسہ یا کالج ہی قائم کرنا نہیں ہے، بلکہ ایک یونیورسٹی قائم کرنا ہے جس کو دارالعلوم کہنا چاہیے" اور میں امید کرتا ہوں کہ ممبران کمیٹی اس بات کو پسند کریں گے کہ بجائے لفظ کالج کے لفظ یونیورسٹی کا اور بجائے لفظ مدرسۃ العلوم کے لفظ دارالعلوم کا داخل کیا جائے۔"

آپ بخوبی جانتے ہیں کہ سید محمود کا یہ مجوزہ مدرسۃ العلوم ۱۸۷۵ء میں قائم ہوا لیکن مسلم یونیورسٹی جو اُن کا اولین مقصد اور آخری نصب العین تھا ۱۹۲۰ء میں معرض وجود میں آئی یعنی سرسید اور اُن کے جانشینوں کی مسلسل ۴۵ برس کی کوشش کے بعد ایم اے او کالج نے اپنا قالب بدل کر یونیورسٹی کی صورت اختیار کی گویا سرسید کا مقصد تقریباً نصف صدی کی جد وجہد کے بعد حاصل ہوا لیکن وہ بھی اس معیار کے مطابق نہیں جو سرسید اور اُن کے جانشینوں کے پیش نظر تھا، اور جو انھوں نے مختلف طریقوں سے بار بار ظاہر کیا تھا، مثلاً نواب محسن الملک مرحوم نے دسمبر ۱۸۹۸ء میں سرسید کی وفات کے بعد کانفرنس کے سالانہ اجلاس لاہور میں فرمایا تھا،

"اس میں شک نہیں کہ اسلامی یونیورسٹی کا مسلمانوں کے دیگر تعلیمی انسٹی ٹیوشنوں سے جو تمام ہند میں ہوں ایک گہرا تعلق ہوگا، سینکڑوں اسلامی اسکول اس کے ساتھ ملحق کئے جائیں گے، اور وہ اس کے داخلہ کے امتحان کے لئے طلبہ کو تیار کریں گے، اور اسلامی کالج اور اسکول اس یونیورسٹی میں اپنے پروفیسروں اور ماسٹروں کو طریق تعلیم سیکھنے کے لئے بھیجیں گے"

یہ نصب العین کس قدر بلند اور یہ توقعات کس قدر خوش گوار ہیں، لیکن کیا وہ پوری ہوئیں؟ ظاہر ہے کہ نہیں! لیکن انشاء اللہ پوری ہوں گی کیونکہ مقصد پیش نظر ہے اور کوشش جاری ہے، ۱۸۷۵ء میں جب سرسید نے علی گڑھ میں ایک اسکول کا افتتاح کیا تھا تو اس وقت کون کہہ سکتا

تھا کہ یہ ترقی کر کے ایک روز مسلم یونیورسٹی بن جائے گا، اور یہ خس پوش مکان جن میں نو عمر بچے پڑھ رہے ہیں ایک دن شاندار عمارتوں کی صورت میں تبدیل ہو جائیں گے۔

اسی طرح جب ۱۸۸۶ء میں کانفرنس کا آغاز ہوا تو اس کے پہلے مختصر اجلاس کی حیثیت کسی انجمن کے مقامی جلسہ سے زیادہ نہ تھی اور اس کے شرکا کی تعداد صرف ۷۰ تک محدود تھی جس میں زیادہ حصہ سرسید کے احباب اور مقامی اصحاب کا تھا مگر اس کے بعد ایک زمانہ ایسا بھی آیا کہ کانفرنس کے سالانہ اجلاس بمبئی، کلکتہ، مدراس، رنگون، لاہور، الہ آباد جیسے شہروں میں شاندار پیمانہ پر منعقد ہوئے، اس کا غلغلہ تمام ہندوستان میں برپا ہوا، اور اس کی اہمیت و مرکزیت سارے ملک میں تسلیم کی گئی۔

آج ملک میں جدید تعلیم عام طور پر پھیل گئی ہے، اور خود مسلمانوں میں بھی مختلف قسم کی قابلیت کے نوجوان اور ماہرین فن موجود ہیں، نیز انگلستان اور یورپ کے دوسرے ممالک کے تعلیم یافتہ نوجوان بھی ہندوستان کے مختلف حصوں میں پھیلے ہوئے ہیں، آپ یہ اندازہ نہیں کر سکتے کہ ۱۸۸۶ء میں جب سرسید نے کانفرنس کی بنیاد رکھی، مسلمان جدید تعلیم سے کس قدر بیگانہ تھے، اور ان کو تعلیم پر آمادہ کرنا کس قدر مشکل اور کٹھن کام تھا۔

اس زمانہ میں سرسید اور ان کے رفقاء کار نے اپنے **مضامین و مقالات** اور تقریروں کے ذریعہ سے مسلمانوں کی جہالت و علمی بے مائگی پر جو تبصرہ کیا ہے اس سے البتہ کسی قدر اندازہ ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں مسلمانوں کی تعلیمی حالت کیسی افسوس ناک تھی۔

مثلاً سرسید نے ۱۸۸۷ء میں کانفرنس کے اجلاس لکھنؤ میں مسلمانوں کی جہالت پر افسوس کرتے ہوئے فرمایا:۔

"یہ بات کیا کچھ کم افسوس کے لائق نہیں ہے کہ اس وقت ہم کو اپنی قوم میں ایک شخص بھی ایسا نہیں دکھائی دیتا جو اس زمانہ کی ضروریات میں سربرآوردہ ہو، کیا تم اپنی قوم میں ایک شخص بھی ایسا دکھا سکتے ہو جو اسپیچ کرنے میں نامآور ہو، کوئی ایسا شخص ہے جس نے انگلش لٹریچر میں نامآوری حاصل کی ہو۔

مسلمانوں میں تم کسی کو بتلا سکتے ہو کہ وہ ایک مسلمانی انگریزی اخبار کی ایڈیٹری کے لائق ہو، متعدد اضلاع کے مسلمانوں نے انگریزی اخبار جاری کئے، وہ کن کے ہاتھوں میں تھے؟ یا انگریزوں کے یا ہمارے ہموطن بھائی بنگالیوں کے، اور جو مسلمانوں کے ہاتھ میں تھے یا ہیں

وہ پڑھنے کے قابل بھی نہ تھے،

بعض اضلاع کے مسلمانوں نے انگریزی میں اخبار جاری کرنا چاہا بشرطیکہ مسلمان ایڈیٹر ملے، مگر تمام ہندوستان میں ایک بھی نہیں ملا، ہم کو اتفاق پرائیویٹ ضرورتوں میں اپنے قومی مطالب میں جب کسی تحریر کی ضرورت ہوتی ہے، کسی مسلمان کو اس لائق نہیں پاتے، غیر قوم کے لوگوں سے مدد لینی پڑتی ہے، پس اس سے زیادہ اور کوئی قومی ذلت اور قومی ناتربیت یافتگی کا ثبوت مل سکتا ہے،

حضرات! سرسید کے اس بیان سے آپ نے اندازہ کیا ہوگا کہ جب کانفرنس کا آغاز ہوا تو اُس وقت مسلمانوں کی تعلیمی حالت کیسی تھی، سرسید نے یہ تقریر ایک ایسے جلسہ میں کی جو تعلیمی جلسہ تھا اور جس میں تعلیم یافتہ لوگ شریک تھے، مگر کسی نے یہ جراٰت نہ کی جو یہ کتا کہ میں یہ قابلیت رکھتا ہوں یا کسی قابل شخص کا نام بتاکر سرسید کے اس چیلنج کا جواب دیتا کہ

"مسلمانوں میں تم کسی کو بتلا سکتے ہو کہ وہ ایک مسلمانی انگریزی اخبار کی ایڈیٹری کے لائق ہو؟"

مسلمانوں کی یہ حالت اُس وقت تھی جب مدرستہ العلوم علی گڑھ کے قیام پر بارہ برس گزر چکے تھے، اور سرسید اپنے مختلف دوروں، تقریروں اور اخبار و تہذیب الاخلاق کے ذریعہ سے مسلمانوں میں تعلیم کی اشاعت و ترقی کے لئے بہت کچھ کام انجام دے چکے تھے،

غرض یہ حالت تھی جب کانفرنس نے جدید تعلیم کی تبلیغ و اشاعت کا کام اس عزم کے ساتھ شروع کیا کہ اُس کا "میدان عمل" سارا ہندوستان تھا، اور اُس کے مخاطب سب مسلمان تھے،

سرسید نے اپنے مضامین اور لکچروں میں بار بار یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ مسلمان بحالت موجودہ ایسی پستی میں ہیں کہ ان کو ہر "شعبۂ حیات" مثلاً تجارت، صنعت، حرفت وغیرہ میں ترقی کی ضرورت ہے لیکن قوم کو سب سے زیادہ ضرورت "تعلیم" کی ہے، اس نظریہ کی بناء پر سرسید نے اپنی پوری کوشش تعلیم کی ترقی و اشاعت کے لئے مخصوص کردی تھی، یہ کام انھوں نے کانفرنس کے ذریعہ سے انجام دیا،

کانفرنس سے پہلے وہ کبھی کبھی خاص خاص مقامات کا دورہ کرتے تھے یا تہذیب الاخلاق کے ذریعہ سے یہ کوشش کرتے تھے کہ انگریزی تعلیم کے خلاف لوگوں کے دلوں میں جو تعصب ہے وہ دور کریں، لیکن اُن کے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہ تھا کہ وہ اپنی تعلیمی تحریک کی اہمیت مختلف

مقامات کے مسلمانوں کے دلوں میں ذہن نشین کر سکیں، کانفرنس نے ان کے لئے یہ موقع بہم پہنچایا جس کی وجہ سے ان کی تحریک کا "حلقۂ اشاعت" بہت وسیع ہوگیا، اور ہزاروں مسلمانوں نے جو قوم کے منتخب افراد تھے سرسید کا مقصد خود اُن کی زبان سے سُنا اور اُن کی قوت استدلال وسحر بیانی سے متاثر ہوکر اُن کے معاون ومددگار بن گئے"

کانفرنس کی ترقی پذیر رفتار کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ سرسید کے زمانہ حیات میں کانفرنس کے کل گیارہ سالانہ اجلاس ہوئے، پہلے اجلاس میں ممبروں کی تعداد ۸۷ تھی اور گیارھویں اجلاس میں ۶۷۷ تھی اگرچہ ان دونوں کے درمیان ایک اجلاس ایسا بھی تھا جس میں ممبروں کی تعداد ۹۵۵ اور اس کے علاوہ ۹۶ وزیٹر بھی تھے، یہ کانفرنس کا پانچواں اجلاس تھا، جو ۱۸۹۰ء میں الہ آباد میں منعقد ہوا، مگر سرسید نے اپنی رپورٹ میں بتایا ہے کہ یہ اضافہ بعض سربرآوردہ اصحاب کی خاص کوشش سے ہوا بہرحال عرض کرنا یہ تھا کہ خود سرسید کے زمانہ میں ایک قلیل مدت کے اندر کانفرنس کی ہردلعزیزی بہت بڑھ گئی اور ہر رتبہ وطبقہ کے مسلمان ذوق وشوق سے اُس میں شریک ہونے لگے، نیز اجلاس کی صدارت کا معیار بھی برابر ترقی پذیر رہا، چنانچہ سرسید کے ایام حیات میں جو آخری اجلاس ہوا اُس کے صدر مشہور فاضل اور ادیب نواب عماد الدولہ عماد الملک مولوی سید حسین بلگرامی مؤتمن جنگ بہادر تھے جو اپنے علمی ذوق کے لحاظ سے ہماری قوم کے ایک ممتاز فرد تھے،

کانفرنس نے کام کے جو طریقے تجویز کئے وہ حسب ذیل تھے،

(۱) ہندوستان کے کسی شہر میں جہاں خاص ضرورت ہو یا جہاں سے دعوت آئے اپنا سالانہ اجلاس منعقد کرنا اور یہ کوشش کرنا کہ اُس اجلاس میں ہر صوبہ ہر فرقہ اور ہر مرتبہ کے مسلمان شریک ہوں"

(۲) حسب ضرورت ہندوستان کے مختلف اضلاع میں تعلیمی واصلاحی مقاصد کے لئے کانفرنس کے سفیروں کو دورہ کے لئے بھیجنا، اور بروقت ضرورت خود آنریری سکرٹری اور دوسرے عہدہ داروں کا دورہ کے لئے جانا، تعلیمی جلسوں میں شرکت کرنا اور تعلیم کی ترقی واشاعت کے لئے مختلف تدابیر عمل میں لانا،

(۳) خاص خاص تعلیمی مسائل اور مختلف مباحث کے متعلق مضامین ومقالات شائع اور حسب ضرورت ملکی اخبارات کے ذریعہ سے اپنی تجاویز اور خیالات کی اشاعت کرنا،

(۴) مسلمانوں کو سررشتۂ تعلیمات کے قواعد، حکومت کے کسی طریقۂ کار یا بعض حکام کی بے دردی کی وجہ سے جو دشواریاں تعلیم حاصل کرنے میں پیش آئیں، اُس کے متعلق صحیح معلومات بہم پہنچا کر مدلّل طریقہ سے اپنے مطالبات بذریعہ میموریل بھیجنا یا ڈپوٹیشن لے جانا،

(۵) شریف و ہونہار لیکن کم استطاعت طلبہ کو خواہ وہ کسی صوبہ اور کسی اسلامی فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں وظائف کے ذریعہ سے مالی امداد دے کر اُن کی تعلیم کی تکمیل کرانا،

(۶) مکاتب و مدارس کی مالی و اخلاقی مدد کرنا اور حسب ضرورت دیہات و قصبات میں مکاتب قائم کرنا،

(۷) علمی، تاریخی، تعلیمی و اصلاحی مباحث پر مفید و پُرمغز کتابیں شائع کرنا، اور ملک میں عمدہ لٹریچر کی اشاعت کرنا،

(۸) اردو زبان کی ترقی و اشاعت کے لئے کوشش کرنا اور ممکن تدابیر عمل میں لانا،

(۹) اصلاح معاشرت، اصلاح اوقاف اور اسی طرح دوسری ضروری اصلاحات کے لئے کوشش کرنا،

(۱۰) جن اضلاع میں مسلمانوں کی کوئی تعلیمی انجمن یا تعلیم گاہ نہیں ہے اور وہاں خاص طور پر اُس کی ضرورت ہے، تو اُس کے قائم کرنے کی کوشش کرنا، یا کسی قائم شدہ درسگاہ کی ترقی، فراہمی سرمایہ، یا تعمیر عمارت کے لئے کوشش کرنا،

کانفرنس کی خدمات مندرجۂ بالا طریقوں پر محدود نہیں ہیں، اس موقع پر صرف وہ طریقے عرض کئے گئے ہیں جن سے کانفرنس آغاز کار سے کام لے رہی ہے جس کی پوری تفصیل اُس کی سالانہ رپورٹوں اور دوسرے مطبوعہ لٹریچر سے مل سکتی ہے، لیکن اس موقع پر بھی اس کی خدمات کی کسی قدر تفصیل مندرجہ بالا ترتیب سے عرض کی جاتی ہے!۔

(۱) میں نے اوپر عرض کیا ہے کہ کانفرنس ہر سال ہندوستان کے کسی شہر میں اپنا سالانہ اجلاس منعقد کرتی ہے، سالانہ اجلاس کا یہ سلسلہ دسمبر ۱۸۸۶ء سے جاری ہے جب کہ کانفرنس کا سب سے پہلا اجلاس علی گڑھ میں ہوا تھا، اور آج پورے پچاس برس بعد گولڈن جوبلی کا اجلاس بھی علی گڑھ ہی میں ہو رہا ہے،

۱۸۸۶ء سے ۱۹۳۶ء تک کانفرنس کے جو سالانہ اجلاس ہندوستان کے مختلف شہروں میں ہوئے اُن کی فہرست مع نام صدر و مقامات اجلاس ذیل میں پیش کی جاتی ہے،

نمبر شمار	اجلاس	سنہ	مقام	صدر
۱	اجلاس اوّل	سنہ ۱۸۸۶ء	علی گڑھ	مولوی محمد سمیع اللہ خاں بہادر سی ایم جی
۲	اجلاس دوم	سنہ ۱۸۸۷ء	لکھنؤ	منشی محمد امتیاز علی صاحب
۳	اجلاس سوم	سنہ ۱۸۸۸ء	لاہور	خان بہادر سردار محمد حیات خاں سی ایس آئی
۴	اجلاس چہارم	سنہ ۱۸۸۹ء	علی گڑھ	خان بہادر سردار محمد حیات خاں سی ایس آئی
۵	اجلاس پنجم	سنہ ۱۸۹۰ء	الہ آباد	خان بہادر سردار محمد حیات خاں سی ایس آئی
۶	اجلاس ششم	سنہ ۱۸۹۱ء	علی گڑھ	نواب محمد اسحاق خاں بہادر سی ایس
۷	اجلاس ہفتم	سنہ ۱۸۹۲ء	دہلی	مولوی محمد حشمت اللہ صاحب سی ایس
۸	اجلاس ہشتم	سنہ ۱۸۹۳ء	علی گڑھ	نواب محسن الدولہ محسن الملک مولوی سید مہدی علی خاں بہادر
۹	اجلاس نہم	سنہ ۱۸۹۴ء	علی گڑھ	مولوی محمد شاہ دین صاحب بیرسٹرایٹ لا
۱۰	اجلاس دہم	سنہ ۱۸۹۵ء	شاہجہانپور	نواب محسن الدولہ محسن الملک مولوی سید مہدی علی خاں بہادر
۱۱	اجلاس یازدہم	سنہ ۱۸۹۶ء	میرٹھ	نواب عماد الدولہ عماد الملک مولوی سید حسین صاحب بلگرامی مؤتمن جنگ
۱۲	اجلاس دوازدہم	سنہ ۱۸۹۸ء	لاہور	نواب فتح علی خاں بہادر قزلباش
۱۳	اجلاس سیزدہم	سنہ ۱۸۹۹ء	کلکتہ	سید امیر علی صاحب سی آئی ای
۱۴	اجلاس چہاردہم	سنہ ۱۹۰۰ء	ریاست رامپور	نواب عماد الملک بہادر مولوی سید حسین بلگرامی
۱۵	اجلاس پانزدہم	سنہ ۱۹۰۱ء	مدراس	آنریبل جسٹس باڈم صاحب جج ہائیکورٹ مدراس
۱۶	اجلاس شانزدہم	سنہ ۱۹۰۲ء	دہلی	ہزہائینس سر آغا خاں بالقابہ
۱۷	اجلاس ہفتدہم	سنہ ۱۹۰۳ء	بمبئی	آنریبل جسٹس بدرالدین طیب جی جج ہائیکورٹ بمبئی
۱۸	اجلاس ہیزدہم	سنہ ۱۹۰۴ء	لکھنؤ	مسٹر تھیوڈور ماریسن پرنسپل مدرسۃ العلوم علی گڑھ
۱۹	اجلاس نوزدہم	سنہ ۱۹۰۵ء	علی گڑھ	خان بہادر شیر الدولہ خلیفہ سید محمد حسین صاحب وزیر ریاست پٹیالہ

نمبر شمار	اجلاس	سنہ	مقام	صدر
۲۰	اجلاس بستم	سنہ ۱۹۰۶ء	ڈھاکہ	آنریبل جسٹس سید شرف الدین صاحب جج ہائیکورٹ کلکتہ،
۲۱	اجلاس بست و یکم	سنہ ۱۹۰۷ء	کراچی	شمس العلماء خواجہ الطاف حسین صاحب حالی،
۲۲	اجلاس بست و دوم	سنہ ۱۹۰۸ء	امرتسر	آنریبل نواب سر خواجہ سلیم اللہ بہادر نواب ڈھاکہ
۲۳	اجلاس بست و سوم	سنہ ۱۹۰۹ء	رنگون	سر راجہ محمد علی محمد خاں بہادر کے، سی، ایس آئی راجہ محمود آباد،
۲۴	اجلاس بست و چہارم	سنہ ۱۹۱۰ء	ناگپور	مسٹر عبد اللہ ابن یوسف علی ایم اے ایل ایل ایم بیرسٹرایٹ لا آئی سی ایس ڈپٹی کمشنر سلطان پور،
۲۵	اجلاس بست و پنجم	سنہ ۱۹۱۱ء	دہلی	نواب عماد الملک بہادر مولوی سید حسین بلگرامی
۲۶	اجلاس بست و ششم	سنہ ۱۹۱۲ء	لکھنؤ	میجر سید حسن صاحب بلگرامی،
۲۷	اجلاس بست و ہفتم	سنہ ۱۹۱۳ء	آگرہ	آنریبل مسٹر جسٹس شاہ دین صاحب بیرسٹرایٹ لا جج ہائیکورٹ لاہور،
۲۸	اجلاس بست و ہشتم	سنہ ۱۹۱۴ء	راولپنڈی	خان بہادر مولوی سر رحیم بخش صاحب کے، سی، آئی، ای،
۲۹	اجلاس بست و نہم	سنہ ۱۹۱۵ء	پونا	آنریبل جسٹس عبد الرحیم جج ہائیکورٹ مدراس
۳۰	اجلاس سی ام	سنہ ۱۹۱۶ء	علی گڑھ	آنریبل خان بہادر میاں محمد شفیع،
۳۱	اجلاس سی و یکم	سنہ ۱۹۱۷ء	کلکتہ	مسٹر محمد اکبر نذر علی حیدری نواب سر حیدر نواز جنگ بہادر
۳۲	اجلاس سی و دوم	سنہ ۱۹۱۸ء	سورت	سر ابراہیم رحمت اللہ کے، ٹی، سی، آئی، ای
۳۳	اجلاس سی و سوم	سنہ ۱۹۱۹ء	ریاست خیرپور	مولوی سر رحیم بخش صاحب پریسیڈنٹ کونسل بہاولپور،
۳۴	اجلاس سی و چہارم	سنہ ۱۹۲۰ء	امراؤتی (برار)	خان بہادر ابراہیم ہارون جعفر صاحب،

نمبر شمار	اجلاس	سنہ	مقام	صدر
۳۵	اجلاس سی و پنجم	سنہ ۱۹۲۲ء	علی گڑھ	میاں فضل حسین صاحب وزیر تعلیمات پنجاب،
۳۶	اجلاس سی و ششم	سنہ ۱۹۲۳ء	علی گڑھ	صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب مرحوم،
۳۷	اجلاس سی و ہفتم	سنہ ۱۹۲۴ء	بمبئی	سر ابراہیم رحمت اللہ
۳۸	اجلاس سی و ہشتم	سنہ ۱۹۲۵ء	علی گڑھ	صاحبزادہ نواب سر عبد القیوم خاں بہادر،
۳۹	اجلاس سی و نہم	سنہ ۱۹۲۶ء	دہلی	سر عبد الرحیم صاحب سابق جج ہائیکورٹ
۴۰	اجلاس چہلم	سنہ ۱۹۲۷ء	مدراس	سر شیخ عبد القادر صاحب،
۴۱	اجلاس چہل و یکم	سنہ ۱۹۲۸ء	اجمیر شریف	سر شاہ محمد سلیمان صاحب جج ہائیکورٹ الہ آباد،
۴۲	اجلاس چہل و دوم	سنہ ۱۹۳۰ء	بنارس	ڈاکٹر سید راس مسعود صاحب نواب مسعود جنگ،
۴۳	اجلاس چہل و سوم	سنہ ۱۹۳۱ء	رہتک	سید رضا علی صاحب سی، یی، ای،
۴۴	اجلاس چہل و چہارم	سنہ ۱۹۳۲ء	لاہور	لفٹنٹ کرنل مقبول حسن صاحب قریشی ایم اے ایل ایل بی وزیر تعلیمات بھاولپور،
۴۵	اجلاس چہل و پنجم	سنہ ۱۹۳۴ء	میرٹھ	سر شیخ عبد القادر صاحب،
۴۶	اجلاس چہل و ششم	سنہ ۱۹۳۵ء	آگرہ	ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب،
۴۷	اجلاس چہل و ہفتم	سنہ ۱۹۳۶ء	رامپور	ہز ہائینس سر آغا خاں بالقابہ،
۴۸	اجلاس پنجاہ سالہ جوبلی	سنہ ۱۹۳۷ء	علی گڑھ	نواب سی عبد الحکیم صاحب،

سنہ ۱۸۹۷ء اور سنہ ۱۹۲۱ء اور سنہ ۱۹۲۹ء میں بعض ناگزیر اسباب کی بنا پر کانفرنس کا سالانہ اجلاس نہ ہو سکا، اس لئے یہ اجلاس کانفرنس کا اڑتالیسواں اجلاس ہے، لیکن کانفرنس کو اپنے زمانہ قیام کے لحاظ سے پچاس برس ہو چکے ہیں،

گوشوارہ صوبہ وار اجلاس ہائے آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس علیگڑھ

نمبر شمار	صوبہ	تعداد اجلاس	مقامات
۱	یوپی	۲۳	علی گڑھ، لکھنؤ، الہ آباد، شاہجہانپور، میرٹھ، ریاست رامپور ۱۱ ۳ ۱ ۱ ۲ ۲ آگرہ، بنارس، ۲ ۱
۲	پنجاب	۱۰	لاہور، دہلی، امرتسر، راولپنڈی، رہتک، ۳ ۴ ۱ ۱ ۱
۳	بنگال	۳	کلکتہ، ڈھاکہ، ۲ ۱
۴	مدراس	۲	مدراس، ۲
۵	بمبئی	۶	بمبئی، کراچی، پونا، سورت، ریاست خیرپور، ۲ ۱ ۱ ۱ ۱
۶	صوبہ برما	۱	رنگون، ۱
۷	سی پی	۲	ناگپور، امراوتی، ۱ ۱
۸	راجپوتانہ	۱	اجمیر شریف، ۱

یہ "سالانہ اجلاس" کہنے کے لئے تو کانفرنس کا صرف ایک کام ہے اور کام بھی ایسا
جس کی نوبت بظاہر ایک سال بعد آتی ہے اور عموماً اس کا آغاز و انجام تین دن میں ہوجاتا ہ

لیکن واقعہ یہ ہے کہ اپنے نتائج کے لحاظ سے یہ سالانہ اجلاس (جو قوم کے مختلف افراد کو ایک صف میں لاکر کھڑا کر دیتے ہیں) لوگوں میں ایک خاص زندگی پیدا کرتے رہتے ہیں،

آج کل چونکہ روزمرہ ہر قسم کے مذہبی و سیاسی جلسے ہوتے رہتے ہیں اس لئے جلسوں کی کوئی خاص اہمیت باقی نہیں رہی، لیکن ابتدا میں صرف کانفرنس ہی ایک ایسی آل انڈیا جماعت تھی جو نہایت باقاعدگی سے اپنے سالانہ اجلاس منعقد کیا کرتی تھی جن میں مختلف صوبوں کے مسلمان جمع ہوتے تھے، اس اجتماع سے اسلامی روح بیدار ہو جاتی تھی اور مسلمانوں کے مختلف طبقات کے درمیان رشتۂ اتحاد مستحکم ہوتا تھا، اور یہ ظاہر ہے کہ اس ارتباط سے ملک و ملت کو فائدہ پہنچتا ہے، اور قوم میں ایک تازہ آہنگ و ہمت پیدا ہوتی ہے،

اگرچہ کسی قومی خدمت کے انجام دینے کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ کسی کانفرنس ہی کے ذریعہ سے انجام دی جائے بلکہ انفرادی طور پر بھی انسان کچھ نہ کچھ خدمت کر سکتا ہے لیکن سرسید نے کانفرنس قائم کر کے مسلمانوں کو عملاً یہ بتایا کہ موجودہ زمانہ میں ہر قومی کام اجتماعی قوت اور باہمی مشاورت سے کرنا چاہئے، اسی بنا پر مسلمانوں نے کانفرنس اور دوسری قومی انجمنوں کی ضرورت محسوس کی جو زیادہ تر کانفرنس کے بعد وجود میں آئیں،

کانفرنس کے سالانہ اجلاسوں سے جو مختلف فائدے مسلمانوں کو پہنچے وہ مختصراً حسب ذیل ہیں،

ا۔ مسلمانوں کو اپنی قوم کے مشاہیر اور ارباب فضل و کمال کے دیکھنے اور ان کے خیالات سے مستفید ہونے کا موقع ملا جو کسی دوسری صورت سے ممکن نہ تھا کیونکہ کیا بلحاظ مرتبہ اور کیا بلحاظ تعداد جو مشاہیر کانفرنس کے پلیٹ فارم پر جمع ہوتے تھے ان کا کسی دوسری جگہ تلاش کرنا عبث تھا،

(۲) کانفرنس کے اجلاسوں کے ذریعہ سے اردو کے علمی، تعلیمی، اور ادبی ذخیرہ میں معقول اضافہ ہوا، اور سب مضامین و مقالات سے قطع نظر جو محض کانفرنس کے ذریعہ سے وجود میں آئے، اگر صرف پچاس برس کے خطبات صدارت ہی کو پیش نظر رکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ خطبات، درحقیقت نہایت مفید معلومات اور ماہرین کے تجربات کا ایک خزانہ ہیں، اور یہ خزانہ قوم کو محض کانفرنس کی بدولت حاصل ہوا،

خطبات صدارت کے علاوہ سینکڑوں "علمی و تعلیمی مقالات" اور مشاہیر شعراء کا کلام صرف کانفرنس کے اجلاسوں کے ذریعہ سے اردو لٹریچر میں داخل ہوا، مثلاً علامہ شبلی نعمانی کے

بعض معرکۃ الآرا مضامین اور نظمیں، اور نیز شمس العلما حالی مرحوم کی متعدد قومی نظمیں اور مولوی نذیر احمد صاحب مرحوم کے طرب انگیز لکچر اور اسی طرح دوسرے قدیم علماء اور جدید تعلیم یافتہ اصحاب کے مقالات عموماً کانفرنس ہی کے پلیٹ فارم پر لوگوں نے سنے اور ان سے مستفید ہوئے، غرض جو علمی ذخیرہ صرف اجلاسوں کے ذریعہ سے وجود میں آیا وہ بھی اپنی مقدار و نوعیت کے لحاظ سے اس قدر گراں مایہ ہے کہ ایک شخص اس کا مطالعہ کرنے کے بعد تمام قومی مسائل ضروریات پر حاوی ہو سکتا ہے، نیز یہ ذخیرۂ معلومات ذہنی ترقی کے لئے بھی بیحد مفید ہے،

(۳) ایک خاص فائدہ ان اجلاسوں کا یہ ہے کہ ان کے ذریعہ سے ہمیں ان مشکلات و دشواریوں کا علم ہوتا ہے جو مختلف صوبوں کے مسلمانوں کو حصول تعلیم میں پیش آتی ہیں، عام طور پر ایک صوبہ کے مسلمانوں کو دوسرے صوبہ کے مسلمانوں کی تعلیمی حالت یا مشکلات کا علم نہیں ہوتا، لیکن جب کانفرنس کا سالانہ اجلاس ہوتا ہے اور مختلف مقامات کے مسلمان اس میں شریک ہو کر اپنے یہاں کی تعلیمی حالت اور مشکلات بیان کرتے ہیں تو لوگوں کو اس پر گفتگو کرنے اور تجاویز پاس کرنے کا موقع ملتا ہے اس کے بعد یہ تجاویز بطور مطالبات حکومت کے پاس بھیجی جاتی ہیں،

یہ صحیح ہے کہ یہ مطالبات ہمیشہ پورے نہیں ہوتے اور بعض اوقات مشکلات کا سلسلہ سالہا سال تک قائم رہتا ہے، لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ ہمارے بہت سے مطالبات اسی ذریعہ سے کم و بیش تسلیم ہوئے ہیں اور بتدریج ہمیں کچھ نہ کچھ سہولتیں حاصل ہوئی ہیں، جن کی تفصیل کانفرنس کی سالانہ رپورٹوں سے معلوم ہو سکتی ہے،

علاوہ مندرجہ بالا فائدوں کے ان جلسوں کا اخلاقی اثر بھی قابل لحاظ ہے،

ہم انفرادی حالت میں عموماً اپنے دنیوی کاروبار میں مشغول اور ایک حد تک فکرمند اور بعض اوقات آشفتہ خاطر نظر آتے ہیں لیکن قومی جلسوں میں ہماری ذہنیت بہت کچھ بدل جاتی ہے، اور جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ہمارے بہت سے بھائی جن میں امیر بھی ہیں اور غریب بھی، نو عمر بھی ہیں اور پیر مرد بھی، ایک ہی مقصد کے لئے دور دراز سفر کر کے جمع ہوئے ہیں، اور ان میں سے ہر شخص بجائے ذاتی معاملات کے ملک و ملت کی "فلاح و صلاح" کے متعلق بحث و گفتگو میں مصروف ہے تو ہم اپنے کو ایک عجیب ماحول میں پاتے ہیں جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ ہمارے دلوں میں ایک نئی امنگ اور تازہ جوش پیدا ہو جاتا ہے، اس وقت ہماری اسلامی روح ایک حیات تازہ حاصل کرتی ہے اور ہمارے خوابیدہ جذبات بیدار ہو جاتے ہیں،

یہ صحیح ہے کہ جو اثر ہم جلسوں میں قبول کرتے ہیں وہ عموماً دیرپا نہیں ہوتا اور جب ہم جلسوں سے واپس آکر اپنے کاروبار میں مشغول ہو جاتے ہیں تو وہ اثر رفتہ رفتہ کم ہو جاتا یا فنا ہو جاتا ہے، لیکن یہ بھی ایک واقعہ ہے کہ حاضرین میں خدا کے کچھ مخلص بندے اور دردمند دل رکھنے والے ایسے بھی ہوتے ہیں جو اس اثر کو اپنے ساتھ لے جاتے ہیں، اور وہ تڑپ جو کسی صاحب دل کی تقریر سے اُن کے دلوں میں پیدا ہوتی ہے ہمیشہ باقی رہتی ہے، جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ وہ قومی خدمت کو اپنی زندگی کا ایک نصب العین بنا لیتے ہیں، اور جس حد تک اُن سے ممکن ہوتا ہے دوسروں کی خدمت کرتے ہیں،

آج ہماری قوم میں جابجا جو لوگ کچھ کام کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، ان میں یہ جذبہ عموماً قومی جلسوں ہی کے ماحول میں پیدا ہوا ہے، مثلاً کانفرنس کے جلسوں میں سرسید کی درد انگیز تقریروں اور نواب محسن الملک کی جادو بیانی نے ہزاروں دلوں میں ایک تڑپ پیدا کر دی تھی، یہی لوگ تھے جن کی بدولت ملک میں قومی خدمت کا چرچا ہوا اور سرسید کی تحریک زندہ رہی، مقصد عرض کرنے کا یہ ہے کہ کانفرنس کے پلیٹ فارم پر گزشتہ نصف صدی تک جو آوازیں گونجتی رہیں وہ صدا بصحرا نہیں بلکہ انھوں نے بہت سے دلوں میں جذبۂ خدمت پیدا کیا، اور ہماری قومی زندگی میں اُس سے بڑا انقلاب ہوا، لیکن یہ ذہنی انقلاب نہ تو مادی صورت میں دکھایا جا سکتا ہے نہ الفاظ کے ذریعہ سے اس کی تصویر کھینچی جا سکتی ہے، کانفرنس اگر اینٹ، پتھر کی کوئی عمارت تعمیر کرتی تو ظاہر بیں نگاہیں بھی اس کو دیکھ لیتیں اور مطمئن ہو جاتیں، لیکن ذہنیت کی اصلاح، خیالات کا انقلاب، جذبات کی فراوانی ایسی چیزیں نہیں ہیں جو کانفرنس کے تشخص کے ساتھ منظر عام پر آجائیں،

(۲) سالانہ اجلاس کے علاوہ کانفرنس کے عہدہ دار اور سفیر حسب ضرورت تعلیمی مقاصد کے لئے ہندوستان کے مختلف مقامات کا دورہ بھی کرتے رہتے ہیں، یہ سلسلہ سرسید کے زمانہ سے جاری ہے لیکن سرسید کو ایم، اے، او کالج کے انتظام، عمارات کی تعمیر اور تصنیف و تالیف کے مشاغل کی وجہ سے دورہ کرنے کا زیادہ موقع نہیں ملتا تھا لیکن اُن کے جانشین نواب محسن الملک مرحوم نے کانفرنس اور کالج کی ضرورت سے بڑے بڑے سفر کئے اور اُن کے زمانہ میں کانفرنس کو بڑی شہرت حاصل ہوئی، نواب محسن الملک کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا لیکن چونکہ کالج کے آنریری سکرٹری کو کثرت مشاغل کی وجہ سے کانفرنس کے کام کا زیادہ موقع نہیں ملتا تھا اس لئے آنریری جائنٹ سکرٹری کانفرنس کا سب کام انجام دیتا تھا،

نواب محسن الملک کے زمانہ میں صاحبزادہ **آفتاب احمد خاں** صاحب مرحوم کانفرنس کے جائنٹ سکرٹری تھے جو عملاً کانفرنس کا سارا کام کرتے تھے، مرحوم نے کانفرنس کے مقاصد کی تبلیغ و اشاعت اور سرمایہ حاصل کرنے کے لئے ہندوستان کے مختلف مقامات کے علاوہ اسلامی ریاستوں کے بھی سفر کئے چنانچہ اسی سفر کے سلسلہ میں ریاست بھوپال سے دفتر کانفرنس کی عمارات کی تعمیر کے لئے گراں قدر رقم حاصل کی اس کے علاوہ حیدرآباد پہنچ کر اپنے حسن تدبیر سے دولت آصفیہ سے مستقل شاہانہ امداد جاری کرائی، فراہمی سرمایہ کے علاوہ صاحبزادہ صاحب مرحوم تعلیم کی اشاعت و ترقی اور بہی تعلیمی مجالس میں شرکت کے لئے بھی سفر کرتے تھے، یہ سلسلہ اُس وقت تک جاری رہا جب کہ صاحبزادہ صاحب مرحوم انڈیا کونسل کے ممبر ہو کر ۱۹۱۷ء میں انگلستان تشریف لے گئے اور کانفرنس کی خدمت میرے متعلق کی گئی، اس خدمت کے بعد مجھے بھی تقریباً ہر سال تعلیمی اغراض کے سلسلہ میں ہندوستان کے مختلف مقامات پر تعلیمی جلسوں میں شرکت کرنے یا صدارت کے فرائض انجام دینے کے لئے جانا پڑتا ہے، اور میرے سابق جائنٹ سکرٹری مولوی سید طفیل احمد صاحب کو بعض اوقات یکے بعد دیگرے مسلسل تعلیمی جلسوں میں شریک ہو کر کئی حصہ لینا پڑتا تھا، کانفرنس کے عہدہ داروں کے علاوہ اُس کے سفرا بھی برابر ملک کا دورہ کرتے رہتے ہیں، چنانچہ صاحبزادہ صاحب مرحوم نے خصوصیت کے ساتھ ہندوستان کے مختلف مقامات پر اپنے سفیر بھیجے جو لوگوں کو کانفرنس کا ممبر بنانے، تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب دینے اور جابجا مکاتب قائم کرتے تھے، غرض تعلیم کے سلسلہ میں جو خدمت بھی ہوتی تھی یہ سفرا اس کو انجام دیتے تھے، بعض اوقات ان سفیروں نے بڑے بڑے کام انجام دیئے ہیں اور مختلف تعلیم گاہوں اور انجمنوں کی ترقی و استحکام کے لئے خاص کوشش کی ہے، جس کی تفصیل کانفرنس کی رودادوں میں موجود ہے،

سفارت کا یہ سلسلہ اب تک جاری ہے، اور کانفرنس اب بھی ہندوستان کے مختلف صوبوں اور ہندوستانی ریاستوں میں اپنے سفیر روانہ کرتی رہتی ہے، جو لوگوں کو کانفرنس کا ممبر بناتے ہیں اور حسب ضرورت دوسرے تعلیمی کام بھی انجام دیتے ہیں، افسوس ہے کہ سفارت کے لئے ہوشمند و لائق اطمینان آدمی مشکل سے ملتے ہیں اور جو ملتے ہیں وہ مشکلات سے گھبرا جاتے ہیں اور استقلال سے کام نہیں کرتے اس لئے آج کل کانفرنس کے پاس زیادہ سفیر نہیں ہیں تاہم متعدد سفیروں نے جن میں بعض مستقل ہیں گزشتہ سال متعدد مقامات پر دورہ کرکے لوگوں کو کانفرنس کا ممبر بنایا جس کی کسی قدر تفصیل ذیل میں عرض کی جاتی ہے، مسٹر عبدالکریم فاروقی بی اے ۱۱ جون ۱۹۳۶ء سے ۱۵ اکتوبر

تک اور اُس کے بعد ۲ جنوری سے ۱۵ مارچ تک باندہ، حیدرآباد دکن، لاہور، بھاول پور، اور کراچی وغیرہ کا دورہ کرکے مبلغ ۱۵ار۹ چندہ ممبری جمع کیا،

منشی مصطفےٰ احسن صاحب سفیر نے آگرہ، الہ آباد، بنارس، میرٹھ، امراوتی، ناگپور، بھوپال وغیرہ کا دورہ کرکے لوگوں کو کانفرنس کا ممبر بنایا اور ... جمع کئے، انھوں نے بعض اضلاع میں باقی داروں سے قرضہ کے وصول کرنے کی کوشش کی، اور جن قرضداروں پر ڈگریاں تھیں اُن کی ڈگریاں جاری کرائیں،

منشی محمد راغب صاحب نے ریاست جے پور اور ٹونک کا دورہ کرکے مبلغ ... جمع کئے اس کے بعد سے وہ اس کوشش میں مصروف ہیں کہ ریاست ٹونک سے جو چار سو روپیہ سالانہ کی رقم پہلے ملتی تھی اور اب بند ہے اُسے جاری کرائیں، چنانچہ اس مقصد کے لئے دفتر سے ایک درخواست بھیجی گئی ہے جو انھوں نے ہز ہائینس کے حضور میں پیش کردی ہے، نتیجہ کا انتظار ہے،

منشی رشید پاشا صاحب فاروقی ۲۰۔ اگست ۱۹۳۶ء سے روہیلکھنڈ اور اودھ کے اضلاع میں دورہ کر رہے ہیں، اور انھوں نے اب تک ... جمع کئے ہیں،

قاضی فضل الرحمٰن صاحب نے صوبہ سرحد میں آنریری طور پر کام کیا اور مبلغ ... جمع کئے، انعام الحق صاحب عثمانی نے ۶ فروری ۱۹۳۳ء سے ریاست مانگرول اور راناوادر وغیرہ میں کام کیا اور ... روپیہ وصول کئے،

مندرجہ بالا سفیروں کے علاوہ کچھ اور لوگوں نے بھی کام کیا جن کی رپورٹ اطمینان بخش نہیں ہے، جب سے ملک میں بہت سی تحریکیں جاری ہوگئی ہیں اور جدید تعلیم کی طرف سے بددلی پیدا ہوتی جاتی ہے سفیروں کو تعلیمی مقاصد کے لئے روپیہ حاصل کرنے میں حسب توقع کامیابی حاصل نہیں ہوتی،

(۳) عہدہ داروں اور سفیروں کے دورہ کے علاوہ کانفرنس تحریری طور پر بھی اپنے مقاصد کی اشاعت کرتی ہے، مثلاً سالانہ اجلاس میں جو تجاویز پاس ہوتی ہیں وہ ملکی پریس میں مشتہر کی جاتی ہیں، اور حسب ضرورت اُن تجاویز کی تائید میں مضامین شائع کئے جاتے ہیں، اسی طرح جب کوئی ایسی مفید تحریک بروئے کار آتی ہے جو کانفرنس کے دائرہ عمل کے اندر ہو تو کانفرنس اس تحریک کی تائید وحمایت میں جائز طریقہ سے پروپیگنڈا کرنے میں تامل نہیں کرتی، چنانچہ جب کانفرنس کے پلیٹ فارم پر بار بار مسلم یونیورسٹی کے قیام کی تحریک پیش ہوئی تو کانفرنس نے اس تحریک

کی حمایت و تائید میں متعدد رسالے ہزاروں کی تعداد میں چھاپ کر سارے ملک میں بھیجے، یہ رسالے سادہ اور عام فہم زبان میں لکھے گئے تھے اور اُن میں مسلم یونیورسٹی کی ضرورت دل نشین طریقہ سے ظاہر کی گئی تھی، اُن رسالوں کا خاص اثر ہوا، اور اُن کا یونیورسٹی تحریک کو آگے بڑھانے میں خاص حصہ ہے، اسی طرح دوسرے مواقع پر بھی کانفرنس نے ہنگامی معاملات پر مضامین و رسائل کے ذریعہ اپنے خیالات کا اظہار کیا مثلاً اوقاف، اور صوبہ متحدہ کی گورنمنٹ کے رزولیوشن متعلق ثانوی تعلیم پر مضامین و رسائل کے ذریعہ سے اپنا نقطۂ نظر واضح کیا، اسی طرح مسلمانوں کے اسباب افلاس کے متعلق ایک مفصل رسالہ نہایت محنت و کاوش سے مرتب کر کے شائع کیا، جو بے حد مقبول ہوا، اس کے علاوہ اور بہت سے مفید رسائل شائع کئے جن کی تفصیل طوالت سے خالی نہیں،

(۴) سررشتۂ تعلیم کے بعض قواعد مسلمانوں جیسی بے مایہ اور درماندہ قوم کے لئے ہمیشہ مشکلات کا باعث ہوا کرتے ہیں، تعجب تو یہ ہے کہ جن صوبوں میں مسلمانوں کی آبادی زیادہ ہے وہاں بھی وہ تعلیمی مشکلات میں مبتلا ہیں،

جب کانفرنس کو مختلف صوبوں میں اپنے سالانہ اجلاس کے موقع پر ان مشکلات پر اطلاع حاصل ہوتی ہے تو وہ حسب ضرورت میموریل بھیج کر یا ڈپوٹیشن کے ذریعہ سے یہ مشکلات حکومت کے علم میں لاتی ہے، بلکہ اس سلسلہ میں کانفرنس کا ایک طریقہ یہ بھی رہا ہے کہ وہ اعلیٰ حکام کو اپنے اجلاس میں شرکت کی دعوت دیتی ہے، چنانچہ صوبہ کے مرکزی شہروں میں گورنر، وزیر تعلیمات، ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم اور اسی پوزیشن کے دوسرے عہدہ دار اکثر شریک ہوئے ہیں اور ہوتے رہتے ہیں،

اس سے کانفرنس کا مقصد یہ ہے کہ اعلیٰ حکام اور سررشتۂ تعلیمات کے عہدہ دار مسلمانوں کے مطالبات اور تعلیمی مشکلات سے واقف ہوں اور اُن کے دور کرنے کی کوشش کریں، چنانچہ جو حکام کانفرنس کے اجلاسوں میں شریک ہوتے رہے انھوں نے عموماً مسلمانوں کے تعلیمی معاملات سے دلچسپی ظاہر کی ہے اور اظہار ہمدردی کیا ہے،

(۵) تعلیم کی اشاعت و ترقی کے سلسلہ میں کانفرنس کی ایک نہایت مفید خدمت یہ ہے کہ وہ کم استطاعت طلبہ کو تعلیم کی تکمیل کے لئے وظائف دیتی ہے،

موجودہ تعلیم کی گرانی اور مسلمانوں کی بے مائگی ضرب المثل ہے، ایک زمانہ تھا کہ مسلمان انگریزی تعلیم سے بھاگتے تھے، اس زمانہ میں اس کی ضرورت تھی کہ انھیں تعلیم کی طرف راغب کیا جائے، اب یہ صورت ہے کہ وہ تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں مگر وسائل میسر نہیں، یعنی تعلیم کے مصارف

برداشت کرنے کی استطاعت نہیں، جب یہ حالت ہے تو بغیر مالی امداد کے مسلمانوں کا پڑھنا ممکن نہیں،

یہ ظاہر ہے کہ ملک میں لاکھوں نوجوان ایسے ہیں جنھیں تعلیم کے لئے مالی امداد کی ضرورت ہے، لیکن ان سب کی امداد کرنا ایجوکیشنل کانفرنس یا کسی اسلامی انجمن سے ممکن نہیں، تاہم جس قدر گنجائش ہو طلبہ کی امداد ضروری ہے، ورنہ وہ تعلیم حاصل نہیں کر سکتے،

سرسید بھی اس حقیقت کو بخوبی سمجھتے تھے کہ بغیر مالی امداد کے مسلمان تعلیم حاصل نہیں کر سکتے خصوصاً اعلیٰ تعلیم کے مصارف برداشت کرنا ان کے لئے بالکل ممکن نہیں، اس لئے ابتداہی سے انھوں نے اس کی طرف خاص توجہ کی، اور جہاں تک ممکن تھا نہایت فیاضی سے وظائف دیئے، کانفرنس کے سالانہ اجلاسوں میں بھی ابتداء سے طلبہ کی مالی امداد کے لئے ترغیب دی جاتی تھی، اور اس کے متعلق برابر تجاویز منظور ہوتی رہتی تھیں، طلبہ کو مالی امداد دینے کی ضرورت جس طرح سرسید کے زمانہ میں تھی اسی طرح اب بھی ہے، اس لئے کانفرنس نے حسب گنجائش امداد طلبہ کا سلسلہ برابر جاری رکھا بلکہ جس قدر ممکن ہوا اس میں اضافہ کرتی رہی،

ابتداءً جو کانفرنس طلبہ کو جو وظائف سرسید کے زمانہ میں دیتی تھی، وہ خالص تعلیمی امداد کی حیثیت رکھتے تھے، طلبہ سے یہ شرط نہیں کی جاتی تھی کہ وہ برسر کار ہونے پر روپیہ واپس کردیں گے لیکن ...ء سے یہ وظائف بطور قرض دیئے جاتے ہیں، اور رجسٹری شدہ دستاویز کے ذریعہ سے طلبہ سے یہ لکھوا لیا جاتا ہے کہ وہ تعلیم سے فارغ ہونے پر جب برسر کار ہوں گے تو اپنی ماہانہ آمدنی میں سے بحساب دس فی صدی اس وقت تک دیتے رہیں گے جب تک کانفرنس کا قرض ادا ہو،

اس طریقہ سے یہ فائدہ ہے کہ جو روپیہ قرضہ تعلیمی کا واپس آتا ہے وہ اسی طرح دوسرے طلبہ کو بطور قرض دے دیا جاتا ہے اور یہ سلسلہ برابر جاری رہتا ہے، پہلے یہ وظائف عام طور پر ہر قسم کی تعلیم کے لئے دیئے جاتے تھے لیکن اب پیشہ اور ہنر کی تعلیم کے لئے مخصوص کر دیئے گئے ہیں،

جب سے طلبہ کو بطور قرض وظیفہ دیا جاتا ہے، اس کی تفصیل شعبہ وار ذیل میں عرض کیجاتی ہے

شعبۂ تعلیم عام

اس شعبہ میں (...) طالب علموں پر ... روپے صرف ہوئے ہیں جس کا اوسط

سالانہ بلحاظ تعداد طلبہ ۱۰۱ء۱۵ اور بلحاظ رقم ۲۰۱۲-۱۰-۸ روپیہ ہے، منجملہ (۲۷۳) طلبہ کے جن کو وظیفہ دیا گیا تھا (۸۱) طلبہ نے قرضۂ کانفرنس ادا کر دیا ہے،

ٹریننگ کالج

اس شعبہ میں (۲۴۷) طالب علموں کو ۲۳۴۳۷-۱-۰ روپیہ دیا گیا ہے، جس کا اوسط سالانہ بلحاظ تعداد طلبہ ۹ء۱ اور بلحاظ رقم ۸۴۸-۰-۰ ہے، ان میں سے (۱۱۷) طالب علموں نے قرضۂ کانفرنس بیباق کر دیا ہے،

ڈاکٹری

ڈاکٹری کی تعلیم کے لئے ۴۲ طلبہ کو ۱۳۸۰۳-۱۵-۰ روپیہ دیا گیا جس کا اوسط سالانہ بلحاظ تعداد طلبہ ۱ء۶ اور بلحاظ رقم ۵۱۱-۴-۰ روپیہ ہے، ان میں سے (۸) طالب علموں نے قرضۂ کانفرنس ادا کر دیا،

طب یونانی

اس شعبہ میں (۹) طالب علموں پر ۱۷۰۰۸-۰-۰ روپیہ صرف ہوا ہے منجملہ ۹ کے (۵) فارغ التحصیل ہو چکے ہیں، اور (۴) ہنوز زیر تعلیم ہیں،

ویٹرنری

اس شعبہ میں دو طالب علموں کو ۳۰۸-۰-۰ روپیہ دیا گیا تھا۔ ان میں سے ایک طالب علم نے زر قرضہ کانفرنس، ادا کر دیا اور ایک دوران ادائیگی میں فوت ہو گئے،

انجینیری

اس شعبہ میں ۱۲ طالب علموں پر ۷۲۹۴-۱۴-۰ روپیہ صرف ہوئے ہیں جس کا اوسط سالانہ بلحاظ تعداد طلبہ ۵ یعنی نصف اور بلحاظ رقم ۲۹۱-۱۲-۰ ہے۔ ان میں سے (۷) باقیداروں نے قرضۂ کانفرنس ادا کر دیا ہے،

قانون

شعبۂ قانون میں ۶ طالب علموں کو ۰-۴-۱۱۳۳۳ روپیہ دیا گیا ہے۔ ان میں سے ۳ طلبہ نے اپنا قرضہ بیباق کر دیا ہے،

ایگریکلچر

اس شعبہ میں (۶) امیدواروں کو ۰-۲-۱۱۵۲ روپیہ دیا گیا منجملہ ان کے دو طالب علموں نے زر قرضہ بے باق کر دیا۔ ایک نے دوران تعلیم کالج چھوڑ دیا اور ایک ہنوز زیر تعلیم ہیں،

فارسیٹ

اس شعبہ میں صرف ایک امیدوار کو مبلغ ایک سو روپیہ دئے گئے ہیں جو وصول ہو گئے،

شعبۂ تعلیم مکینکل

مکینکل تعلیم کے لئے ۴ امیدواروں کو ۰-۲-۱۳۱۰ روپیہ دئے گئے ان میں سے ایک صاحب نے زر قرضہ ادا کر دیا،

شعبۂ کامرس

اس شعبہ میں ۴ امیدواروں کو ۰-۰-۱۲۴ روپیہ دیا گیا۔ ان میں سے دو صاحبوں نے زر قرضہ کا نصف تک ادا کر دیا۔ اور دو صاحب دوران ادائیگی میں فوت ہو گئے

شعبۂ تعلیم جہاز رانی

فن جہاز رانی کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے ۳۷-۱۹۳۶ء میں دو طالب علموں کو ۰-۰-۴۵۰ روپیہ دیا گیا ان میں سے ایک امیدوار مدت وظیفہ ختم ہونے کے قبل اس فن کی تکمیل کی غرض ولایت چلے گئے اور ایک ہنوز زیر تعلیم ہیں،

تعلیم ممالک غیر

یورپ اور امریکہ میں تعلیم حاصل کرنے کے واسطے ۲ طالب علموں کو ۰-۱۳-۲۱۰۱ روپیہ دیا گیا تھا ان میں سے ایک صاحب نے قرضہ کانفرنس ادا کر دیا۔ اور ایک صاحب فوت ہو گئے۔

کل شعبہ جات مذکورہ بالا میں (۶۱۲) امیدواروں کی تعلیم میں ۶-۸-۱۰۸۵۴۹ روپیہ صرف ہوا ہے جس کا اوسط سالانہ بلحاظ طلبہ ۲۲٫۶۳ اور بلحاظ رقم ۸-۵-۴۰۲۰ روپیہ ہے۔ مذکورہ بالا تعداد میں سے ۲۲۴ بافیداروں نے قرضہ کانفرنس بیباق کر دیا ہے۔

گوشوارہ تعداد طلبہ جن کو بغرض حصول کانفرنس فنڈ سے وظیفہ دیا گیا

معہ رقم وظیفہ بلحاظ شعبہ تعلیم معہ اوسط سالانہ من ابتدائے ۱۰-۹-۱۹۰۹ لغایت ۳۷-۱۹۳۶ یعنی ۲۷ سال

نمبر شمار	نام شعبہ	تعداد طلبہ و رقم وظیفہ: تعداد	رقم			اوسط سالانہ: تعداد	رقم		
			پائی	آنہ	روپیہ		پائی	آنہ	روپیہ
۱	عام تعلیم	۲۷۴	۶	۱۳	۵۴۳۴۲	۱۰٫۱۵	۸	۱۰	۲۰۱۲
۲	ٹریننگ	۲۴۷	۰	۱	۲۳۴۳۷	۹	۰	۰	۸۶۸
۳	میڈیکل (ڈاکٹری)	۴۲	۰	۱۵	۱۳۸۰۳	۱٫۶	۰	۴	۵۱۱
۴	طب یونانی	۹	۰	۰	۱۷۰۸	۰	۰	۰	۰
۵	وٹرنیری	۲	۰	۸	۳۰۳	۰	۰	۰	۰
۶	انجنیری	۱۳	۰	۱۴	۷۲۹۴	٫۵	۰	۱۲	۲۹۱
۷	قانون	۶	۰	۴	۱۱۳۳	۰	۰	۰	۰
۸	ایگریکلچر (زراعت)	۶	۰	۲	۱۱۵۲	۰	۰	۰	۰
۹	فارسیٹ (جنگلات)	۱	۰	۰	۱۰۰	۰	۰	۰	۰
۱۰	مکینکل	۴	۰	۲	۱۳۱۰	۰	۰	۰	۰
۱۱	کامرس	۴	۰	۰	۱۳۱۲	۰	۰	۰	۰
۱۲	جہازرانی	۲	۰	۰	۴۵۰	۰	۰	۰	۰
۱۳	تعلیم ممالک غیر	۲	۰	۱۳	۲۱۰۱	۰	۰	۰	-
	میزان کل	۶۱۲	۶	۸	۱۰۸۵۴۹	۲۲٫۶۳	۸	۵	۴۰۲۰

مندرجہ بالا تفصیلات سے آپ کو واضح ہوا ہوگا کہ کانفرنس نے گزشتہ ۲۷ سال میں ۶۱۲ طلبہ کو جو تعلیم کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھتے ہیں تکمیل تعلیم کے لئے وظیفہ دیا ہے جس کی مجموعی مقدار ایک لاکھ ۸ ہزار پانسو انچاس روپیہ آٹھ آنہ ہے یعنی ۴ ہزار روپیہ سالانہ سے کچھ زیادہ اوسط ہے،

سنہ حال مالی یعنی اپریل ۱۹۳۶ء سے مارچ ۱۹۳۷ء تک،

کانفرنس نے مختلف شعبوں کی تعلیم ۲ ہزار ۸ سو چھپن روپیہ دئے، اور ۴۱۴ روپیہ سیٹھ صالح بھائی اسکالرشپ، محمدیہ اسکالرشپ، ارشاد الدین اسکالرشپ، راجہ سورج پال سنگھ اسکالرشپ کے نام سے دئے۔ دو ہزار ۱۲ روپیہ ۱۱ر۶ خاکسار آنریری سکریٹری نے کانفرنس کی وساطت سے طلبہ کو دئے، کیونکہ کانفرنس فنڈ میں مزید گنجائش نہیں تھی، مستقل وظائف کے علاوہ کانفرنس نے ۱۳۱ روپیہ مختلف طلبہ کی امداد میں اور صرف کئے،

غرض ۱۹۳۶-۳۷ء میں مع وظائف آنریری سکریٹری پانچ ہزار چار سو ۱۲ روپیہ ۱۱ر۶ طلبہ کے تعلیمی وظائف میں دئے گئے،

(۶) تعلیم کی ترقی واشاعت کے سلسلہ میں وظائف کے علاوہ کانفرنس کا دوسرا کام مکاتب و مدارس کی مستقل امداد اور حسب ضرورت جدید مکاتب قائم کرنا ہے، امداد کا یہ سلسلہ بھی مدت سے جاری ہے، اس مد میں ہر سال جو امداد دی جاتی ہے اُس کی تفصیل اور مکاتب و مدارس کے نام رپورٹوں میں موجود ہیں، ۱۹۳۶-۳۷ء میں بھی جیسا کہ منسلکہ گوشوارہ سے معلوم ہوگا ۴۲ مکاتب و مدارس کو دو ہزار ۸ سو ۶۸ روپیہ ۷ر بطور امداد دئے گئے،

گوشوارہ مدارس و انجمن ہائے اسلامی جن کو کانفرنس فنڈ سے امداد دی گئی بابت ۳۶-۱۹۳۷ء اپریل لغایت مارچ

نمبر شمار	نام	[illegible]	رقم		
۱	مدرسہ اسلامیہ ادسارہ ضلع میرٹھ	[illegible]	۳۰۳	۰	۰
۲	" " بجے پور	[illegible]	۱۸۳	۰	۰
۳	" " سہاور ضلع ایٹہ	[illegible]	۱۲۱	۸	۰
۴	" " کرتھل ضلع میرٹھ	[illegible]	۷۳	۸	۰

نمبر شمار	نام	شرح ماہوار	رقم (روپیہ)	(آنہ)	(پائی)
۵	مدرسہ اسلامیہ رہتور ضلع میرٹھ	[illegible]	۴۳	۸	۰
۶	" ہردوا گنج ضلع علی گڑھ	[illegible]	۱۲۱	۶	۰
۷	" سکندرہ راؤ "	[illegible]	۱۲۱	۸	۰
۸	" دھاکہ دیوی ضلع سہارنپور	[illegible]	۹۱	۱۰	۰
۹	" فولاد نگر ضلع میرٹھ	[illegible]	۸۶	۷	۰
۱۰	" کٹرہ محمد سعید خاں علی گڑھ	[illegible]	۱۲۰	۰	۰
۱۱	دار العلوم ماجدیہ چوموں ریاست جے پور	[illegible]	۱۲۱	۶	۰
۱۲	اسلامیہ گرلس اسکول بریلی	[illegible]	۹۱	۲	۰
۱۳	انوار الاسلام جے پور	[illegible]	۶۱	۸	۰
۱۴	انجمن اسلام سوائی مادھوپور ریاست جے پور	[illegible]	۱۲۱	۸	۰
۱۵	انجمن ہدایت الاسلام گنگاپور سٹی ریاست جے پور	[illegible]	۸۵	۸	۰
۱۶	انجمن اصلاح المضافات علی گڑھ	[illegible]	۴۰	۰	۰
۱۷	اوکڈن اسلامیہ اسکول نئی بستی علی گڑھ	[illegible]	۹۰	۰	۰
۱۸	مدرسہ مسلم طالبات منگلور	[illegible]	۵۷	۰	۰
۱۹	نذیریہ گرلس اسکول پھاٹک حبش خاں دہلی	[illegible]	۴۱	۰	۰
۲۰	شمیم فاطمہ نسواں اسکول مارہرہ ضلع ایٹہ	[illegible]	۵۷	۰	۰
۲۱	آل احمد گرلس اسکول امروہہ ضلع مرادآباد	[illegible]	۵۷	۰	۰
۲۲	حالی مسلم ہائی اسکول پانی پت	یکمشت	۲۵۰	۰	۰
۲۳	اٹاوہ ہائی اسکول		۲۵۰	۰	۰
۲۴	مسلم گرلز کالج علی گڑھ		۲۵۰	۰	۰
	میزان کل		۲۸۶۸	۷	۰

۷۔ علاوہ تعلیمی خدمات کے کانفرنس نے اپنی مفید مطبوعات کے ذریعہ سے بھی ملک و ملت کی خدمت کی ہے، کانفرنس کے ابتدائی دور میں مختلف مضامین و مقالات جو اجلاس میں پیش کئے جاتے کانفرنس کی "سالانہ رپورٹ" کے ساتھ یا اُس سے علیحدہ شائع کر دئے جاتے تھے، مستقل رسائل اور کتابوں کی اشاعت کا انتظام نہ تھا، لیکن کانفرنس نے اپنی پنجاہ سالہ زندگی کے نصف آخر میں اس طرف بھی توجہ کی، چنانچہ ابتدا میں تعلیم و تربیت اور اصلاح تمدن و معاشرت کے متعلق بعض مفید رسائل شائع کئے اس کے بعد بتدریج یہ سلسلہ ترقی کرتا رہا اور کانفرنس نے متعدد علمی و تاریخی کتابیں اور سوانح عمریاں شائع کیں جو ارباب علم کے حلقہ میں پسندیدگی کی نظر سے دیکھی گئیں،

کانفرنس کا یہ سلسلہ تالیف و تصنیف اس لئے بھی مفید ہے کہ اس کے ذریعہ سے علی گڑھ تحریک خصوصاً کانفرنس کے متعلق بہت سے حالات مرتب ہو کر شائع ہو گئے، اور اس تحریک کے علم برداروں کی ولولہ انگیز زندگیاں منظر عام پر آگئیں مثلاً کانفرنس نے چالیس برس کے خطبات جو اس کے سالانہ اجلاسوں میں پڑھے گئے، تین ضخیم جلدوں میں جمع کرکے شائع کرتے ہیں ان خطبات کے ساتھ ہر صدر کے حالات اور فوٹو بھی ہیں، اس کے علاوہ ایک کتاب مرقع کانفرنس کے نام سے شائع کی ہے، جس میں ۱۸۸۶ء سے اب تک کے کانفرنس کے جملہ منظور شدہ رزولیوشن اور مختصر حالات شائع کر دئے ہیں،

علی گڑھ کے مشاہیر کے سلسلہ میں سرسید کے پہلے اور دوسرے جانشین نواب محسن الملک اور نواب وقار الملک کی مفصل سوانح عمری بھی کانفرنس نے شائع کی ہے جس میں ایم اے او کالج کے بہت سے اہم معاملات اور حالات بھی آگئے ہیں، یہ چند نام مثالاً عرض کئے گئے، ان کے علاوہ اور بہت سی مفید کتابیں اور رسائل کانفرنس نے شائع کئے ہیں، جن کی تفصیل فہرست اور گزشتہ رپورٹوں سے معلوم ہو سکتی ہے،

(۸) کانفرنس کے بانی سرسید مرحوم اردو کے مرکز دہلی کے رہنے والے تھے اور اردو کے تحفظ و ترقی کے لئے ان کے دل میں جو جذبہ تھا وہ ان کے سوانح حیات کا مطالعہ کرنے والے سے مخفی نہیں یہ سرسید ہی کا اثر تھا کہ کانفرنس کو ابتدا ہی سے اردو کی ترقی و اشاعت پر توجہ رہی اور وہ قولاً و عملاً ہمیشہ اردو کی خدمت کرتی رہی،

آج جس انجمن کا نام "انجمن ترقی اردو" ہے وہ ۱۹۰۳ء میں کانفرنس ہی کے پلیٹ فارم

پر وجود میں آئی اور ایک مدت تک بطور کانفرنس کے ایک ترقی پذیر شعبہ کے کام کرتی رہی، یہ شعبہ رفتہ رفتہ بار آور ہوا اور آج ایک مستقل انجمن کی حیثیت سے اپنے مستعد و قابل سکرٹری مولوی **عبدالحق** صاحب بی اے کے زیر نگرانی علم و ادب کی ترقی میں مصروف ہے،

کانفرنس نے اردو کے تحفظ و ترقی کے متعلق ہمیشہ جد و جہد کی ہے اور اس کے متعلق بہت سی مفید تجاویز منظور کی ہیں، اور مختلف اوقات میں اس سلسلہ میں حکومت سے مطالبات کرتی رہتی ہے، ہندوستان کے بعض صوبوں میں اردو کو نصاب تعلیم سے خارج کرنے یا دوسرے طریقوں سے مٹانے کی جو تدبیریں کی گئیں کانفرنس نے ہمیشہ اُس کا مقابلہ کیا ہے ان خدمات کی تفصیل گذشتہ روئدادوں میں موجود ہے،

کانفرنس اب بھی حسب ضرورت اردو کی خدمت میں مصروف ہے چنانچہ گزشتہ سال سے پہلے اُس کی زیر نگرانی پراونشل کانفرنس نے اس صوبہ میں جائزۂ اردو کا کام انجام دیا ہے اور گزشتہ اکتوبر میں علی گڑھ میں جو اردو کانفرنس منعقد ہوئی اس کے اہتمام میں کانفرنس کا عملہ پوری دلچسپی سے مصروف رہا، اس کے علاوہ کانفرنس کا آرگن کانفرنس گزٹ ہمیشہ اردو کی تائید و حمایت میں مدلل مضامین لکھتا رہتا ہے جو ارباب ادب کے حلقہ میں ہمیشہ پسند کیے گئے ہیں، نیز خود کانفرنس گزٹ کا جاری کرنا بھی اردو کی ایک خدمت ہے،

اردو کے مشہور صحائف اور مستند و ارباب قلم نے اس خدمت کا اعتراف کیا ہے، یہ رائیں خود کانفرنس گزٹ میں شائع ہو چکی ہیں،

(۹) اصلاح تمدن و معاشرت کے سلسلہ میں بھی کانفرنس کی خدمات لائق ستائش ہیں کانفرنس نے اپنے ابتدائی زمانہ کے اجلاسوں میں اور اس کے بعد ہمیشہ رسوم قبیحہ کے انسداد کے لئے نہ صرف تجاویز پاس کی ہیں بلکہ عملی خدمت بھی انجام دی ہے، بعد ازاں اس کام کی اہمیت کے لحاظ سے ۱۹۰۸ء میں "شعبۂ اصلاح تمدن" قائم کیا،

امید ہے کہ یہ امر ناظرین کی دلچسپی کا باعث ہوگا کہ کانفرنس نے "شعبۂ اصلاح تمدن" ہمارے معزز صدر کے وطن مدراس میں قائم کیا، یعنی جب ۱۹۰۱ء میں کانفرنس کا اجلاس مدراس میں منعقد ہوا، تو وہاں خواجہ غلام الثقلین صاحب بی اے علیگ مرحوم نے حسب ذیل تجویز اجلاس میں پیش کی،

"اس کانفرنس کی رائے میں وہ وقت آگیا ہے جبکہ تعلیم یافتہ اور روشن ضمیر مسلمان تعلیم

ساتھ متحدہ کوشش ان تباہ کن رسوم اور تمدنی عادات کی اصلاح کے واسطے کریں جو مسلمانوں کو تباہ کرتی ہیں اور شریعت کے خلاف ہیں، یہ کانفرنس تمدنی اصلاح کو اپنے مقاصد میں شامل کرنا منظور کرتی ہے۔"

گویا مدراس کے پہلے اجلاس میں کانفرنس کے مقاصد میں ایک اور اضافہ ہوا غرض خواجہ صاحب مرحوم اس شعبہ کے سکرٹری مقرر ہوئے، اور اس خدمت کے انجام دینے کے لئے آپ نے ایک رسالہ "عصر جدید" کے نام سے جاری کیا جو اپنے مفید و سودمند مضامین کے لحاظ سے ہر حلقہ میں مقبول ہوا اور لوگ اصلاح رسوم پر متوجہ ہوئے، چند سال کی مسلسل مفید خدمت کے بعد بعض وجوہ سے یہ رسالہ بند ہو گیا، اس کے کچھ مدت بعد مولوی سید طفیل احمد صاحب سابق آنریری جائنٹ سکرٹری کانفرنس نے دوبارہ یہ کام شروع کیا، اب کانفرنس کے جدید قواعد میں ازسرنو شعبہ قائم ہو گیا ہے، امید ہے کہ انشاءاللہ ازسرنو یہ کام شروع کیا جائے گا۔

(۱۰) کانفرنس کی ایک مفید خدمت یہ ہے کہ اس کی سعی و کوشش سے مختلف مقامات پر لوکل کمیٹیاں اور تعلیمی انجمنیں قائم ہوئیں، مختلف مقامات کی تعلیم گاہوں کے لئے فراہمی سرمایہ کی کوشش کی گئی، بعض اسکولوں کی ترقی اور عمارت کی تعمیر کے لئے روپیہ فراہم کیا گیا نیز اکثر اوقات مدرسوں اور انجمنوں کی درخواست پر کانفرنس نے ان کے کام کے لئے اپنے متعدد سفیر بھیجے جن کے مصارف خود برداشت کئے، غرض کانفرنس تعلیم گاہوں اور انجمنوں کی ہمیشہ اخلاقی و مالی امداد اور حوصلہ افزائی کرتی رہی۔

یہ سب مندرجہ بالا کام کانفرنس نے ایسی حالت میں کئے جبکہ اُس کے وسائل محدود تھے اور مشکلات کا سامنا تھا۔

جدید تعمیرات

سنہ حال میں احاطہ کانفرنس میں بعض جدید تعمیرات کا اضافہ ہوا جن کی تکمیل اسی ہفتہ میں ہوئی ہے، ان عمارات کے متعلق ضروری حالات کانفرنس گزٹ میں شائع ہونے رہے ہیں، لیکن اس موقع پر بھی کسی قدر عرض کیا جاتا ہے۔

ان عمارتوں میں سب سے بڑی عمارت کا نام اسمٰعیل محمدیہ بلڈنگ ہے جو جناب ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خاں صاحب ریٹائرڈ سول سرجن آگرہ کے زرعطیہ سے تعمیر ہوئی ہے ڈاکٹر صاحب

ممدوح ایک تعلیم یافتہ و فیاض مسلمان ہیں جو روپیہ کے صحیح مصرف اور تعلیم کی اہمیت سے بخوبی واقف ہیں، اور تعلیمی وظائف کے ذریعہ سے طلباء کی مدد کرتے رہتے ہیں، چنانچہ متعدد طلباء آپ کی فیاضی سے مستفید ہو رہے ہیں،

گزشتہ سال ڈاکٹر صاحب نے یہ ارادہ کیا کہ وہ طلباء کے وظائف کے لئے مستقل انتظام فرمائیں چنانچہ اس کے متعلق آپ نے کانفرنس سے مراسلت شروع کی جو آخرکار اس نتیجہ پر پہنچی کہ آپ نے ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء کو چند شرائط پر مبلغ ۲۰ ہزار روپیہ کانفرنس کو اس مقصد کے لئے عطا کیا کہ وہ اس روپیہ سے ایک عمارت "اسمٰعیل محمدیہ بلڈنگ" کے نام سے تعمیر کرے جو بعد تکمیل کرایہ پر دی جائے، اور ایک مدت معینہ تک کرایہ کی آمدنی کا ۸۵ فی صدی معطی کے متعلقین کو دیا جائے اور ۱۵ فی صدی وظائف طلباء اور مرمت و کمی قیمت میں صرف کیا جائے، اور اس مدت معینہ کے بعد سب کرایہ طلبہ کے وظائف میں صرف کیا جائے،

آنریری سکرٹری کانفرنس نے ممبران سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی سے منظوری حاصل کرنے کے بعد اس بلڈنگ کی تعمیر شروع کر دی جو اسی ہفتہ میں مکمل ہوئی ہے، اور کل ۲۶ مارچ ۱۹۳۷ء کو اجلاس جوبلی کے معزز صدر جناب نواب سی عبد الحکیم صاحب رئیس اعظم مدراس نے اس کا افتتاح فرمایا ہے، یہ عمارت دس نفیس و مضبوط مکانات اور ۱۲ دوکانوں پر مشتمل ہے، جن کا مجموعی کرایہ ۱۷۵ روپیہ ماہوار انشاء اللہ یکم اپریل سے وصول ہونے لگے گا، اس عمارت کی تعمیر میں علاوہ ظاہری خوبصورتی کے استحکام کا بھی پورا خیال رکھا گیا ہے، اور ان کی تعمیر ایک خوش منظر موقع پر ہوئی ہے،

مذکورہ بالا بلڈنگ کے روپیہ کے علاوہ ڈاکٹر صاحب نے ۱۸۰۰ کی ایک اور رقم بلا شرط عطا کی تھی، اس رقم میں سے ۱۶۰۰ روپیہ کی ایک عمارت تیار کی گئی (دو سو روپیہ وظائف طلبہ میں صرف ہو چکے تھے (اسمٰعیل محمدیہ اسکالرشپ کے نام سے بحساب دس روپیہ ماہوار) یہ جدید عمارت ایک مختصر بلاک ہے جو تین دوکانوں اور ایک مختصر مکان پر مشتمل ہے، جس کا کرایہ ۱۸ روپیہ ماہوار ہے، اس کی آمدنی بھی حسب قاعدہ وظائف میں صرف کی جاتی ہے،

میرٹھ کے حافظ عبد الکریم صاحب نے منشی ارشاد الدین صاحب مرحوم کی یادگار میں جو کانفرنس کے ایک نہایت پرانے اور بہی خواہ ممبر تھے، "ارشاد الدین اسکالرشپ" قائم کرنے کرنے کے لئے مبلغ ۶۴۲ روپیہ دیا تھا، جس میں سے ۵۰۰ روپیہ کے صرف سے ایک مکان تعمیر

کیا گیا ہے، جس کا کرایہ چار روپیہ ماہوار ہے، انشاء اللہ آئندہ سال یہ رقم وظیفہ میں دی جائیگی،
مذکورہ بالا عمارتیں مکمل ہو چکی ہیں، ان کے علاوہ ایک رقم ۵۰۰ کی میاں فضل حسین صاحب
ایم اے، بی، ایس، سی نے معرفت ایم شریف پروفیسر کیمسٹری میرٹھ کالج عطا کی ہے، اس روپیہ
سے حسب ہدایت معطی میاں محمد حسین صاحب بی اے کی یادگار میں احاطۂ کانفرنس میں ایک دکان
بنوائی جائے گی، اور اس کے کرایہ سے ایک وظیفہ دیا جائے گا،

گزشتہ سال کے رزولیوشن

سب سے پہلے منجانب صدارت ملک معظم جارج پنجم آنجہانی کی رحلت پر تعزیت اور
شہنشاہ ایڈورڈ ہشتم سے اظہار وفاداری کا رزولیوشن پیش ہوا،

۳۰۔ اپریل ۱۹۳۶ء کو رزولیوشن کی نقل ہز ایکسیلنسی وائسرائے کی خدمت میں بھیجی گئی۔ ۲۱۔
مئی ۱۹۳۶ء کو اسسٹنٹ پرائیویٹ سکرٹری وائسرائے کا اظہار خوشنودی و شکر گزاری کا جواب
موصول ہوا۔

کانفرنس میں اصحاب ذیل کی وفات پر بھی تعزیت کے رزولیوشن منظور ہوئے۔

(۱) خان بہادر حاجی حافظ ہدایت حسین صاحب ایم، ایل، سی،

(۲) مولوی حاجی سر رحیم بخش صاحب،

(۳) مولوی انوار احمد صاحب سفیر کانفرنس،

(۴) نواب ابوبکر خاں صاحب رئیس دادوں،

(۵) سر تھیوڈور ماریسن صاحب سابق پرنسپل مدرسۃ العلوم علی گڑھ

ان رزولیوشنوں کی نقول پس ماندگان کی خدمت میں بھیجی گئیں،

حسب ذیل چار رزولیوشن "ثانوی تعلیم" سے متعلق تھے،

(۱) اس کانفرنس کی رائے میں ہندوستان کی ثانوی تعلیم کا معیار دوسرے ممالک کی ثانوی
تعلیم کے مقابلہ میں پست ہے اس لئے تعلیمی اصلاح کی ہر ایک تجویز کے لئے ضروری ہے کہ اس

نقص کا علاج کیا جائے اور تعلیم کے نتائج طلبہ کی ذہنی اور دماغی حالت بہتر بنانے کے ضامن ہوں۔

---

(۲) اس کانفرنس کی رائے میں ہندوستان میں تعلیمی اصلاح کی کوئی اسکیم کامیاب نہیں ہوسکتی جب تک کہ تعلیم کے ہر درجہ میں عمر کے مسئلہ کا بھی لحاظ نہ رکھا جائے۔ ایک طرف ادنیٰ اور اعلیٰ حرفتی نصاب اور دوسری طرف معمولی پیشوں کے نصاب ان دونوں کے مابین افتراق تخمیناً ۱۳ سال کی عمر میں ہونا چاہئے اور ثانوی تعلیم تقریباً ۱۱ اور ۱۷ سال کی عمر کے درمیان چلنا چاہئے اور ایک اوسط درجہ کے طالب علم کیلئے یونیورسٹی کی ڈگری کی عمر تخمیناً بیس سال ہونی چاہئے۔

---

(۳) اس کانفرنس کی رائے میں صیغہ تعلیم کے مختلف درجوں کے معاوضے، ترقی تنخواہ اور ترقی علم کے لئے مواقع مہیا کرنے کی طرف کافی توجہ نہیں کی گئی ہے اور تعلیم میں کسی قسم کی اصلاح اس وقت تک نہ ہوسکے گی جب تک کہ اس کمی کے پورا کرنے کے اسباب مہیا نہ ہونگے

---

(۴) یہ کانفرنس گورنمنٹ آف انڈیا کے جدید قائم کردہ سنٹرل ایڈوائزری ایجوکیشن بورڈ کے قیام کو بنظر استحسان دیکھتی ہے اور گورنمنٹ آف انڈیا کو توجہ دلاتی ہے کہ آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کی پنجاہ سالہ مسلسل کوششوں اور اس کی مرکزی حیثیت کو مدنظر رکھکر بورڈ مذکور کے کانسٹی ٹیوشن میں ایسی ترمیم کرے کہ اس کانفرنس کا ایک نمایندہ اس بورڈ میں مستقلاً لیا جایا کرے،

بورڈ مذکور نے اپنے پہلے اجلاس منعقدہ دسمبر ۱۹۳۵ء میں ہندوستان کے آئندہ نظام تعلیم کے متعلق جس پالیسی کا اظہار کیا ہے اس کی عام طور پر تائید کرتے ہوئے تجویز کرتی ہے کہ امور ذیل بھی بصراحت اس پالیسی کا جزو لازم قرار دے جائیں،

۱۔ عام اور لازمی تعلیم کو ضروری مقصد قرار دینا اور لازمی تعلیم کی عمر کا حسب تجویز سپرو کمیٹی تیرہ سال کا تعین کرنا اور ملک میں لازمی تعلیم کو عام کرنے کے لئے تعین مدت کے ساتھ پروگرام مرتب کرنا جیسا کہ دوسرے ممالک میں ہوا ہے۔

۲۔ بورڈ نے اپنے رزولیوشن میں تجویز کیا ہے کہ ثانوی تعلیم ایک اسٹیج قائم کیا جائے جس کے بعد طلبا مختلف پیشوں اور صنعت وحرفت میں شریک ہوسکیں یا یونیورسٹی کی تعلیم شروع کرکے اس سے

پورے طور پر مستفید ہو سکیں، اس لئے ضروری ہے کہ ملک میں ثانوی تعلیم کا معیار بڑھانے کی خاص کوشش کی جائے تاکہ اس کا معیار دوسرے متمدن ممالک کے برابر ہو جائے۔

۳۔ مروجہ امتحانات کی اصلاح کے ضمن میں کانفرنس اس ضرورت کو محسوس کرتی ہے کہ ثانوی اور یونیورسٹی کی تعلیم میں داخلہ کے لئے ایک بہتر معیار انتخاب کو رائج کیا جائے تاکہ ان مدارج میں وہی طلبہ داخل ہو سکیں جو ذہنی اعتبار سے اس سے پوری طرح مستفید ہو سکیں۔

۴۔ عام سرکاری مدارس میں مسلمانوں کی مذہبی تعلیم کا انتظام کیا جائے۔

۵۔ ہندوستان کی تہذیب و تمدن میں مسلمانوں کا جو حصہ ہے اس کو نصاب کی ترتیب و تدوین میں اہمیت دی جائے۔"

مندرجہ بالا تجاویز کی ملک کے انگریزی اردو اخبارات میں اشاعت کی گئی، اور اُن کی نقول ۲۵۔ مارچ ۱۹۳۶ء کو سکریٹری بورڈ آف ایجوکیشن گورنمنٹ آف انڈیا وزرائے تعلیم و ڈائرکٹر صاحبان سررشتہ تعلیم صوبہ متحدہ، پنجاب، بنگال، مدراس، بمبئی، بہار و اڑیسہ، صوبہ متوسط و برار، برما، اور صوبہ سرحد کی خدمت میں روانہ کی گئیں،

ڈائرکٹر صاحب سررشتہ تعلیم صوبہ متوسط نے ۷۔ اپریل کو ڈائرکٹر صاحب سررشتہ تعلیم برما نے ۱۴۔ اپریل کو سکریٹری صاحب و ڈائرکٹر صاحب گورنمنٹ آف مدراس ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے ۱۰۔ اپریل۔ سکریٹری صاحب گورنمنٹ آف برما ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے ۱۴۔ اپریل کو ڈائرکٹر صاحب سررشتہ تعلیم بنگال نے ۲۵۔ اپریل کو۔ سکریٹری صاحب گورنمنٹ صوبہ سرحد ایجوکیشن ڈپارٹمنٹ نے ۲۶۔ اپریل کو اور ڈائرکٹر صاحب سررشتہ تعلیم صوبہ متحدہ نے ۴۔ مئی ۱۹۳۶ء کو رسید و شکریہ کے خطوط ارسال فرمائے اور کانفرنس کو اطمینان و یقین دلایا کہ اُس کے رزولیشنوں پر ہمدردانہ غور کیا جائے گا،

"ثانوی تعلیم کی اصلاح و ترقی" کے کام پر خود کانفرنس بھی گذشتہ سال سے خاص کوشش کر رہی ہے۔ سالانہ اجلاس کے موقع پر "شعبۂ ثانوی تعلیم" کا ایک علحدہ مستقل اجلاس ہوتا ہے اس کے علاوہ پراونشل مسلم ایجوکیشنل کانفرنس صوبہ متحدہ نے اپنے سالانہ اجلاس منعقدہ نومبر ۱۹۳۵ء

میں جو مسلم سکنڈری ایجوکیشن بورڈ قائم کیا ہے اس کے کام میں پوری پوری معاونت کیجارہی ہے
گزشتہ اجلاس کانفرنس منعقدہ رامپور میں مسلم منیجر اور ہیڈ ماسٹر صاحبان کو جو بورڈ
مذکور کے جلسہ عام میں شریک ہوئے ان کے مصارف سفر بھی کانفرنس نے ادا کئے دفتر
کانفرنس نے بھی مسلسل ہر قسم کی امداد دی جس کا بورڈ کے کنوینر خواجہ غلام السیدین صاحب
نے یو پی پراونشل مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس جونپور میں منعقدہ ۱۴ فروری ۳۷ء کے
موقع پر اپنی رپورٹ میں اعتراف کیا۔

حال میں یو پی گورنمنٹ نے جو سکنڈری ایجوکیشن بورڈ قائم کیا تھا اس میں مسلمانوں کی نمائندگی
کم تھی اور کانفرنس کا کوئی نمائندہ نہیں لیا گیا تھا اس کے بارے میں بھی ۱۲ فروری ۳۳ء
کو آنریبل وزیر تعلیم اور ڈائرکٹر صاحب سررشتہ تعلیم کو توجہ دلائی گئی۔ جناب ڈائرکٹر صاحب
نے ۲۱ فروری ۳۳ء کو جواب دیا کہ کانفرنس کی درخواست کے سلسلہ میں آنریبل منسٹر صاحب
کی ہدایات کا انتظار کر رہا ہوں لیکن اس معاملہ میں مجھے کامیابی کی بہت کم امید ہے کیونکہ
بورڈ کے جلسے شروع ہونے والے ہیں اور سب کمیٹیاں بن چکی ہیں۔

"اس کانفرنس کی رائے میں اشد ضروری ہے کہ مسلم یونیورسٹی میں شعبۂ ٹکنالوجی
زراعت اور تجارت جن کی ضرورت کا اظہار ہز ہائی نس سر آغا خاں صاحب صدر کانفرنس نے
اپنی تقریر صدارت میں فرمایا ہے جلد سے جلد قائم کرنے کا انتظام کیا جائے اور اس مقصد
کی تکمیل کے لئے سرمایہ جمع کرنے کی تدابیر اختیار کی جائیں"

اس رزولیوشن کو اخباروں میں شائع کیا گیا اور اس کی ایک نقل ۱۸ مئی ۳۶ء کو جناب
وائس چانسلر صاحب مسلم یونیورسٹی کی خدمت میں اس درخواست کے ساتھ بھیجی گئی کہ کانفرنس
شعبۂ ٹکنالوجی وغیرہ کے قیام میں ہر ممکن امداد دینے اور انتھا عمل کے لئے تیار ہے۔

"یہ کانفرنس اردو کو ہندوستان کی مشترکہ عام زبان تسلیم کرتی ہے اور موجودہ رسم خط
کو اس کے واسطے ضروری خیال کرتی ہے'

نظر بر اں یہ ضروری ہے کہ اس مقصد کے تحفظ و اشاعت کیلئے مناسب تدابیر عمل میں لائی جائیں'
مندرجہ بالا رزولیوشن اخباروں میں شائع کر دیا گیا نیز ۲۹ مئی ۳۳ء کو اس کی ایک
ایک نقل مع خطوط (۱) سکرٹری بورڈ آف ایجوکیشن گورنمنٹ آف انڈیا شملہ اور (۲)
منسٹر آف ایجوکیشن صوبہ سرحد کی خدمت میں بھیجی گئی'

۵۔ جون ۱۹۳۶ء کو سکرٹری سنٹرل ایڈوائزری بورڈ آف ایجوکیشن شملہ کا رسید و شکریہ کا خط موصول ہوا کانفرنس نے اپنے آرگن کانفرنس گزٹ میں زبان اردو اور رسم خط کے تحفظ کے لئے مسلسل مضامین شائع کئے۔ شعبہ تصنیف و تالیف کے ذریعہ اردو کی جدید مطبوعات میں اضافہ کیا اور اپنے صدر دفتر کا جملہ کام اردو میں کرنے کا طریقہ اختیار کرکے دوسرے دفاتر اور تعلیمی اداروں کے لئے ایک مثال قائم کی۔

اردو کے پرائمری مدارس اور مکاتب کو ڈھائی ہزار روپئے سالانہ کی کانفرنس امداد دیتی ہے اور ان کی باقاعدہ نگرانی کرتی ہے نیز مولوی بہلول خاں صاحب داناسکرٹری انجمن ترقی اردو راجپوتانہ کو ۲۵ روپئے کی رقم بطور امداد ارسال کی گئی۔

کانفرنس نے اپنے سالانہ اجلاس میں بھی شعبہ اردو کا ایک مستقل شعبہ قائم کیا ہے جس کے نہایت پُر رونق جلسے ہوتے ہیں اور اس کے ذریعہ اردو زبان میں مفید و کارآمد لٹریچر کا اضافہ ہوتا ہے،

مولوی عبدالحق صاحب بی اے معتمد انجمن ترقی اردو نے اکتوبر ۱۹۳۶ء میں علی گڑھ میں جو اردو کانفرنس طلب کی تھی اس کا انعقاد بھی کانفرنس کی عمارت سلطان جہاں منزل میں ہوا خود آنریری سکرٹری اور عملہ دفتر نے اس کے جملہ انتظامات میں عملی حصہ لیا اور ہر قسم کی امداد دی۔

حسب ذیل چار رزولیوشن تعلیم نسواں کی اصلاح و ترقی کے بارے میں پاس ہوئے

"چونکہ آج کل اکثر لڑکیاں جو زنانہ مدرسوں اور کالجوں میں تعلیم پا رہی ہیں وہ اسلامی معاشرت اور تمدن سے ایک گونہ بے تعلق ہوتی جارہی ہیں اور اس وجہ سے لوگوں کا زنانہ تعلیم کی طرف سے تعصب کم نہیں ہوتا اس لئے یہ کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ لڑکیوں کی تعلیم کے لئے ایک ایسا نصاب مرتب کیا جائے جو اسلامی تہذیب و تمدن اور روایات کا حامل ہو"

---

(۲) "چونکہ مسلمان استانیاں بہت کم دستیاب ہوتی ہیں اس لئے یہ کانفرنس

تجویز کرتی ہے کہ جو غریب لڑکیاں ہائی اسکول کے درجوں تک پہنچ جائیں اُن کو کالج کی تعلیم یا ٹریننگ کالجوں میں تعلیم پانے کے لئے وظائف اس شرط پر دئے جائیں کہ تکمیل تعلیم پر اُن کو مدارس نسواں میں ملازمت ضرور کرنا پڑیگی"

---

(۳) "آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا یہ جلسہ مسلمانان ہند میں تعلیم اناث کی کمی اور اس کی شدید ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے تجویز کرتا ہے کہ تحریک تعلیم نسواں کو کامیاب بنانے کے لئے پروپگنڈا کی مناسب تدابیر اختیار کی جائیں اور جو امداد کانفرنس کی جانب سے قومی مدارس کو دی جاتی ہے اُس کا ایک معقول حصہ مدارس نسواں کے لئے مخصوص کر دیا جائے"

---

(۴) "اس جلسہ کی رائے میں اس بات کی اشد ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ مسلم گرلس انٹرمیڈیٹ کالج علی گڑھ کو ڈگری کالج بنا دیا جائے اور حتی الامکان آئندہ گرمیوں کی تعطیل کے بعد بی اے کلاس کھول دی جائے"

ان رزولیوشنوں کی انگریزی اردو اخبارات میں اشاعت کی گئی نیز آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے آرگن کانفرنس گزٹ میں تعلیم نسواں کی اصلاح و ترقی کے بعض اُن پہلوؤں پر جن کا مندرجہ بالا تجاویز میں ذکر ہے مضامین لکھے گئے علاوہ بریں یہ بھی کوشش کی گئی ہے کہ

(۱) مسلمان لڑکیوں کی تعلیم کے لئے ایک نصاب تیار کرایا جائے جو اسلامی تہذیب و تمدن اور روایات کا حامل ہو۔

(۲) مسلمان لڑکیوں کی امداد تعلیمی میں جو معتدبہ رقم کانفرنس سال بسال بطور وظیفہ دیتی ہے اس میں اس امر کا آئندہ خاص لحاظ رکھا جائے گا کہ معلمی کا پیشہ اختیار کرنے والی طالبات کو ترجیح دی جائے۔

(۳) کانفرنس کی جانب سے امداد مدارس میں جو رقم صرف کی جاتی ہے اس میں امسال مبلغ پانچسو روپئے کا مدارس نسواں کی امداد کے لئے مزید اضافہ کیا گیا نیز مسلم گرلس انٹر کالج

علی گڑھ کو ۲۵۰ سالانہ کی جو امداد دی جایا کرتی ہے اس کو بدستور جاری رکھا گیا اور کالج مذکور کے منیجر خان بہادر شیخ عبداللہ صاحب سے درخواست کی گئی کہ موصوف اپنے کالج میں ٹریننگ کلاس کا بھی اضافہ فرمائیں۔ اگر موصوف نے ایسا کیا تو کانفرنس کی طرف سے امکانی امداد میں دریغ نہ کیا جائے گا۔

(۴) گرلس انٹر کالج کو ڈگری کالج بنائے جانے کی اس کے منتظمین کی جانب سے تمام سال کوشش ہوتی رہی یقین ہے کہ انشاء اللہ عنقریب کالج مذکور میں ڈگری کلاسیز کھل جائیں گے۔

ایک رزولیوشن شعبۂ اسلامیات میں منظور ہوا جس کے الفاظ یہ تھے۔

"قرار پایا کہ کانفرنس کی سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی صاحب نظر حضرات کی ایک ایسی سب کمیٹی مقرر کرے جو بتا سکے کہ موجودہ زمانہ میں تعلیم دینی کے کیا طریقے اختیار کئے جائیں"

صدر شعبہ اسلامیات ڈاکٹر سید ظفر الحسن صاحب اور کانفرنس کی سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی کے ایک کارکن شیخ عطاء اللہ صاحب کی کوشش سے مسلم یونیورسٹی میں مجلس اسلامیات قائم ہوئی جس کا افتتاح ۸ نومبر ۱۹۳۷ء کو یونین ہال میں ہوا۔ یہ مجلس اب بھی قائم ہے، ہفتہ وار ہر جمعہ کو اس کے جلسے ہوتے ہیں ایک جمعہ کو آنریری سکرٹری نے بھی اصول اسلام پر ایک تقریر کی، اس کے علاوہ مجلس کی لائبریری کے لئے کانفرنس سے نیز آنریری سکرٹری کی طرف سے کتابوں کی معقول تعداد پیش کی گئی۔ اسی طرح مسلم یونیورسٹی کے "شعبۂ دینیات" نے تعلیم دینیات کے نصاب پر نظر ثانی کے لئے توجہ کی۔ اس مجلس اور کمیٹی کے قیام کی بناء پر اب کسی جدید کمیٹی کے تقرر کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔

مندرجہ بالا رپورٹ کے اختتام پر سید آل علی نقوی صاحب ایم اے انسپکٹر مدارس اسلامیہ صوبجات متحدہ نے بعض رزولیوشنوں کے طریقہ کارروائی کے متعلق سوالات کئے جن کا جائنٹ سکرٹری صاحب نے جواب دیا، اس کے بعد صوبہ بنگال کے ایک ممبر نے استفسار کیا کہ مسلمانان بنگال کی تعلیم کے متعلق کانفرنس نے کیا کام کیا؟ مولوی سید طفیل احمد صاحب علیگ نے اس کا اطمینان بخش جواب دیا، اور رپورٹ بالاتفاق پاس ہوئی،

اس کے بعد سید الطاف علی صاحب نے پراونشل ایجوکیشنل کانفرنس راجپوتانہ کی رپورٹ مرتبہ محمد بہلول خاں صاحب دانا پیش کی، اور مولوی نظام الدین حسین صاحب نظامی بدایونی نے پراونشل مسلم ایجوکیشنل کانفرنس صوبہ متحدہ کی تجاویز بغرض تصدیق پیش کیں جو منظور ہوئیں،

آخر میں مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند نے عربی تعلیم کی ضرورت پر ایک مبسوط و مدلل تقریر کی جو دلچسپی سے سنی گئی،

تقریر کے بعد کانفرنس کا عام اجلاس ختم ہوا، اور سرسید مرحوم کا سالانہ جلسہ فاتحہ منعقد ہوا،

اجلاس شعبۂ ٹیکنکل تعلیم

صدر ـ مسٹر اے جی خاں

شعبۂ ٹیکنکل تعلیم کا اجلاس ۲۸ مارچ کو منعقد ہوا، اس کی جو رپورٹ ڈاکٹر رفیق احمد خاں سکرٹری شعبہ نے بھیجی ہے وہ حسب ذیل ہے،

آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے شعبۂ صنعتی کا اجلاس زیر صدارت مسٹر اے جی خاں ڈپٹی ڈائرکٹر انڈین سٹورس بتاریخ ۲۸ مارچ آفتاب ہال میں بوقت ۹ بجے شب منعقد ہوا،

مسٹر اے جی خاں کی صدارت کی تحریک ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی نے پیش کی اور ڈاکٹر عبد العزیز صاحب مسلم یونیورسٹی نے تائید فرمائی۔ بعد ازاں جناب صدر صاحب نے اپنا خطبۂ صدارت ارشاد فرمایا جس میں انھوں نے مسلمانوں کی صنعتی زبون حالی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے چند نہایت گراں قدر خیالات کا اظہار فرمایا۔

اس کے بعد حضور عالم صاحب لیدر انسپکٹر یوپی نے اپنا مقالہ پڑھا جس کا عنوان "مسلمانوں میں صنعتی تعلیم" تھا۔ اس مفید مقالہ کی بحث میں جناب ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب نے نمایاں حصہ لیا۔ انھوں نے دوران بحث میں فرمایا کہ صنعتی تعلیم کی تقسیم تین منزلوں میں ہو سکتی ہے۔ یعنی (۱) کاریگری کی تعلیم (۲) فورمینی کی تعلیم (۳) انجنیری کی اعلیٰ تعلیم۔ اور اس سلسلہ

میں فرمایا کہ مسلم یونیورسٹی میں اول الذکر دو منزلوں تک تعلیم شروع کردی گئی ہے جس میں الیکٹریکل اور موٹر انجینئرنگ کی طرف خاص توجہ دی جا رہی ہے۔

دوسرا مقالہ ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب نے "مسلمانوں میں صنعتی تعلیم کی ضرورت" پر پڑھا جو بہت مقبول ہوا۔

چونکہ کافی دیر ہو چکی تھی اس لئے عبیداللہ درانی صاحب کا مقالہ جس کا عنوان "خاندانوں کا صنعتی اتحاد" تھا نہ پڑھا جا سکا۔ جناب صدر کے شکریہ کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

اجلاس شعبۂ اردو کانفرنس

صدر

مولوی عبدالحق صاحب بی اے معتمد انجمن ترقی اردو

کانفرنس کی پنجاہ سالہ جوبلی کے سلسلہ میں مختلف شعبوں کے جو اجلاس منعقد ہوئے اُن میں ایک شعبہ "اردو کانفرنس" کا تھا، جس کا اجلاس ۲۸ مارچ یوم یکشنبہ کو اسٹریچی ہال میں منعقد ہوا، تلاوت کلام مجید کے بعد مولوی ظفر الملک علوی صاحب کی تحریک اور مسٹر آل احمد سرور کی تائید سے مولوی عبدالحق صاحب بی اے سکرٹری انجمن ترقی اردو اجلاس کے صدر منتخب ہوئے، اس کے بعد جناب صدر نے اپنا مبسوط و پُرمغز خطبہ پڑھا، جو تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ میں ختم ہوا، اور حاضرین جلسہ نے نہایت توجہ اور خاموشی سے سُنا،

خطبہ کے بعد مولوی رشید احمد صاحب صدیقی ایم اے نے اپنی دلچسپ رپورٹ یا بیان پڑھا جو حسب ذیل ہے۔

جناب صدر

آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا سب سے بڑا کارنامہ مسلم یونیورسٹی ہے اور کانفرنس ہی کی سب سے بڑی پیداوار انجمن ترقی اردو۔ جس کے کرتا دھرتا یا قبلہ و کعبہ مولوی عبدالحق صاحب

آپ میں موجود ہیں۔ آپ کے خطبہ کے بعد میری رپورٹ آپ یقین رکھیے صرف خانہ پری کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس سے آپ مایوس ہوں تو ہوں میں مایوس نہیں ہوں اس لئے کہ آپ ہمارا قومی اجتماع بالعموم ضابطہ پری ہی کے سلسلہ میں ہوتا ہے۔ جہاں ضابطہ پری کا دور دورہ ہو وہاں خانہ پری پر برہم ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

حضرات! میں خوش ہوں اور آپ بھی غالباً سن کر خوش ہوں گے کہ بہ نسبت پہلے کے اب ہم اردو سے زیادہ دلچسپی لینے لگے ہیں اور ملک میں اس کا چرچا بھی کافی ہے۔ اس کا سب سے بڑا سبب ناگپور میں بھارتیہ ساہتیہ پریشد کا جلسہ اور اس کے سلسلہ میں مولوی عبدالحق صاحب کی جد و جہد ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ کانفرنس کا وہ جلسہ شوریٰ نہ بھولے ہوں گے جو گزشتہ اکتوبر میں مولوی صاحب ممدوح کی رہبری میں یہیں علی گڑھ میں منعقد ہوا تھا۔ اس کانفرنس کے سلسلہ میں میں اپنے خیالات کا اظہار کر چکا ہوں جس کے دہرانے پر میں آمادہ ہوں لیکن اس پر آپ کو جو تکدر ہوگا اس سے عہدہ برآ ہونے کی ہمت مجھ میں نہیں ہے اس لئے اسے نظر انداز کرتا ہوں۔

حضرات! اردو کے سلسلہ میں اس وقت ملک میں جیسی کچھ بیداری نظر آتی ہے اس کے بارہ میں میرا کچھ اور خیال ہے یعنی یہ بیداری بجائے خود شعوری اور اختیاری نہیں ہے بلکہ اردو کے خلاف جو قوتیں ابھاری گئی ہیں ان کا یہ ردّ عمل ہے، اور ردّ عمل ایسی چیز نہیں ہے جس پر کوئی عرصہ تک بھروسہ کر سکے۔ اس چیز کو ان معنوں میں سمجھ کر میں نے کوشش کی تھی کہ اردو کی تاریخ اور تفصیل بتلانے اور بتاتے رہنے کی بجائے اب وقت آگیا ہے کہ اردو کا مشن قوم اور ملک کے سامنے پیش کیا جائے۔ میری رائے ناقص یہ تھی کہ اس مقصد کی وضاحت اس طور پر زیادہ آسانی سے ہو سکتی تھی کہ ہم اس کو اس کی اصل اور خود وضاحتی زبان (self-explanatory) حیثیت دے دیں یعنی اردو کا نام ہندوستانی رکھ دیں۔ اس تحریک کا سہرا سید سلیمان ندوی صاحب قبلہ کے سر تھا اور اس کی رسوائی اس خاکسار کے سر ہے۔ سید صاحب تھوڑی ہی دیر میں آپ کو بتائیں گے کہ اس تحریک کا اصلی سہرا کس کے سر ہے۔ اس سے سرہ کی خوبیاں بڑھیں یا نہ بڑھیں اس خاکسار کی رسوائیاں یقیناً کم ہو جائیں گی۔ اور (سیفٹی فرسٹ) کے اصول پر میرے لئے یہ کوئی نازیبا بات نہیں ہے۔ میں نے بڑی کوشش کی تھی کہ اس چیز کی معقولیت تسلیم کر لی جائے۔ میں نے سید سلیمان ندوی صاحب قبلہ کو اس پر آمادہ بھی کیا تھا کہ وہ میری مدد فرمائیں یعنی میری سوائی

میں شریک ہو جائیں اور یہ بھی محض اس لئے کہ آج کل ہم بالعموم اپنے بڑے آدمیوں کو رسوا کرنے اور ان کو رسوا دیکھنے سے خوش ہوتے ہیں چنانچہ سید صاحب کو مدعو کرنے میں میری نیت بخیر نہ تھی لیکن سید صاحب نے انتہائی لطف و رحمت کے ساتھ اور شاید بے خبری کے عالم میں میری درخواست قبول فرمائی۔ لیکن مجھے کیا معلوم تھا کہ یہ تجویز حسب ضابطہ سبجکٹس کمیٹی میں پیش ہو کر حسب ضابطہ ہی مسترد ہو جائے گی۔ سبجکٹس کمیٹی کا فیصلہ میرے سر اور آنکھوں پر۔ میں فیصلہ سے راضی ہوں لیکن دلائل سے سراسیمہ اور اس سراسیمگی کے سلسلہ میں اگر یہ کہوں تو مجھے معاف فرما دیجئے کہ ہم لوگ مذہب کو سمجھنے اور برتنے کے بجائے اب اس سے کھیلنے لگے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ واقعات کی روشنی میں اب ہم کو اپنی خودغرضی، بزدلی اور تنگ نظری اپنی انتہائی یک رنگی اور بدنما قورنگی کے ساتھ نظر آنے لگی ہے۔ اور ہم اس کو چھپانے اور نباہنے کے لئے'' اسلام کے ساتھ خوشہ گری کرنے لگے ہیں۔ یہ اسلام کے ساتھ آخری اور انتہائی بدسلوکی ہے جس کے ہم مرتکب ہو رہے ہیں۔

لیکن میں محسوس کرتا ہوں کہ میں اپنے ذہن سے دور جا پڑنے کا بھی مرتکب ہو رہا ہوں۔ اردو اور ہندوستانی کے مسئلہ پر اب سید سلیمان صاحب ندوی اپنے بیش بہا خیالات پیش فرمائیں گے۔ وہ لوگ جو اس سلسلہ میں خواہ مخواہ سراسیمہ یا بدظن تھے مطمئن رہیں کہ اب یہ مسئلہ کسی تجویز کے سلسلہ میں ان کے سامنے نہیں آرہا ہے جس کے منظور ہو جانے سے دنیا منقلب ہو جاتی اور ہم آپ اپنی ساری توقعات یا کارگزاریوں کے ساتھ اس میں دفن ہو جاتے۔ اب یہ خالص علمی بحث کی شکل میں پیش ہو رہی ہے جس کے برتے جانے کی توقع نہیں ہے۔ سمجھنے کی درخواست ہے۔

حضرات!

ایک خاص امر کی طرف میں آپ کی توجہ مائل کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اس کانفرنس میں تجاویز بکثرت آئیں لیکن ضروری یا غیر ضروری منازل سے گزرتے ہوئے وہی تجاویز آپ کے سامنے آرہی ہیں جو کسی نہ کسی حد تک ضروری اور مناسب خیال کی گئیں۔ تجاویز کی نوعیت کے بارے میں مجھے یہ کہنا ہے کہ ان میں بعض تقطیع سے گرتی تھیں، بعض کسی بحر میں نہیں آتی تھیں، بعض ہر بحر میں آجاتی تھیں، بعض میں صرف تشبیب تھی، بعض میں صرف گریز، بعض صرف دعائیہ، اور بعض کلیتہً بددعائیہ، بعض ایسی بھی تھیں جن سے ہمارے تمام دواوین بھرے ہیں۔ غرض ان کو اس اجلاس کے نظم میں پروانا ہے بس کی بات نہ تھی۔ بعض البتہ ایسی ہیں جن کے معقول ہونے میں کوئی شک نہیں لیکن ان پر عملدرآمد ہو رہا ہے۔ اس لئے ان کو خواہ مخواہ پیش کرنے سے کوئی نتیجہ نہیں۔

اس میں میری ناچیز گزارش یہ ہے کہ ان تجاویز کو کانفرنس کی سفارش سے ان اداروں میں بھیجدیا جائے جو اس قسم کے کام میں منہمک ہیں،

(حاضرین نے بالاتفاق سکریٹری کی گزارش سے اتفاق کیا)

آج اس موقع پر آپ جائز طور پر مجھ سے یہ سننے کی توقع رکھتے ہوں گے کہ خود مسلم یونیورسٹی اردو کی ترقی اور توسیع میں کیا حصہ لے رہی ہے، میں اس بارہ میں سچ مچ نہ جھوٹ بولنا چاہتا ہوں اور نہ جھوٹ موٹ سچ۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو لوگ براہ راست اردو سے متعلق ہیں وہ اپنی اپنی بصیرت اور بساط کے مطابق سب کچھ کر رہے ہیں،

اس سال ہماری انجمن اردوئے معلی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ "اردو ہفتہ" کی دوسری تقریب منانے والی تھی۔ اس کا پروگرام نہایت مفید اور دلچسپ تھا۔ لیکن بدقسمتی سے اردو اور ہندوستانی کے تنازعہ نے سارے پروگرام کو درہم برہم کر دیا۔ اس پروگرام میں ایک چیز یہ تھی کہ ہندوستان کے چپہ چپہ پر کس کس قسم کی ہندوستانی بولی جاتی ہے۔ یہاں گوشہ گوشہ سے طلبا آتے ہیں جنھوں نے نہایت شوق اور محنت سے اپنے اپنے ہاں کی بولیاں انھیں لہجوں کے ساتھ پڑھنے اور سنانے کا اہتمام کیا تھا جن میں وہ بولی جاتی ہیں۔ بولیوں کی یہ اقسام بجائے خود ایک ایسا مجموعہ ہوتیں جو زبان کے شائقین کی دلچسپی کا موجب ہوتیں۔ ہم سب کوشش کر رہے ہیں کہ اب اس مجموعہ کو جلسہ کے منزل سے گزارنے کے بجائے طباعت کے منزل میں لائیں۔ ہم کو توقع ہے سال آئندہ یہ آپ کے سامنے پیش کیا جائے گا۔

ہم نے یہ بھی کوشش کی تھی کہ لازمی مضمون کی حیثیت سے اردو کو بی اے میں جگہ دی جائے کیونکہ ایک طرف ہمارے یہاں اردو کا ام اے ہے۔ دوسری طرف انٹرمیڈیٹ میں اردو بحیثیت اختیاری مضمون کے داخل ہے۔ لیکن اس بارہ میں ہماری کوششیں بار آور نہیں ہوئیں اور یونیورسٹی نے اردو کو بی اے میں داخل کرنا منظور نہ کیا۔ کوششوں سے اب ہم تھکنے لگے ہیں اس لئے اب دعا کرنے کا تہیہ کر لیا ہے، انشاء اللہ کامیابی ہوگی۔

آخر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم سب کی نظر انجمن ترقی اردو پر ہے۔ ہم ہر طرح سے انجمن ترقی اردو کی خدمت کرنے کے لئے آمادہ ہیں۔ لیکن ایک بات میرے ذہن میں اکثر آتی ہے اور وہ یہ ہے کہ میں نے خارجاً سنا ہے کہ الکشن کے بعد کانگریس والے مسلمانوں کو حکومت میں شاید اس لئے شریک نہیں کرنا چاہتے کہ کہیں ان کی صحبت میں انھیں جیسے وہ بھی نہ ہو جائیں۔ اس لئے

کانگریس والوں نے شریک کرنے سے تو انکار کردیا ہے لیکن یہ اطمینان دلا دیا ہے کہ ہم زحمت گوارا نہ فرمائیں۔ ہمارا حصہ گھر پہنچ جائے گا۔ اسی طور پر ممکن ہے انجمن ترقی اُردو بھی کہدے کہ آپ لوگ انجمن کو کانٹوں پر نہ گھسیٹیں۔ جو کچھ ہو سکے گا آپ کے دولت خانہ پر پہنچا دیا جائے گا اللہ بھلا کرے۔ سمع خراشی کی معافی چاہتا ہوں''

سکرٹری کے بیان کے بعد مولانا سید سلیمان ندوی صاحب نے اپنا مقالہ بعنوان ''ہماری زبان کا نام'' پڑھ کر سنایا اور اس امر پر زور دیا کہ اردو کا نام ''ہندوستانی'' رکھدینا مناسب اور ضروری ہے۔ یہ خطبہ بھی دوسرے خطبات کے ساتھ شائع ہو گیا ہے۔ موصوف کے بعد مولوی ایوب خاں صاحب نے قیام ونظام جامعہ اُردو پر اور سید عبد الحفیظ صاحب سلفی نے ہماری زبان پر اپنے اپنے مضامین سنائے۔ اب رات زیادہ آچکی تھی اس لئے بعض دوسرے مضامین جن کے مصنف تشریف نہیں لا سکے تھے ملتوی کر دئے گئے۔ اور بعد شکریہ صدر اجلاس ختم ہوا'

اجلاس شعبہ تعلیم بالغان وخواندگی

صدر مولوی سید طفیل احمد صاحب (علیگ)

شعبۂ تعلیم بالغان وخواندگی کا اجلاس بتاریخ ۲۸۔ مارچ ۱۹۳۷ء بوقت آٹھ بجے شب آسمان منزل میں زیر صدارت جناب مولوی سید طفیل احمد صاحب منعقد ہوا'

جناب صدر نے اپنے عالمانہ خطبہ میں ان حالات کو واضح کیا جن کے ماتحت وہ پرانا نظام تعلیم ٹوٹ گیا جس کی بدولت ہندوستان کے ہر ایک چھوٹے سے چھوٹے گاؤں میں مکتب اور پاٹ شالے موجود تھے' آپ نے بتایا کہ پرانے نظام تعلیم کے ماتحت آبادی کے ہر چار سو افراد کے لئے ایک مدرسہ موجود تھا۔ آپ نے ۱۸۸۱ء سے ۱۹۳۱ء تک کی مردم شماری کے اعداد سے یہ ثابت کیا کہ ہمارے ملک میں خواندگی کو بڑھانے کے لئے جو تدابیر اختیار کی گئی ہیں یا کی جارہی ہیں وہ ناتسلی بخش وناکام رہی ہیں آپ نے فرمایا کہ اگر ہماری ترقی کی رفتار یہی رہی جو پچھلے

بچاس سال میں رہی ہے تو تہذیب یافتہ ممالک کی سی خواندگی حاصل کرنے کے لئے کوئی ایک ہزار سال درکار ہوں گے۔ صوبہ متحدہ کی تعلیمی حالت کے متعلق اعداد و شمار پیش کرکے آپ نے بتایا کہ یہاں ترقی کی رفتار اتنی قلیل ہے کہ اگر تعلیم کو پھیلانے کے لئے خاص تدابیر اختیار نہ کی گئیں تو اس صوبہ کے افراد کو خواندہ بنانے کے لئے موجودہ رفتار ترقی پر کوئی اڑھائی ہزار سال صرف ہوں گے۔ آپ نے اس اسکیم کا بھی تذکرہ فرمایا جو یوپی میں آئندہ دس اور پندرہ سال کے اندر چھ سال اور گیارہ سال کی عمر کے تمام بچوں کو مدارس میں پہنچانے کے لئے تیار کی گئی تھی مگر اس اسکیم پر افسوس ہے کہ گورنمنٹ نے کوئی عملی اقدام نہیں کیا جس کی وجہ مالی مشکلات کو بتایا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ یقیناً ہندوستان میں خواندگی عام نہ ہو سکے گی جب تک ہر ایک صوبہ کی گورنمنٹ اس کی اہمیت سمجھ کر اس کی ذمہ داری اپنے سر نہ لے گی۔ آپ نے اس سیاسی بیداری کا تذکرہ بھی فرمایا جس کی بناء پر ملک میں تعلیم کو عام کرنے کا احساس پیدا ہو چکا ہے اور آپ نے فرمایا کہ اگر اس موقع سے فائدہ اٹھایا گیا تو تعلیم کے پھیلانے کا کام آسانی سے ہو سکے گا۔ جو تجاویز تعلیم بالغان اور خواندگی کو پھیلانے کے لئے آپ نے بتلائیں وہ اس شعبہ کی تجاویز کے سلسلہ میں آگے بیان کی جائیں گی۔

خطبۂ صدارت کے ختم ہونے پر جناب صدر نے مولوی حسن الدین صاحب خاموش ایڈیٹر اخبار دلچسپ فتح پور کا تعارف حاضرین سے کرایا اور بتایا کہ مولوی صاحب موصوف اپنی زمینداری اور اپنے حلقۂ اثر میں خاموشی کے ساتھ تعلیم بالغان کے پھیلانے اور خواندگی کو عام کرنے کا کام کر رہے ہیں۔ اسی کام کے سلسلہ میں مولوی صاحب موصوف نے ایک ایسا طریقہ تعلیم جاری کیا ہے جس کی مدد سے وہ چالیس دن کے اندر ہر ایک طالب علم کو اچھی طرح اردو پڑھنا سکھا سکتے ہیں۔ تعارف کے بعد مولوی حسن الدین صاحب سٹیج پر تشریف لائے اور آپ نے تعلیم بالغان کا اپنا مجوزہ طریقہ سمجھایا۔ آپ نے فرمایا کہ جب تک اردو طرز تحریر میں ایک تبدیلی نہ کی جائے گی اس وقت تک تعلیم بالغان کا کام آسان نہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ شروع میں پڑھانے کے لئے الفاظ کو اس طرح لکھا جائے کہ حروف کی پوری شکل قائم رہے اور ہندی اور انگریزی طرز تحریر کی طرح حروف علحدہ علحدہ لکھے جائیں اور الفاظ کے درمیان مناسب فاصلہ رکھا جائے تاکہ حروف مل جل نہ جائیں آپ نے اس طریقہ پر ایک قاعدہ اور پہلی کتاب بھی شائع کی ہے اور آپ نے اپنے تجربات کی بناء پر اس کا یقین دلایا کہ چالیس

دن کے اندر اس طریقہ سے آسان عبارت ہر ایک طالب علم بخوبی پڑھ سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ موجودہ طرز تحریر جو ایک قسم کی مختصر نویسی ہے طلبہ کو بعد میں سکھائی جا سکتی ہے اور اس طرح رفتہ رفتہ عام طرز تحریر کا پڑھنا آسان بنایا جا سکتا ہے۔ موجودہ طرز تعلیم میں چونکہ حروف کی شکل جلد جلد مختلف الفاظ میں بدلی ہوئی نظر آتی ہے اس لئے مبتدی کے لئے بہت سی دقتوں کا سامنا ہوتا ہے اور وہ بددل ہو کر پڑھنا چھوڑ بیٹھتا ہے،

بعد ازاں جناب وحید الحق صاحب صدیقی پروفیسر ٹریننگ کالج مسلم یونیورسٹی نے تعلیم بالغان پر اپنا مقالہ پڑھا۔ آپ نے اس سیاسی بیداری اور جد وجہد کا تذکرہ فرمایا جو اس وقت ملک میں ہو رہی ہے اور آپ نے فرمایا کہ سب تحریکیں محض سطحی اثر پیدا کریں گی جب تک کہ ملک کے کروڑہا بندگان خدا تعلیم سے بے بہرہ رہیں گے۔ آپ نے اعداد و شمار دے کر بتایا کہ اس وقت ہندوستان کی مختلف قوموں میں تعلیم یافتہ افراد کا تناسب بہت مختلف ہے جہاں پارسی اتنے تعلیم یافتہ ہیں کہ ایک ہزار افراد میں تقریباً ..٧ سے زیادہ خواندہ ملیں گے وہاں مسلمانوں میں ایک ہزار افراد میں محض چوالیس خواندہ پائے جاتے ہیں۔ ان اعداد میں مرد اور عورت دونوں کا شمار کیا گیا ہے آپ نے فرمایا کہ ایسی صورت میں مسلمانوں کے لئے تعلیم کو عام کرنے کیلئے خاص جد وجہد کرنی چاہئے پھر آپنے ان مشکلات کا تذکرہ فرمایا جو اقتصادی، مذہبی اور لسانی نقطۂ نگاہ سے تعلیم کو عام کرنے میں پیش آتی ہیں آپنے فرمایا کہ مسلمانوں کے لئے سب سے بہتر مشورہ یہ ہے کہ وہ تعلیم کے عام کرنے کی تمام تحریکوں میں خواہ وہ گورنمنٹ کی جانب سے ہوں یا دوسرے سیاسی اداروں کی طرف سے شریک ہونا چاہئے اور اس کے لئے ایک مرکزی ادارہ کے قائم کرنے کی ضرورت ہے جو ان تحریکوں سے باخبر رہے اور ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کے لئے مسلمانوں کو ان میں شامل ہونے کا وقتاً فوقتاً مشورہ دیتا رہے! آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ملک کی مختلف زبانوں اور مختلف طرز تحریر میں ایسی کتابیں لکھانے کا بھی بندوبست کیا جائے تاکہ ہر ایک صوبہ کی زبان میں مسلمانوں کا مذہبی اور قومی ادب موجود ہو اور لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ اردو طرز تحریر کو سادہ اور آسان کرنے کے لئے بھی آپ نے زور دیا اور فرمایا کہ یہ کام بھی اس مرکزی ادارہ کے سپرد کیا جائے، آپ نے فرمایا کہ ہمیں زمانہ کا رنگ پہچاننا چاہئے اور اس کے مطابق ایسی تدابیر اختیار کرنی چاہئیں کہ ہم بھی تعلیمی تگ و دو میں ہندوستان کی دوسری قوموں کے دوش بدوش چل سکیں۔

اس کے بعد شیخ تاج علی صاحب ایم اے بی ٹی نے اپنا مقالہ پڑھا جس میں اس امر پر زور دیا کہ ہمیں اپنی تعلیم میں اسلامی روایات پر زور دینا چاہیئے اور مسجد کو تعلیمی مرکز بنا کر تعلیم کو مسلمانوں میں عام کرنا چاہیئے۔ آپ نے فرمایا کہ کلام مجید کی تلاوت سے آج بھی مسلمانوں کو قلبی لگاؤ ہے اگر کلام مجید کی تعلیم کیساتھ ساتھ اردو پڑھنا بھی سکھایا جائے تو نہایت ہی آسانی سے تعلیم کو عام کرنے کا کام سرانجام پاسکتا ہے۔

اس کے بعد مندرجہ ذیل تجاویز پیش ہو کر باتفاق رائے منظور ہوئیں اور صدر کے شکریہ کے بعد اجلاس گیارہ بجے شب کے برخاست ہوا۔

"تجاویز شعبۂ خواندگی و تعلیم بالغان"

(۱)

"یہ کانفرنس صوبۂ متحدہ کی بورڈوں کی محمڈن ایجوکیشنل کمیٹیوں سے اور نیز ہیڈ ماسٹران اسلامیہ اسکولوں سے درخواست کرتی ہے کہ وہ اپنی مکاتب اسلامیہ کے مینجروں کو اس امر پر آمادہ کریں کہ وہ ان مکاتب کے مدرسین کے ذریعہ سے اپنے اپنے مقامات میں تعلیم بالغان کے لئے شبینہ مدارس قائم کرنے کا انتظام کریں اور ان مدرسین کو اس خدمت کے معاوضہ دئے جانے کا انتظام کیا جائے"

محرک۔ شیخ عطاء اللہ صاحب ایم اے،

مؤید۔ سید حامد علی صاحب بی اے ایل ٹی ڈپ ایڈ (لندن)

(۲)

"یہ جلسہ علماء کرام اور مدارس عربی کے کارکنوں اور استادوں سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اپنی تقریروں میں علاوہ مذہبی نصائح کے عام معلومات اور قومی مفاد کے امور بھی بیان کیا کریں جس سے عام مسلمانوں کی معلومات میں اضافہ ہو اور قومی مقاصد کے لئے افراد میں ہم آہنگی پیدا ہو"

محرک۔ خواجہ غلام السیدین صاحب بی اے علیگ ایم ایڈ (لیڈز) پرنسپل ٹریننگ کالج علی گڑھ،

مؤید۔ سید الطاف علی صاحب بی اے علیگ،

(۳)

"یہ کانفرنس مدیران اخبارات سے استدعا کرتی ہے کہ وہ حتی الامکان اپنے اخبارات کی زبان ایسی رکھیں کہ وہ عوام الناس اور ناخواندہ لوگوں کو پڑھ کر سنائے جائیں تو آسانی سے سمجھ سکیں"

محرک۔ سید حامد علی صاحب،
موئد۔ سید تحمل حسین صاحب ایم اے،

(۴)

"یہ شعبہ جامعہ ملیہ دہلی سے درخواست کرتا ہے کہ وہ تعلیم بالغان کے لئے اردو کے موجودہ لٹریچر کی مدد سے یا جدید کتابیں لکھا کر ایسا نصاب مرتب کرے جس کی اشاعت کی سفارش ایسے اصحاب کو کی جا سکے جو تعلیم بالغان کا کام کرنا چاہیں"

محرک۔ سید تحمل حسین صاحب،
موئد۔ شیخ عطاء اللہ صاحب ایم اے،

(۵)

"نائٹ سکولوں کا موجودہ نظام قابل اصلاح ہے۔ یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ ایسے طریقہ پر ڈھالا جائے کہ بالغان کے لئے یہ مدرسے زیادہ دلچسپ اور مفید تعلیمی ادارے جائیں"

محرک۔ جناب مولوی ظفر الدین احمد صاحب ڈپٹی انسپکٹر مدارس ضلع فرخ آباد،
موئد۔ جناب سید اسد اللہ صاحب کاظمی ایم اے اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس میرٹھ،

(۶)

"چونکہ بالعموم تمام صوبہ جات میں اور بالخصوص تمام ہندوستان میں خواندوں کی تعداد بڑھنے کی رفتار بہت کم ہے اور اگر اس رفتار میں ترقی نہ ہوئی تو ہندوستان کے خواندوں کی تعداد سینکڑوں برس میں بھی ترقی یافتہ ممالک کے معیار تک نہ پہنچ سکے گی اس لئے یہ کانفرنس مرکزی اور جملہ صوبجاتی حکومتوں سے بہ اصرار درخواست کرتی ہے کہ وہ ایسی تدابیر اختیار کریں جن سے

دس برس کے عرصہ میں پانچ سال سے لیکر گیارہ سال کی عمر کے تمام بچے اور بچیاں تعلیم کے لئے مدارس میں پہنچا دیے جائیں "
محرک - مولوی سید طفیل احمد صاحب - صدر شعبۂ تعلیم بالغان وخواندگی،
موئد - جناب پروفیسر وحید الحق صاحب بی اے،

(۷)

"یہ شعبہ آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اس شعبہ کو مستقل قرار دے کر اس کے لئے ہر قسم کا لٹریچر فراہم کرے - اس شعبہ کے سکرٹری تین سال کے لئے سید تجمل حسین صاحب ہوں اور مندرجہ ذیل حضرات اس شعبہ کی کمیٹی کے ممبر ہوں اور اس کمیٹی کا فرض ہو گا کہ جو تجاویز اس جلسہ میں پیش ہوں ان پر عمل درآمد کرے اور اپنے کام سے آنریری سکرٹری صاحب کانفرنس کو واقف کرے "
کمیٹی میں مندرجہ ذیل حضرات ہوں :-
(۱) مولوی سید طفیل احمد صاحب، (۲) خواجہ غلام السیدین صاحب، (۳) مولوی حسن الدین صاحب خاموش (۴) سید آل علی نقوی صاحب انسپکٹر مدارس اسلامیہ (۵) پروفیسر وحید الحق صاحب (۶) سید اسد اللہ صاحب کاظمی ایم اے (۷) سید الطاف علی صاحب بی اے علیگ (۸) مسٹر حبیب الرحمن صاحب ایم اے (۹) سید تجمل حسین صاحب ایم اے سکرٹری
کمیٹی کا کام :-
(۱) اشاعت تعلیم بالغان اور اس کے جدید اور سہل طریقوں پر غور کرنا -
(۲) تعلیم بالغان کا کورس بنوانا،
(۳) تعلیم بالغان کے لئے مفید لٹریچر فراہم کرنا،
(۴) تعلیم بالغان کا جو کام ملک میں ہو رہا ہے اس کے متعلق اطلاعات فراہم کرنا،
محرک - مولوی سید طفیل احمد صاحب صدر شعبہ،
موئد - خواجہ غلام السیدین صاحب،

اجلاس شعبۂ تعلیم ثانوی

صدر۔ ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب پرنسپل جامعہ ملیہ

منجملہ بارہ شعبوں کے جن کے اجلاس ہفتۂ جوبلی میں منعقد ہوئے ایک شعبہ "تعلیم ثانوی" تھا جس کے سکرٹری مشہور ماہر تعلیم خواجہ غلام السیدین صاحب پرنسپل ٹریننگ کالج (مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) تھے خواجہ صاحب ممدوح نے اس شعبہ کے اجلاس کی جو رپورٹ بھیجی ہے وہ حسب ذیل ہے:۔

"شعبۂ تعلیم ثانوی کا اجلاس ۲۹ مارچ کو ۸ ½ بجے صبح "اسٹریچی ہال" میں منعقد ہوا، حاضرین کی تعداد بہت کافی تھی، جس میں علاوہ یونیورسٹی کے اساتذہ و طلبہ کے بہت سے ممتاز بیرونی حضرات بھی شامل تھے، تلاوت کلام پاک کے بعد جناب عبد المجید قریشی صاحب (آنریری جائنٹ سکرٹری کانفرنس) نے جناب ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب پرنسپل جامعہ ملیہ اسلامیہ کی تحریک صدارت پیش کی، جناب آل احمد سرور صاحب (استاد شعبۂ اردو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی) اور جناب لفٹنٹ کرنیل ضیاء الدین احمد صاحب ڈائرکٹر تعلیمات بھاولپور نے اس تحریک کی تائید کی، اور صدر منتخب نے کرسی صدارت کو رونق بخشی،

خواجہ غلام السیدین (آنریری سکرٹری نے ڈاکٹر سر محمد اقبال مدظلہ، ڈاکٹر سر تیج بہادر سپرو ڈاکٹر مسٹر شاہ محمد سلیمان، ماسٹر جگت سنگھ (اڈیٹر رسالہ رہنمائے تعلیم لاہور) وغیرہ کے پیغامات سنائے۔

اس کے بعد سکرٹری نے ثانوی تعلیم کے موجودہ مسائل کے متعلق اپنی رپورٹ پیش کی جس میں ان امور کی طرف اشارہ کیا گیا تھا جو اس ضمن میں ابھی تک حل طلب ہیں،

اس کے بعد صدر کانفرنس نے اپنا بلیغ خطبۂ صدارت پڑھا جس کو حاضرین نے بہت ذوق و شوق اور تحسین کے ساتھ سُنا، اس خطبہ میں انھوں نے نہایت جرأت و اصابت رائے کے ساتھ مسلمانوں کی گزشتہ تعلیمی پالسی پر تبصرہ کیا اور ان مسائل پر روشنی ڈالی جن کا تعلق قومی زندگی اور قومی تعلیم سے ہے، عام طور پر حاضرین نے اس خطبہ کو کانفرنس کے جوبلی سشن کا سب سے قابل قدر کارنامہ قرار دیا، جناب صدر نے حاضرین کو دعوت دی کہ اگر وہ چاہیں تو ان مسائل کے

بارہ میں اظہار رائے کریں جن کا ذکر خطبۂ صدارت میں کیا گیا تھا، مولوی سراج الدین احمد صاحب (بھاولپوری) نے اس بارہ میں ایک مختصر تقریر کی،

اس کے بعد مندرجہ ذیل مقالے پڑھے گئے اور ہر مقالہ کے بعد اُس کے متعلق بحث و سوالات ہوئے،

۱۔ جناب سید محمد ٹونکی صاحب ایم اے، بی ٹی "ہمارے نصاب میں انگریزی زبان کا درجہ"

۲۔ جناب اعزاز الدین صاحب ایم اے، ایم ایڈ "سزا کا نظریہ"

۳۔ جناب عبد الغفور صاحب ایم اے، بی ٹی "اسلامی مدارس میں تاریخ کی تدریس"

مندرجہ ذیل مقالے بھی شعبہ کی کانفرنس میں پڑھے جانے کے لئے موصول ہوئے تھے لیکن مقالہ نگاروں کے موجود نہ ہونے کی وجہ سے پڑھے نہیں گئے، ان مقالات کو کانفرنس شائع کرنے کی کوشش کرے گی،

۱۔ ماسٹر جگت سنگھ صاحب (اڈیٹر رسالہ رہنمائے تعلیم لاہور "پنجاب میں ثانوی تعلیم"

۲۔ محمد اختر انصاری صاحب بی اے، بی ٹی "ثانوی مدارس میں اردو کی تعلیم"

۳۔ عبد الجبار صاحب بی ایس سی، بی ٹی "ثانوی مدارس میں سائنس کی تعلیم"

۴۔ ڈاکٹر محمد حفیظ سید صاحب پی ایچ ڈی، ڈی لٹ "تعلیم کا دور جدید"

اس کے بعد مندرجہ ذیل رزولیوشن پیش ہوئے جن میں سے رزولیوشن نمبر ۱ و نمبر ۲ منظور کئے گئے اور رزولیوشن نمبر ۳ و ۴ اُس کمیٹی کے سپرد کئے گئے جو رزولیوشن نمبر ۱ میں ترتیب دی گئی تھی،

جناب ابوالمعالی محمد ایوب خاں صاحب نے طریقۂ امتحانات کی اصلاح کے بارے میں ایک مختصر تقریر کی جس کا خلاصہ رپورٹ میں درج کیا جائے گا، آخر میں خواجہ غلام السیدین صاحب نے جناب صدر کا شکریہ ادا کیا اور صدر کی ایک مختصر تقریر کے بعد جلسہ ۱۲ بجے برخاست ہوا،

تجاویز منظور شدہ اجلاس شعبۂ تعلیم ثانوی،

(۱)

"اس کانفرنس کی رائے میں ہندوستان کی ثانوی تعلیم کا موجودہ نظام ہر لحاظ سے ناقص ہے، لیکن اس کی تنظیم جدید کے لئے جو تجاویز یو پی کی حکومت اور دوسرے تعلیمی محکموں نے گزشتہ چند سال میں پیش کی ہیں، نامکمل، ناقابل اطمینان اور سطحی ہیں اور اس کی معقول اور موثر تنظیم اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک

قومی زندگی اور قومی تمدن کے نصب العین کا صحیح تعین نہ کیا جائے، اور تعلیم کو اس نصب العین کے حصول کا ذریعہ نہ بنایا جائے،،

محرک۔ سید تحمل حسین صاحب پروفیسر ٹریننگ کالج،

موید۔ محمد عاقل صاحب،

(۲)

،، یہ کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ شعبہ تعلیم ثانوی اس کانفرنس کا ایک مستقل شعبہ قرار دیا جائے اور اس کی نگرانی کے لئے ایک کمیٹی اس غرض سے مقرر کی جائے کہ ثانوی تعلیم کے مسائل پر مسلمانوں کے نقطہ نظر سے غور کرے اور اسلامی مدارس کو تعلیمی اور انتظامی امور میں مشورہ دے، اس کمیٹی کا صدر مقام علی گڑھ ہو، اور وہ دوران سال میں وقتاً فوقتاً اپنے جلسے کرے اور بیرونی ممبروں سے خط وکتابت کے ذریعہ مشورہ کرتی رہے،

اس کمیٹی کے ممبر آئندہ تین سال کے لئے حسب ذیل حضرات ہوں اور انھیں ممبروں کی تعداد میں اضافہ کا اختیار ہو،

۱۔ ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب (جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی)
۲۔ ڈاکٹر سید عابد حسین صاحب (جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی)
۳۔ پروفیسر عبد المجید قریشی صاحب ایم اے،
۴۔ سلطان محی الدین صاحب (ڈپٹی ڈائرکٹر تعلیمات میسور،
۵۔ سید تحمل حسین صاحب پروفیسر ٹریننگ کالج (مسلم یونیورسٹی)
۶۔ سید نور اللہ صاحب (انسپکٹر مدارس بمبئی)
۷۔ حبیب الرحمن صاحب پروفیسر ٹریننگ کالج (مسلم یونیورسٹی علی گڑھ)
۸۔ بشیر احمد صاحب ہاشمی (پروفیسر ٹریننگ کالج لاہور)
۹۔ خواجہ غلام السیدین صاحب پرنسپل ٹریننگ کالج (سکرٹری)
۱۰۔ شاہ عالم خاں صاحب (انسپکٹر ونہکلر مدارس پشاور)
۱۱۔ سید محمد اعظم صاحب (پرنسپل سٹی کالج حیدرآباد دکن)
۱۲۔ سید الطاف حسین صاحب (ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی اسکول اٹاوہ)

محرک۔ رشید احمد صاحب صدیقی،
موئد۔ آل احمد صاحب سرور،

مندرجہ بالا تجویزوں کے علاوہ دو تجویزیں اور پیش ہوئیں جن کے متعلق یہ طے پایا کہ مندرجہ بالا کمیٹی کے سپرد کی جائیں یہ تجاویز حسب ذیل ہیں،

(الف) اس کانفرنس کی رائے میں ثانوی تعلیم کے زمانہ میں عربی زبان کی تعلیم، مضمون اسلامیات کا جز ہونی چاہئے، مسلم یونیورسٹی کے مدارس میں اس کا اہتمام فی الفور ہو جانا چاہئے"

محرک۔ مولوی سراج الدین احمد صاحب (بہاولپور)
موئد۔ لفٹنٹ کرنل ضیاء الدین احمد صاحب،

(ب) یہ جلسہ بچوں کے طبعی رجحانات کا خیال کرتے ہوئے یہ تجویز کرتا ہے کہ ابتدائی پانچ درجوں کے بعد یعنی نویں جماعت سے انگریزی زبان اختیاری ہونی چاہئے"

محرک۔ سید محمد ٹونکی صاحب،
موئد۔ سید خواجہ عبدالقادر صاحب،

عام اجلاس کانفرنس

صدر

مولوی حاجی ابوالحسن صاحب ڈائرکٹر تعلیمات ریاست کشمیر

۲۹۔ مارچ ۱۹۳۶ء کی سہ پہر کو بوقت ۲ ½ بجے کانفرنس کا اجلاس عام "اسٹریچی ہال" میں شروع ہوا، سب سے پہلے مولانا ابوبکر محمد شیث صاحب ناظم دینیات مسلم یونیورسٹی نے قرآن مجید کی تلاوت کی اس کے بعد مولوی سید طفیل احمد صاحب کی تحریک اور سید الطاف علی صاحب ہیڈ اسسٹنٹ دفتر کانفرنس کی تائید سے مولوی حاجی ابوالحسن صاحب (ڈائرکٹر

تعلیمات ریاست کشمیر اجلاس کے صدر قرار پائے اس کے بعد حسب ذیل شعبوں کے اجلاس کی رپورٹیں اس کے سکرٹریوں کی طرف سے پیش ہو کر منظور ہوئیں،

۱۔ رپورٹ شعبۂ اسلامی علوم و فنون،
۲۔ رپورٹ اردو پریس کانفرنس،
۳۔ 〃 اردو کانفرنس،
۴۔ 〃 شعبۂ تعلیم ثانوی،
۵۔ 〃 شعبۂ خواندگی و تعلیم بالغان،
۶۔ 〃 شعبۂ ٹیکنیکل تعلیم،
۷۔ 〃 شعبۂ مدارس اسلامیہ،

اس کے بعد پروفیسر خلیل مراد صاحب نے اینگلو عربک کالج دہلی کے متعلق حسب ذیل رزولیوشن پیش کیا،

"چونکہ اینگلو عربک کالج اور اس کے متعلقہ تین ہائی اسکول ہندوستان کے اہم تعلیمی مرکزوں میں شمار ہوتے ہیں جن میں ۔ ۔ ۔ ہ طلبہ زیر تعلیم ہیں، لیکن ان اداروں کی مالی حالت سخت خراب ہو رہی ہے جس سے ان اداروں کی ترقی، توسیع اور بہبودی میں رکاوٹیں پیش آ رہی ہیں اعتماد الدولہ ٹرسٹ (وقف) کی ابتداء کے وقت گورنمنٹ نے معطی کی خواہش اور غرض کو پورا کرنے اور اعتماد الدولہ فنڈ کے اداروں کو مسلمانوں کی تعلیم کے لئے چلانے کی تمام تر ذمہ داری اپنے اوپر لی تھی، اور گورنمنٹ صوبہ دہلی میں مسلمانوں کی تعلیم پر اس نسبت سے بہت کم خرچ کر رہی ہے جو ان کی آبادی، اور تعلیمی پستی کے لحاظ سے ضروری ہونا چاہئے،

لہذا آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا یہ جلسہ صوبۂ دہلی کے چیف کمشنر سے درخواست کرتا ہے کہ اعتماد الدولہ فنڈ کے منتظم ہونے کی حیثیت سے ان کو لازم ہے کہ ان تعلیمی اداروں کے لئے نہایت فیاضانہ خاص گرانٹ (مالی امداد) کی سفارش کریں، جس سے ان کی مالی مشکلات دور ہو جائیں،

نیز یہ جلسہ دہلی کے دولتمند مسلمانوں اور مالدار اسلامی اوقاف کو توجہ دلاتا ہے کہ ان اداروں کو تباہی سے بچانے کی سعی کریں جنہوں نے ان کی قوم کی ایسی خدمات انجام دی ہیں "

مولوی سید طفیل احمد صاحب کی تائید کے بعد یہ رزولیوشن بالاتفاق پاس ہوا، اس کے بعد جناب صدر نے ایک مختصر اختتامی تقریر میں جملہ مہمانوں اور کارکنوں کا شکریہ ادا کیا اور اجلاس بخیر و خوبی ختم ہوا،

جلسہ تقسیم انعامات نمائش

سہ پہر کا اجلاس ختم ہونے کے بعد ۸ بجے شب کو نمائش کے پنڈال میں متصل بشلر جغرافیہ بلڈنگ ایک شاندار جلسہ تعلیمی نمائش کے انعامات تقسیم کرنے کی غرض سے زیر صدارت خاکسار آنریری سکرٹری منعقد ہوا،

اس جلسہ میں آنریری سکرٹری نے اُن تمام اصحاب کا تفصیلی شکریہ ادا کیا جنھوں نے اپنی مہربانی سے کانفرنس کی پنجاہ سالہ جوبلی اور نمائش کے سلسلہ میں کوئی خدمت انجام دی ہے، سکرٹری نے سب سے پہلے صدر اجلاس جوبلی نواب سی عبد الحکیم صاحب اور صدر جماعت استقبالیہ نواب بہادر ڈاکٹر الحاج سر محمد مزمل اللہ خاں صاحب بہادر بالقابہ اور وائس چانسلر صاحب پرو وائس چانسلر صاحب، اسٹیوارڈ صاحب اور مسلم یونیورسٹی کے اسٹاف کا شکریہ ادا جنھوں نے جوبلی کے متعلق خاص دلچسپی ظاہر کرکے مختلف خدمات انجام دیں، اسی سلسلہ میں سکرٹری صاحب نے اُن طلبہ کا شکریہ بھی ادا کیا جنھوں نے جوبلی اور نمائش کے سلسلہ میں محنت و مستعدی سے کام کیا بعد ازاں جملہ شعبوں کے صدر اور سکرٹریوں کا شکریہ ادا کیا جن کی توجہ اور کوشش سے شعبوں کے اجلاس کامیاب ہوئے، پھر اسی سلسلہ میں سکرٹری نے لفٹنٹ کرنل ضیاء الدین احمد صاحب ڈائرکٹر تعلیمات ریاست بھاولپور، پروفیسر ڈاکٹر عبد الستار صاحب صدیقی (الہ آباد یونیورسٹی) اور مولوی حاجی ابو الحسن صاحب ڈائرکٹر تعلیمات ریاست کشمیر کا شکریہ ادا کیا کیونکہ ان سب معزز و لائق اصحاب نے نواب سی عبد الحکیم صاحب کے تشریف لے جانے کے بعد یکے بعد دیگرے کانفرنس کے اجلاس عام کی صدارت فرمائی، نیز ان تمام اصحاب کا شکریہ ادا

کیا جنھوں نے مختلف شعبوں کے اجلاس میں پُرمغز علمی مقالات پڑھ کر کانفرنس کے شعبوں کو مفید و کامیاب بنایا،

بعد ازاں ان تمام اصحاب کا شکریہ ادا کیا جنھوں نے سامان کی فراہمی، کیمپ کی ترتیب و آرائش، صفائی، نگرانی، روشنی، اور مہمانداری کے سلسلہ میں مختلف کارآمد خدمات انجام دیں،
اس کے بعد سکرٹری نے سید حسن صاحب تحصیلدار کا خاص طور پر شکریہ ادا کیا جن کی غیر معمولی توجہ اور دلچسپی سے سامان کی فراہمی اور کیمپ کی ترتیب میں غیر معمولی امداد حاصل ہوئی،
اس کے بعد شروانی خاندان کے اُن رؤساء کا شکریہ ادا کیا جنھوں مہمانداری کے متعلق مالی امداد دی اور اپنی دلچسپی ظاہر کی،

بعد ازاں یونیورسٹی ہائی اسکول کے اسکاؤٹ اور ماسٹر شبیر احمد صاحب کا شکریہ ادا کیا جنھوں نے مسلسل کئی روز تک کیمپ کا نظام قائم رکھنے اور مہمانوں کی آسائش کے سلسلہ میں بڑی محنت و سنعدی سے کام کیا،

پروفیسر عبد المجید صاحب قریشی آنریری جائنٹ سکرٹری کانفرنس اور مولوی سید طفیل احمد صاحب علیگ کا خصوصیت کے ساتھ شکریہ ادا کیا گیا کیونکہ جوبلی کی تحریک کو آگے بڑھانے میں بڑا حصہ اور اصلی کارنامہ ان دونوں صاحبوں کا ہے میرا اس میں بہت کم حصہ ہے

اس کے بعد ان ملکی اخبارات کا بہت بہت شکریہ ادا کیا کہ جنھوں نے نہایت مہربانی اور فراخدلی سے جوبلی کے سلسلہ میں ہر قسم کے اعلانات بے تکلف شائع کئے اور اس کی تائید میں مضامین لکھے، اور اس تحریک کو تمام ملک میں پھیلایا جس سے کانفرنس کو بہت فائدہ پہنچا،

آخر میں سید الطاف علی صاحب ہیڈ اسسٹنٹ دفتر کانفرنس، اور محمد اکرام اللہ خاں ندوی لٹریری اسسٹنٹ و ایڈیٹر کانفرنس گزٹ اور عملہ کانفرنس کا شکریہ ادا کیا، جو تقریباً سال بھر تک جوبلی کے سلسلہ میں محنت شاقہ میں معروف رہے، اسی سلسلہ میں شیخ کریم الدین صاحب ٹھیکہ دار کا شکریہ ادا کیا جنھوں نے بحالت علالت کانفرنس کی جوبلی کے سلسلہ میں دو مرتبہ مدراس کا سفر کیا

شکریہ کے بعد خاکسار آنریری سکرٹری نے نمائش کے سلسلہ میں مختلف تمغے اور دوسرے انعامات تقسیم کئے سر انعام کی تقسیم خصوصاً جامعہ ملیہ کے چھوٹے چھوٹے بچوں دلچسپی کے انعام پانے پر حاضرین گرمجوشی کا اظہار کرتے اور انعام پانیوالوں کو مبارکباد دیتے تھے، ان کا انعامات میں خاص حصہ تھا اور وہاں سے بہت کثیر سامان آیا تھا،

نمائش کے سلسلہ میں جو سامان اور زنانہ دستکاریوں کے جو قابل قدر نمونے ہندوستان کے مختلف صوبوں سے آئے تھے ابھی اُن کی مفصل رپورٹ اور انعام پانے والوں کی فہرست سکرٹری صاحب شعبۂ نمائش نے عنایت نہیں کی ہے،

لیکن جن ہزاروں اصحاب نے نمائش کے سب سامان اور زنانہ دستکاریوں کے مختلف نمونوں اور دوسرے مصنوعات کا ملاحظہ کیا ہے، انھیں بخوبی اندازہ ہے کہ تھوڑی سی مدت میں کس قدر کثیر اور بیش قیمت سامان جس میں بہت سی چیزیں جاذب توجہ تھیں نمائش کے موقع پر خاص محنت و کوشش سے فراہم کیا گیا تھا،

طبیہ کالج (مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) نے بھی نمائش سے خاص دلچسپی کا اظہار کیا تھا، چنانچہ اپنا تمام بیش قیمت سامان جو ابھی تک منظر عام پر نہیں آیا تھا، نمائش میں رکھنے کے لئے بھیجدیا تھا، نیز خاکسار آنریری سکرٹری کانفرنس نے اپنے کتب خانے کی بہت سی نایاب اور نادر الوجود کتابیں کافی تعداد میں حبیب گنج سے نمائش کے لئے بھیجی تھیں غرض مجموعی حیثیت سے یہ نمائش اس قدر گوناگوں سامان پر مشتمل تھی کہ ہر شخص کے ذوق کا سامان اُس میں موجود تھا،

نمائش کے باہر کتابوں کی متعدد دکانیں بھی قائم کی گئی تھیں جو باہر سے آئی تھیں، ان دکانوں میں اردو کی جدید مطبوعات کا بہت بڑا ذخیرہ تھا، مسلم یونیورسٹی کے طلبا اور دوسرے اصحاب کا یہاں ہجوم رہتا تھا،

سنہ ۱۹۲۵ء کے بعد یہ پہلا موقع تھا کہ ہندوستان کے مختلف صوبوں کے سربرآوردہ اور تعلیم یافتہ اصحاب کا اس قدر مجمع علی گڑھ میں ہوا،

کانفرنس گزٹ علی گڑھ

یعنی

آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا تعلیمی و اصلاحی اخبار

زیر نگرانی

نواب صدر یار جنگ بہادر آنریری سکرٹری کانفرنس

مہینہ میں چار بار شائع ہوتا ہے اور اس میں علی گڑھ کی تعلیمی تحریک مسائل تعلیم و تربیت موجودہ نظام تعلیم اور اصلاح تمدن و معاشرت پر بحث کی جاتی ہے۔ ہندوستان کے اسلامی پریس نے نہایت عمدہ و حوصلہ افزا الفاظ میں اس پر ریویو کیا ہے اور اس کے اخلاقی و اصلاحی بلند پایہ مضامین کی خاص طور پر مدح و ستائش کی ہے۔ طلبہ، اساتذہ، والدین اور عام ناظرین غرض سب کے لئے اس کا مطالعہ مفید اور ضروری ہے۔ اخبار بہت عمدگی و نفاست سے اچھے کاغذ پر چھپتا ہے اور متعدد تعلیم یافتہ و لائق اصحاب اس میں بلند پایہ مضامین لکھتے ہیں اور جدید تالیفات پر خاص اہتمام سے ریویو کر کے ارباب تالیف کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ نمونہ ایک کارڈ لکھنے پر مفت ملتا ہے قیمت سالانہ ۳ روپے ہ

اڈیٹر:۔ محمد اکرام اللہ خاں ندوی

کانفرنس گزٹ کے متعلق پراونشل مسلم ایجوکیشنل کانفرنس صوبجات متحدہ کا رزولیوشن

(جو کانفرنس مذکور کے اجلاس دہم منعقدہ ۲۰ ۔ ۵ ۔ اکتوبر ۱۹۳۳ء میں پاس ہوا)

"یہ کانفرنس اس امر کو بہ نظر استحسان دیکھتی ہے کہ آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس نے تعلیمی و اصلاحی اغراض نیز اپنے مقاصد کی تبلیغ و اشاعت کیلئے اپنا اخبار **کانفرنس گزٹ** جاری کیا ہے جو اپنے مفید و پر مغز تعلیمی و اصلاحی مضامین کی بنا پر اہل علم کی ستائش حاصل کر چکا ہے کیونکہ ہر سی ٹیوشن کیلئے ایک آرگن کی ضرورت مسلم ہے یہ کانفرنس اس اخبار کی ضرورت تسلیم کرتے ہوئے پبلک کو اس کی مالی و اخلاقی اعانت پر متوجہ کرتی ہے نیز نواب بہادر سر **محمد مزمل اللہ خاں** بالقابہ کا شکریہ ادا کرتی ہے کہ ممدوح نے سنہ رواں میں پانسو روپیہ عطا فرما کر اس کی بنیاد کو مستحکم فرمایا۔"

ملنے کا پتہ:۔ **صدر دفتر کانفرنس سلطان جہاں منزل علی گڑھ**

مستقل عطیات امراء و فرماں روایانِ ملک

نمبر شمار	اسمائے گرامی	رقم سالانہ		
		پائی	آنہ	روپیہ
۱	گورنمنٹ نظام حیدرآباد دکن	۰	۰	۶۰۰۰
۲	دربار بھوپال	۰	۰	۱۲۰۰
۳	دربار بھاولپور	۰	۰	۱۲۰۰
۴	دربار جاورہ	۰	۰	۶۰۰
	میزان	۰	۰	۹۰۰۰



فہرست لائف ممبران آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس علی گڑھ

جو صاحب ایک سو پچیس روپیہ یکمشت مرحمت فرماتے ہیں وہ تاحیات کانفرنس کے ممبر رہتے ہیں انھیں پھر سالانہ چندہ دے کر حقوق ممبری حاصل کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

---

(۱) منشی محمد ابراہیم خاں صاحب اورسیر گوہانہ ضلع رہتک،

(۲) نواب عماد جنگ بہادر متصل مدرسہ عالیہ حیدرآباد دکن،

(۳) منشی محمد عزیز الدین صاحب ٹھیکیدار رئیس سوجان پور ضلع گورداسپور،

(۴) مولوی حافظ ثابت علی صاحب وکیل درجہ اول سنگاریڈی ضلع میدک حیدرآباد دکن

(۵) مسٹر نارائن راؤ صاحب " " " " "

(۶) سید عبداللہ شاہ صاحب بی اے فارن منسٹر ریاست مالیر کوٹلہ،

(۷) سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب سوداگر بیوپار ریاست جودھپور،

(۸) کپتان نواب سر حافظ احمد سعید خاں صاحب ایم بی ای، کے سی آئی ای سابق گورنر صوبہ متحدہ رئیس چھتاری ضلع بلند شہر،

(۹) نواب صدر یار جنگ بہادر مولوی حاجی محمد حبیب الرحمٰن خاں صاحب شروانی رئیس حبیب گنج ضلع علی گڑھ

(۱۰) محمد عابد خاں صاحب شروانی رئیس بھیکم پور ضلع علی گڑھ،

(۱۱) خان بہادر کنور محمد عبدالجلیل خاں صاحب رئیس دھرم پور ضلع بلند شہر

(۱۲) نواب حیدر نواز جنگ محمد اکبر نذر علی صاحب حیدری بی اے فنانس منسٹر حضور نظام حیدرآباد دکن،

(۱۳) حسن لطیف صاحب ڈویژنل انجنیر حیدرآباد دکن،

(۱۴) نواب کرامت جنگ مولوی محمد کرامت اللہ صاحب ناظم تعمیرات حیدرآباد دکن،

(۱۵) خان افضل محمد خاں صاحب ناظم تعلیمات ریاست حیدرآباد دکن،

(۱۶) راجہ داس دیو صاحب نواسہ راجہ دلسکھ رام صاحب بہادر آنجہانی حیدرآباد دکن،

(۱۷) مسز سروجنی نائیڈو صاحبہ حیدرآباد دکن،

(۱۸) نواب فرید نواز جنگ بہادر نبیرہ نواب اقبال الدولہ بہادر مرحوم حیدرآباد دکن،

(۱۹) نواب لطافت جنگ بہادر معین المہام افواج سرکار عالی حیدرآباد دکن،

(۲۰) مولوی محمد غلام اکبر خاں صاحب جج ہائیکورٹ حیدر آباد دکن،

(۲۱) نواب رسول یار جنگ بہادر انسپکٹر پائیگاہ سر آسمان جاہی و خورشید جاہی حیدر آباد دکن،

(۲۲) نواب نظامت جنگ بہادر حیدر آباد دکن،

(۲۳) نواب زادہ میر حفیظ الدین خاں صاحب رئیس نواب محل سورت،

(۲۴) نواب فخر یار جنگ مولوی محمد فخر الدین احمد صاحب بی اے معتمد فنانس حیدر آباد دکن،

(۲۵) احمد نذر محمد فتح علی شیخ احمد صاحب بمبئی،

(۲۶) نواب میر مسعود عالم خاں صاحب (آف بیلہ) رئیس نواب محل سورت،

(۲۷) مسٹر دنو ہری صاحب کمشنر حیدر آباد دکن،

(۲۸) نواب مرزا یار جنگ مرزا سمیع اللہ بیگ صاحب چیف جسٹس حیدر آباد دکن،

(۲۹) سید نور الباقی صاحب جاگیر دار حیدر آباد دکن،

(۳۰) مولوی محمد عبد الحق صاحب بی اے آنریری سکرٹری انجمن ترقی اردو و پروفیسر جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن،

(۳۱) سیٹھ حاتم بھائی غلام حسین صاحب بیگم پورہ سورت،

(۳۲) سیٹھ عبد الحسین عبد الکریم صاحب اسٹیشن روڈ مقابل دفتر مالگزاری حیدر آباد دکن،

(۳۳) آنریبل صالح بھائی عبد الکریم صاحب بڑودہ والا بمبئی،

(۳۴) منشی محمد عبد الحکیم صاحب وائس پریسیڈنٹ ایجوکیشنل ایسوسی ایشن مدراس،

(۳۵) سر عبد الرحیم صاحب کے سی ایس آئی لنڈن اسٹریٹ کلکتہ،

(۳۶) محمد حسن صاحب صدیقی کٹرپہ،

(۳۷) ولی اللہ پاشا صاحب نمبر ۱۳ مدراس،

(۳۸) سیٹھ محمد موسیٰ صاحب نمبر ۲۳ گڈ نگ گلی مدراس،

(۳۹) خان بہادر مولوی محمد خلیل الرحمن خاں صاحب رئیس بھیکم پور ضلع علی گڑھ،

(۴۰) مولوی محمد جان خاں صاحب رئیس دادوں ضلع علی گڑھ،

(۴۱) خان بہادر حافظ محمد حلیم صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ کانپور،

(۴۲) مسٹر سلیمان بی طیب جی صاحب رئیس بمبئی،

(۴۳) آنریبل جسٹس سر پرمودا چرن بنرجی صاحب سابق جج ہائیکورٹ الہ آباد،

(۴۴) مسٹر بکلر مالک کارخانہ بکلر اینڈ کو منصوری ضلع نینی تال،

(۴۵) میاں محمد عبدالغفور صاحب معرفت خان بہادر حافظ محمد حلیم صاحب رئیس کانپور،

(۴۶) میاں محمد نذیر صاحب " " " "

(۴۷) سی آر اوکڈن سی ایس آئی، وی ڈی، آئی سی ایس سابق ممبر بورڈ آف ریونیو یوپی گورنمنٹ انگلستان،

(۴۸) بابو عطا محمد صاحب بی اے ایل ایل بی رئیس گوجرانوالہ پبلک پراسیکیوٹر گجرات،

(۴۹) سیٹھ ہارون آدم اینڈ کو زکریا مسجد بمبئی،

(۵۰) خان بہادر سیٹھ محمد علی اے قادر کانگا ناگدیوی پوسٹ نمبر ۳ بمبئی،

(۵۱) آنریبل سر فاضل بھائی کریم بھائی صاحب رئیس۔ اسپلینڈ روڈ بمبئی،

(۵۲) ایس مہر بخش میاں صاحب تاجر دھارادی بمبئی،

(۵۳) سیٹھ محمد علی اللہ بخش صاحب سوداگر بمبئی،

(۵۴) شیخ محمد ابراہیم صاحب ولد حاجی قادر بخش صاحب تاجر چرم چینا پاڑہ نمبر ۳ کلکتہ،

(۵۵) ممتاز الدولہ نواب محمد مکرم علی خاں صاحب رئیس پہاسو ضلع بلند شہر،

(۵۶) کنور لکشمی راج سنگھ صاحب رئیس بھانا ضلع علی گڑھ،

(۵۷) منشی محمد عبدالمجید خاں صاحب رئیس چندیرو ضلع بلند شہر،

(۵۸) سردار بالا صاحب بینتوے جاگیردار گوالیار،

(۵۹) پنڈت اقبال نراین صاحب ہسر چھاونی مرار ریاست گوالیار،

(۶۰) مسٹر ایف ریناڈس سابق سپرنٹنڈنٹ پولس علی گڑھ،

(۶۱) سردار محمد نواز خاں صاحب رئیس کوٹ سردار خاں تحصیل فتح جنگ ضلع اٹک،

(۶۲) میجر جنرل راؤ راجہ گنپت راؤ صاحب راجواڑہ مشیر خاص مہاراجہ سیندھیا لشکر ریاست گوالیار،

(۶۳) چودھری رگھو راج سنگھ صاحب رئیس شکارپور ضلع بلند شہر،

(۶۴) سید محمد حسین صاحب رئیس اورنگ آباد ضلع بلند شہر،

(۶۵) سید حاتم علی صاحب " " "

(۶۶) راجہ سورج پال سنگھ صاحب بہادر تعلقہ دار اراوہ گڑھ ضلع ایٹہ،

(۶۷) سید صدیق علی صاحب رئیس گلاؤٹھی ضلع بلند شہر،

(۶۸) سید عبدالعزیز صاحب رئیس اورنگ آباد ضلع بلند شہر،

(۶۹) سیٹھ طیب بھائی عیسے بھائی تھانہ والا پارسی گلی بمبئی،

(۷۰) سیٹھ اسمٰعیل احمد حاجی موسیٰ صاحب بدری بلڈنگ بمبئی،
(۷۱) علی محمد علی بخش موبوی صاحب ڈپٹی میونسپل کمشنر بمبئی،
(۷۲) سیٹھ اعظم احمد اسمٰعیل صاحب آنریری سپرنٹنڈنٹ مدرسہ محمدیہ بیٹری والا ہائی اسکول راندیر سورت،
(۷۳) مسٹر محمد علی جناح بارسٹرایٹ لا ہائیکورٹ بمبئی،
(۷۴) مسٹر جے کے نریمان اسکوائر بارسٹرایٹ لا وکٹوریہ کراس روڈ مجگاؤں بمبئی،
(۷۵) حسین بھائی جیون جی بورس والا قاضی سید اسٹریٹ بمبئی،
(۷۶) سیٹھ حاجی فتح محمد غنی صاحب باٹلی والے چکلہ اسٹریٹ بمبئی،
(۷۷) لالہ پیارے لال صاحب سوت والے محلہ کنوری گنج علی گڑھ،
(۷۸) منشی قاضی نظام الدین صاحب جنرل کنٹر کٹر اجین،
(۷۹) مرزا وفا رعلی بیگ صاحب تعلقہ دار بڑا گاؤں ضلع سیتاپور
(۸۰) ایچ ڈی ایم وید صاحب مرچنٹ کمیشن ایجنٹ مارشیس،
(۸۱) شیام راؤ نراین راؤ صاحب دیش مکھ مرہٹہ مالگزار کالاپیپل پرگنہ شجاعل پور ضلع شاجاپور ریاست گوالیار،
(۸۲) نواب سید حامد حسین خاں صاحب سلطنت منزل حامد روڈ لکھنؤ،
(۸۳) راجہ سید اکبر علی خاں صاحب رئیس پنڈراول ضلع بلند شہر،
(۸۴) نواب زادہ خواجہ محمد افضل خاں صاحب ڈھاکہ،
(۸۵) کنور محمد کرامت علی خاں صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ سعد آباد ضلع متھرا،
(۸۶) خان بہادر قریشی محمد حیات صاحب ای اے سی آنریری مجسٹریٹ سرگودھا ضلع شاہ پور پنجاب،
(۸۷) سیٹھ لقمان بھائی صاحب رئیس اعظم اجین ریاست گوالیار،
(۸۸) راجہ سید محمد مہدی صاحب تعلقہ دار پیرپور ضلع فیض آباد،
(۸۹) راجہ محمد ممتاز علی خاں صاحب تعلقہ دار اترولہ ضلع گونڈہ،
(۹۰) شیخ محمد امین صاحب کنٹر کٹر کافی شاپ چھاؤنی فیض آباد،
(۹۱) نواب زادہ لیاقت علی خاں صاحب رئیس مظفر نگر،
(۹۲) سید حسن علی خاں صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ جانسٹھ ضلع مظفر نگر،
(۹۳) راجہ محمد یٰسین علی خاں صاحب تعلقہ دار دیوگاؤں ضلع فیض آباد،
(۹۴) حافظ عبد القیوم صاحب سوداگر پیڑول فیض آباد،

(۹۵) نواب زادہ ملک امیر محمد خاں صاحب رئیس اعظم کالا باغ ضلع میانوالی'

(۹۶) آنریبل نواب بہادر ڈاکٹر سر حاجی محمد مزمل خاں صاحب بہادر کے سی آئی ای' او بی ای رئیس بھیکم پور ضلع علی گڑھ

(۹۷) چودھری محمد عبداللہ صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ'

(۹۸) نواب محمد شاہ نواز خاں صاحب رئیس جلال آباد ضلع فیروزپور'

(۹۹) قاضی محمد حسین صاحب پرو وائس چانسلر جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن'

(۱۰۰) مولوی شیر محمد خاں صاحب مددگار ناظم تعلیمات حیدرآباد دکن'

(۱۰۱) نواب مہدی جنگ بہادر حیدرآباد دکن'

(۱۰۲) خان بہادر احمد علاؤالدین صاحب او بی ای سکندرآباد دکن'

(۱۰۳) نواب مہدی یار جنگ بہادر صدر المہام سیاسیات حیدرآباد دکن'

(۱۰۴) مولوی سجاد مرزا صاحب پرنسپل ٹریننگ کالج حیدرآباد دکن'

(۱۰۵) سید شاہ نواز صاحب ٹھیکیدار ڈیرہ سیداں متصل مندرہ ریلوے اسٹیشن تحصیل گوجرخاں ضلع راولپنڈی

(۱۰۶) نواب دوست محمد خاں صاحب معرفت عبداللہ پاشا ایڈوکیٹ حیدرآباد'

(۱۰۷) خان بہادر شیخ محمد جان صاحب ہوزری مرچنٹ ۸۰ کولوٹولہ اسٹریٹ کلکتہ'

(۱۰۸) جیون بخش فیروزالدین صاحب " " " "

(۱۰۹) نواب محی الدین یار جنگ بہادر ہلسٹر منزل حیدرآباد'

(۱۱۰) ہز ہائینس نواب غلام مہین الدین صاحب بہادر بالقابہ مانا وادر

(۱۱۱) نواب سعادت علی خاں صاحب رئیس موچی گیٹ لاہور'

(۱۱۲) خان بہادر محمد مونس خاں صاحب رئیس وناؤلی ضلع علی گڑھ'

(۱۱۳) نواب زادہ محمد صداقت علی خاں صاحب بہادر رئیس مظفرنگر'

(۱۱۴) ہز ہائینس نواب کمال خاں جی جیون خاں جی ریاست بجانہ کاٹھیاوار'

(۱۱۵) نواب خسرو جنگ بہادر میجر جنرل منسٹر - سرینگر'

(۱۱۶) مسٹر ابراہیم حکیم جی صاحب چھاونی راولپنڈی'

(۱۱۷) خان بہادر شیخ محمد اسمٰعیل صاحب رئیس آنریری مجسٹریٹ درجہ اول' راولپنڈی'

(۱۱۸) امین الملک سر مرزا محمد اسمٰعیل صاحب کے' ٹی' سی آئی ای' دیوان ریاست میسور-بنگلور'

گوشوارہ تعداد ممبران و وزیٹران آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس بابت ۱۹۳۶ء اجلاس منعقدہ علی گڑھ

نمبر شمار	تفصیل صوبہ	ممبران خصوصی				ممبران عمومی				وزیٹران				متفرق چندہ دہندگان				میزان			
		تعداد	رقم			تعداد	رقم			تعداد	رقم			تعداد	رقم			تعداد	رقم		
۱	صوبہ متحدہ آگرہ و اودھ	۶۹	.	.	۷۱۲	۱۷۸	.	.	۸۹۰	۴۳	.	۴	۲۱۷	۲	.	۹		۲۹۲	.	۱۳	۱۸۱۹
۲	صوبہ پنجاب	۱۷	.	.	۱۷۰	۳۵	.	.	۱۷۵	۱	.	.	۲	۱	.	.	۱۸	۵۴	.	.	۳۶۵
۳	صوبہ سرحد	۱	.	.	۱۰	۵	.	.	۲۵	.	.	.	.	.	.	.	.	۶	.	.	۳۵
۴	صوبہ بنگال	۱۲	.	.	۱۲۰	۲۷	.	.	۱۳۵	۳	.	.	۶	.	.	.	.	۴۲	.	.	۲۶۱
۵	صوبہ بہار	۲	.	.	۲۰	۶	.	.	۳۰	۱	.	.	۲	.	.	.	.	۹	.	.	۵۲
۶	صوبہ متوسط و برار	۳	.	.	۴۵	۱۷	.	.	۸۵	.	.	.	.	.	.	.	.	۲۰	.	.	۱۳۰
۷	مدراس	۱	.	.	۱۰	۴	.	.	۲۰	.	.	.	.	.	.	.	.	۵	.	.	۳۰
۸	آسام	.	.	.	.	۱	.	.	۵	.	.	.	.	.	.	.	.	۱	.	.	۵
۹	صوبہ دلی	.	.	.	.	۶	.	.	۳۰	.	.	.	.	.	.	.	.	۶	.	.	۳۰
۱۰	صوبہ بمبئی و سندھ	۲۹	.	.	۳۷۵	۴۷	.	.	۲۳۵	.	.	.	.	.	.	.	.	۷۶	.	.	۶۱۰
۱۱	حیدرآباد دکن	[illegible]	۶	۱۳	۸۷۶	۱۹	.	.	۹۵									[illegible]	۶	۱۳	۹۷۱
۱۲	بہاولپور	۱۶	.	.	۱۶۵	۱۶	.	.	۸۰	۲	.	.	۳	.	.	.	.	۳۴	.	.	۲۴۸
۱۳	متفرق ریاستہائے اسلامی	۲۰	.	.	۳۳۰	۲۰	.	.	۱۰۸	۱	.	.	۲	.	.	.	.	۴۱	.	.	۴۴۰
۱۴	غیر اسلامی ریاست	۱۱	.	.	۱۰۱	۲۸	.	.	۱۴۰									۳۹	.	.	۲۴۱
۱۵	صوبہ برہما	.	.	.	.	۳	.	.	۱۵									۳	.	.	۱۵
	میزان	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	.	[illegible]	[illegible]	.	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

گوشوارہ صوبہ متحدہ آگرہ و اودھ

نمبر شمار	تفصیل اضلاع	ممبران خصوصی		ممبران عمومی		ذرپڑان		متفرق چندہ دہندگان		میزان	
		تعداد	رقم	تعداد	رقم	تعداد	رقم	تعداد	رقم	تعداد	میزان
۱	آگرہ	۱	۲۲	۱۱	۵۵ . .					۱۲	۷۷ . .
۲	متھرا	۲	۲۰	۱	۵	۳	۶	۱	۸	۷	۳۱ ۸
۳	ایٹہ			۳	۱۵					۳	۱۵
۴	علی گڑھ	۳۱	۳۱۰	۲۱	۱۰۵	۱۴	۲۸			۶۶	۴۴۳
۵	الہ آباد			۶	۳۰					۶	۳۰
۶	کانپور	۳	۳۰	۲۲	۱۱۰	۱	۲			۲۶	۱۴۲
۷	فرخ آباد	۱	۱۰	۷	۳۵	۱	۲			۹	۴۷
۸	بنارس			۱	۵					۱	۵
۹	جونپور	۱	۱۰							۱	۱۰
۱۰	غازی پور	۱	۱۰	۱۱	۵۵	۲۷	۴۵			۳۹	۱۱۰
۱۱	باندہ	۱۰	۱۰۰	۱۵	۷۵	۳	۶			۲۸	۱۸۱
۱۲	ہمیرپور			۱	۵					۱	۵
۱۳	اعظم گڈھ			۱	۵					۱	۵
۱۴	بریلی	۲	۲۰	۸	۴۰	۷	۱۳			۱۷	۷۳
۱۵	مرادآباد	۲	۲۵	۱۹	۹۵	۹	۱۷			۳۰	۱۳۷
۱۶	بجنور			۷	۳۵	۱۱	۱۹			۱۸	۵۴
۱۷	پیلی بھیت			۲	۱۰	۸	۱۵			۱۰	۲۵
۱۸	بدایوں			۲	۱۰	۱	۱			۳	۱۱
۱۹	میرٹھ	۵	۵۵	۸	۴۰	۵	۹			۱۸	۱۰۳
۲۰	بلند شہر	۲	۲۰	۶	۳۰	۶	۱۳			۱۵	۶۳

نمبر	تفصیل اضلاع	ممبران خصوصی		ممبران عمومی		وزیٹران		متفرق چندہ دہندگان		میزان	
		تعداد	رقم	تعداد	رقم	تعداد	رقم	تعداد	رقم	تعداد	رقم
۲۱	سہارنپور	۵	۵۰	۶	۳۰	۱۴	۲۷			۲۵	۱۰۷
۲۲	مظفرنگر	۲	۲۰	۱۱	۵۵	۷	۱۴ ۴	۱	۱	۲۱	۸۹ ۵
۲۳	ڈیرہ دون			۳	۱۰					۳	۱۰
۲۴	اودھ	۱	۱۰ ۰ ۰	۷	۳۵					۸	۴۵
	میزان کل	۲۶	۲۱۴ ۰ ۰	[illegible]	۸۹۰	۱۱۶	۳۱۶ ۲	۳	۹	[illegible]	[illegible] ۱۳ ۰

رقم	نام چندہ دہندگان	نمبرشمار
	آگرہ	
	ممبران خصوصی	
عہ/	مولوی کلب حسین صاحب (علیگ) منیجر سعد آباد اسٹیٹ سعد آباد ہاؤس سول لائن	۱
	ممبران عمومی	
صہ/	مسٹر ایم یونس شی صاحب ہمدم لیدر اسٹور	۱
صہ/	عالیجاہ سیٹھ چھگن بھائی صاحب کوہ نور فٹ ویر	۲
صہ/	سید حسن الغفور صاحب بی اے ڈپٹی انسپکٹر مدارس اسلامیہ ہینگ منڈی	۳
صہ/	ڈاکٹر وزیر خاں صاحب ڈنٹسٹ پرتاب پورہ	۴
صہ/	مسٹر محمد الیاس صاحب لیدر مرچنٹ منٹولہ	۵
صہ/	سیٹھ احمد بھائی صاحب پروپرائٹر ایڈن فٹ ویر	۶
صہ/	مسٹر کریم الدین صاحب (علیگ) جرمنی کردم لیدر ایجنسی	۷
صہ/	مولوی مہدی حسن صاحب ایم اے ایل ٹی ہیڈ ماسٹر شعیب محمدیہ ہائی اسکول	۸
صہ/	سیٹھ صدیق بھائی صاحب مالک الگزنڈر فٹ ویر آبکاری روڈ	۹
صہ/	پیرزادہ شیخ محمد عزیز الدین احمد صاحب سب رجسٹرار فتحپور سیکری	۱۰
صہ/	خانصاحب ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خاں صاحب پنشنر سول سرجن باغ مظفر خاں	۱۱
صہ	میزان	
	متھرا	
	ممبران خصوصی	
	خان بہادر سید عبد الحسین صاحب ریٹائرڈ ڈسٹرکٹ جج مہابن	۱
عہ	مولوی سید عزت علی صاحب بی اے نائب تحصیلدار سعد آباد	۲
عہ	میزان	

رقم	نام چندہ دہندگان	نمبر شمار
	ممبران عمومی	
صہ/	چودھری پرم وت صاحب تحصیلدار سعد آباد	۱
	وزیٹران	
۱	منشی عبد المجید خاں صاحب سعد آباد ضلع متھرا	۱
۱	منشی محمد علی خاں صاحب " "	۲
۱	منشی خلیل بیگ صاحب " "	۳
۳	میزان	
	متفرق چندہ	
۸/	سید آل حسن منشی صاحب ماٹ ضلع متھرا	۱
	ایٹہ	
	ممبران عمومی	
صہ/	مولوی محمد اویس صاحب منیجر شمیم فاطمہ نسواں اسکول مارہرہ	۱
صہ/	چودھری محمد داؤد صاحب رئیس مارہرہ	۲
صہ/	چودھری محمد صالح صاحب رئیس منیجر مارلین اسلامیہ اسکول مارہرہ	۳
۱۵	میزان	
	علی گڑھ	
	ممبران ریسپشن کمیٹی	
۵	مولوی حاجی محمد مقتدیٰ خاں صاحب شروانی	۱
۵	پروفیسر حبیب الرحمن صاحب ٹریننگ کالج مسلم یونیورسٹی	۲
۵	خواجہ غلام السیدین صاحب پرنسپل " "	۳

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
۴	خان بہادر مولوی حاجی محمد عبید الرحمٰن خاں صاحب شیروانی رئیس حبیب گنج	عـه
۵	خان بہادر مولوی محمد حبیب اللہ خاں صاحب بی اے ریٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر ولایت منزل	عـه
۶	خانصاحب میر ولایت حسین صاحب بی اے حبیب منزل	عـه
۷	محمد عابد خاں صاحب رئیس بھیکم پور	عـه
۸	مولوی محمود حسن خاں صاحب بی اے ایل ایل بی ایڈوکیٹ	عـه
۹	شیخ محمد عطاء اللہ صاحب پروفیسر مسلم یونیورسٹی	عـه
۱۰	حکیم محمد شاہ خاں صاحب شکارپوری بالائے قلعہ	عـه
۱۱	کنور دولت محمد عبد السلام صاحب رئیس دہرم پور ہاؤس	عـه
۱۲	شاہ اودے رام صاحب زمیندار بازید پور	عـه
۱۳	پنڈت بلونت سنگھ صاحب رئیس موضع ڈبیا	عـه
۱۴	ٹھاکر لال گجندر سنگھ صاحب زمیندار موضع دھورالی	عـه
۱۵	چودھری یزدی علی خاں صاحب رئیس چیرمین سکندرہ راؤ	عـه
۱۶	شیخ محمد سراج الحق صاحب میونسپل کمشنر	عـه
۱۷	شیخ محمد ابراہیم صاحب "	عـه
۱۸	رانا ملوہو سنگھ صاحب رئیس سہاولی	عـه
۱۹	سید علی اوسط صاحب رئیس جلالی	عـه
۲۰	سید تجمل حسین صاحب ایم اے پروفیسر ٹریننگ کالج مسلم یونیورسٹی	عـه
۲۱	میاں نصیر الدین صاحب علوی سب جج	عـه
۲۲	حکیم محمد عبد اللطیف صاحب وائس پرنسپل طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی	عـه
۲۳	مولوی رشید احمد صاحب صدیقی چیرمین اردو ڈپارٹمنٹ مسلم یونیورسٹی	عـه
۲۴	مولوی سید طفیل احمد صاحب ولایت منزل	عـه
۲۵	مولوی مسعود الرحمٰن خاں صاحب رئیس حبیب گنج	عـه
۲۶	حاجی عبد المجید خاں صاحب رئیس قلعہ چترہ	عـه

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
۲۷	حکیم شبیر احمد صاحب محلہ پیپالہ	۵ع
۲۸	مولوی محمد انس خاں صاحب بی اے ایل ایل بی ایڈوکیٹ	۵ع
۲۹	لالہ ہریشچندر صاحب آنریری مجسٹریٹ سکندرہ راؤ۔	۵ع
۳۰	سید علی اظہر صاحب رئیس جلالی	۵ع
۳۱	نواب بہادر عبد السمیع خاں صاحب رئیس طالب نگر	۵ع
	میزان	۲۵ع

ممبران عمومی

نمبر شمار	نام	رقم
۱	مسٹر عبد المجید قریشی ایم اے آنریری جائنٹ سکرٹری مسلم ایجوکیشنل کانفرنس	صہ؍
۲	ڈاکٹر عباد الرحمٰن صاحب ایم اے، پی ایچ ڈی مسلم یونیورسٹی،	صہ؍
۳	خان بہادر سید زین الدین صاحب ایم اے	صہ؍
۴	خاں صاحب عبد الغفور خاں صاحب انجنیر	صہ؍
۵	ڈاکٹر ایل کے حیدر صاحب مسلم یونیورسٹی	صہ؍
۶	پروفیسر وحید الحق صاحب ٹریننگ کالج مسلم یونیورسٹی	صہ
۷	سید سلطان مسعود صاحب حبیب باغ "	صہ؍
۸	آغا نعمت خاں صاحب مینجر مدرسہ اسلامیہ سکندرہ راؤ	صہ؍
۹	ماسٹر محمد عثمان صاحب سکنڈ ماسٹر مدرسہ اسلامیہ سکندرہ راؤ	صہ؍
۱۰	پروفیسر خلیل احمد مراد صاحب مسلم یونیورسٹی	صہ؍
۱۱	پروفیسر عبد الستار صاحب خیری ایم اے لکچرر مسلم یونیورسٹی	صہ؍
۱۲	عبد الغفور صاحب ایم اے ایل ٹی لکچرر ٹریننگ کالج مسلم یونیورسٹی	صہ؍
۱۳	وہاج الرسول صاحب ایم اے ہیڈ ماسٹر اسلامیہ سکول سکندرہ راؤ	صہ؍
۱۴	خان بہادر شیخ محمد عبد اللہ صاحب بی اے ایل ایل بی ایڈوکیٹ	صہ
۱۵	محمد انوار الرب صاحب گلزار کری شمشاد بلڈنگ	صہ؍

رقم	نام چندہ دہندگان	نمبر شمار
۵ر	محمد عبد .... ممبر کورٹ مسلم یونیورسٹی	۱۶
۵ر	مرزا نادر حسین صاحب پنشنر سب جج	۱۷
۵ر	حافظ محمد عثمان صاحب سرائے حکیم	۱۸
۵ر	پروفیسر عبد اللہ بٹ مسلم یونیورسٹی	۱۹
۵ر	مولوی محمد امین صاحب	۲۰
۵ر	صاحبزادہ شہزادہ احمد خاں صاحب ۔ آفتاب منزل	۲۱
۱۱۵	میزان	

وزیٹران

رقم	نام	نمبر شمار
۶	شیخ منور علی صاحب ٹھیکہ دار سرائے مہارانی کنور	۱
۶	شیخ نظام الدین صاحب ٹھیکہ دار محلہ مانک چوک	۲
۶	عبد الرحمن خاں صاحب محلہ ماموں بھانجہ	۳
۶	منشی عبد الرحمن خاں صاحب محلہ محمود گنج	۴
۶	مولوی حبیب احمد صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل	۵
۶	مسٹر فضل الرحمن صاحب وکیل میونسپل کمشنر	۶
۶	شاہد حسین صاحب بالائے قلعہ	۷
۶	کوثر حسین صاحب "	۸
۶	منشی لطیف حسین صاحب بالائے قلعہ	۹
۶	منشی خلیل احمد صاحب "	۱۰
۶	منشی ناظر حسن صاحب "	۱۱
۶	لالہ جگن لال صاحب جنرل مرچنٹ پدرا گنج	۱۲
۶	منشی قیصر حسن صاحب بالائے قلعہ	۱۳
۶	مولوی محمد اسمٰعیل صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل سرائے نواب	۱۴
۵ر۱۳	میزان	

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
	الہ آباد	
	ممبران عمومی	
۱	ڈاکٹر ... صاحب صدیقی پروفیسر الہ آباد یونیورسٹی	صر
۲	سید آل علی صاحب نقوی ایم اے انسپکٹر مدارس اسلامی	صر
۳	سید مقبول احمد صاحب صمدانی پنشنر سررشتہ دار تیکلی پور	صر
۴	مولوی محمد حسین صاحب ڈپٹی انسپکٹر مدارس اسلامیہ	صر
۵	ڈاکٹر شفاعت احمد خاں صاحب پروفیسر الہ آباد یونیورسٹی	صر
۶	سر وزیر حسن صاحب سابق چیف جج چیف کورٹ اودھ ۴ کیننگ روڈ الہ آباد	عہ
	میزان	سعہ
	کان پور	
	ممبران خصوصی	
۱	شیخ محمد حنیف صاحب مالک فرم محمد رفیق محمد حنیف ترپین ڈیپٹن روڈ	
۲	خان صاحب سید عبد الغنی صاحب آرمی کنٹریکٹر ۱۲ سادتھ اسٹاف اردنیر رجمنٹ	
۳	نواب سردار بیگم اختر صاحبہ اہلیہ خان صاحب سید عبد الغنی صاحب	
	میزان	
	ممبران عمومی	
۱	چودھری عبد الحمید خاں صاحب ایم اے بی ٹی ہیڈ ماسٹر حلیم مسلم ہائی سکول	صر
۲	مولوی حاجی نعیم الدین صاحب نعیم کالج نعیم آباد	صر
۳	حافظ مشتاق احمد صاحب تاجر آہن بادشاہی مارکہ	صر

رقم	نام چندہ دہندگان	نمبر شمار
صہ/	مرزا سراج الدین صاحب (علیگ) انکم ٹیکس افیسر	۴
صہ/	حاجی محمد حمزہ صاحب رئیس ہیرامن کا پوروہ	۵
صہ/	میاں احمد حسین صاحب سوداگر چرم ہیرامن کا پوروہ	۶
صہ/	میاں محمد سعید صاحب " پیچ باغ	۷
صہ/	قاضی محمد صدیق صاحب رئیس مسٹن روڈ	۸
صہ/	خاں صاحب امیر حسن خاں صاحب بی اے ایل ایل بی، ایم ایل سی وکیل	۹
صہ/	میاں محمد لطیف صاحب ہیرامن کا پوروہ	۱۰
صہ/	مولوی نیاز محمد خاں صاحب بی اے (علیگ) ڈپٹی کلکٹر	۱۱
صہ/	شیخ محمد بشیر بی اے بیرسٹرایٹ لا رئیس سول لائن	۱۲
صہ/	نگزار محمد خاں صاحب بی اے ایل ایل بی (علیگ) گورنمنٹ پلیڈر	۱۳
صہ/	میاں سراج الدین صاحب سوداگر لاٹوش روڈ	۱۴
صہ/	مولوی عبدالباسط صاحب صاحب سب انسپکٹر پولس انچارج تھانہ انور گنج	۱۵
صہ/	سید افتخار حیدر صاحب عرف بچن میاں صاحب گرداور قانونگو کرنیل گنج	۱۶
صہ/	مسٹر وحید احمد صاحب رئیس محمد سعید احمد روڈ	۱۷
صہ/	شاہ سعید اللہ صاحب منصرم عدالت ججی	۱۸
صہ/	حاجی دلدار خاں صاحب رئیس کرنیل گنج	۱۹
صہ/	مولوی مصطفیٰ حسن صاحب نیر بی اے ایل ایل بی (علیگ) ایڈوکیٹ منڈی	۲۰
صہ/	حاجی عبدالمجید صاحب سوداگر مسٹن روڈ	۲۱
صہ/	مولوی بشیر علی خاں صاحب (علیگ) تحصیلدار	۲۲
۱۱ صہ	میزان	

وزیٹران

رقم	نام	نمبر شمار
عہ	مولوی منظور احمد خاں صاحب بی اے ایل ایل بی مجسٹریٹ	۱

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
	فرخ آباد	
	ممبران خصوصی	
۱	سید محمد عباس صاحب صفوی (علیگ) رئیس شمس آباد	عـہ۹
	ممبران عمومی	
۱	خان بہادر نواب سید اقبال بہادر صاحب رئیس آنریری مجسٹریٹ شمس آباد	صہ/
۲	خان بہادر سید محمد سلطان صاحب اسپشل مجسٹریٹ شمس آباد	صہ/
۳	نواب سید صفدر سلطان صاحب رئیس "	صہ/
۴	نواب سید حیدر سلطان صاحب رئیس "	صہ/
۵	ظفر الدین احمد صاحب انسپکٹر	صہ/
۶	سید نور احمد صاحب رضوی رئیس صدرپن	صہ/
۷	خاں صاحب عبد الرؤف صاحب منیجر محمدیہ اسکول قنوج	صہ/
	میزان	صہ۹
	وزیٹران	
۱	مسٹر سلطان محمد خاں صاحب ایم اے وکیل	عـ
	بنارس	
	ممبران عمومی	
۱	شاہ محمد مبین صاحب انسپکٹر مدارس اسلامیہ	صہ/

رقم	نام چندہ دہندگان	نمبر شمار
	جون پور	
	ممبران خصوصی	
۵ـ	خان صاحب مولوی محمد حسن صاحب رئیس مچھلی شہر	۱
	غازی پور	
	ممبران خصوصی	
۵ـ	مولوی حاجی محمد مصطفیٰ خان صاحب رئیس آنریری مجسٹریٹ یوسف پور تحصیل محمد آباد	۱
	ممبران عمومی	
صر	مولوی حافظ محمد مصطفیٰ خان صاحب میونسپل کمشنر	۱
صہ	خان بہادر مولوی سید میر علی رضا صاحب بی اے (علیگ) ڈپٹی کلکٹر	۲
عہ	مولوی محمد عمر صاحب انصاری بی اے ایل ایل بی (علیگ) یوسف پور تحصیل محمد آباد	۳
صر	مولوی قاضی محمد قاسم صاحب رئیس ،، ،،	۴
صر	مولوی خواجہ غلام رسول صاحب بی اے (علیگ) ،، ،،	۵
صر	مولوی قاضی نظام الحق صاحب رئیس اعظم ،، ،،	۶
صہ	مرزا عبدالرؤف صاحب رئیس آنریری مجسٹریٹ عدل آباد ،،	۷
صر	مولوی محمد اشفاق خان صاحب (علیگ) سب رجسٹرار ،،	۸
صہ	مولوی اشتیاق احمد صاحب جیلر	۹
صر	مولوی لبیق احمد صاحب کوتوال شہر	۱۰
صہ	مولوی ابوالحسن صاحب بی اے پنشنر انسپکٹر مدارس	۱۱
دہ۵	میزان	

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
	وزیٹران	
۱	قاضی بشیر احمد صاحب رئیس	عـہ
۲	مسٹر محمد ظریف بی اے ایل ایل بی وکیل	عـہ
۳	مولوی حسن عبداللہ صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل	عـہ
۴	مولوی لیاقت حسین خاں صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل	عـہ
۵	مولوی بدرالدین صاحب مختار عدالت	عـہ
۶	مولوی شاہ ولی عالم صاحب چیف جج رئیس	عـہ
۷	مولوی محی الدین صاحب فصیحی رئیس و مختار و سکرٹری بار ایسوسی ایشن	عـہ
۸	مولوی ذاکر حسن صاحب رئیس داؤد بڑا نیس ہند	عـہ
۹	حکیم محمد یوسف صاحب مشرقی دواخانہ	عـہ
۱۰	مولوی محمد حبیب اللہ صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل	عـہ
۱۱	ڈاکٹر داروغہ محمد خاں صاحب روہی منڈی	عـہ
۱۲	ڈاکٹر محمد اعظم صاحب ہیڈ میڈیکل افیسر محمد آباد	عـہ
۱۳	مولوی محمد فاروق صاحب قانونگو یوسف پور محمد آباد	عـہ
۱۴	مولوی سید بشیر حسین صاحب عابدی وکیل	عـہ
۱۵	مولوی سید بشیر حسین صاحب عابدی بی اے ایل ایل بی وکیل	عـہ
۱۶	مولوی محی الدین صاحب (علیگ) بی اے ایل ایل بی ایڈوکیٹ	عـہ
۱۷	مولوی محمد ذکراللہ صاحب پیشکار تحصیل	عـہ
۱۸	مولوی محمد ضمیرالدین صاحب (علیگ) سب جج	عـہ
۱۹	شیخ محمد رفیع صاحب رئیس موضع صرد پور ڈاکخانہ محمد آباد	عہ/
۲۰	مولوی منظور عالم صاحب بی اے ایل ایل بی ایڈوکیٹ	عہ/
۲۱	مولوی محمد اشرف اللہ صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل	عہ/

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
۲۲	حکیم عبدالواحد خاں صاحب عرف ننھے خاں صاحب رئیس	عہر
۲۳	مولوی تفضل حسین صاحب رئیس	عہر
۲۴	ایک اولڈ بوائے مسلم یونیورسٹی	عہر
۲۵	شیخ امتیاز حسین صاحب عرف منشی سوداگر	عہر
۲۶	مولوی صدر الدین صاحب رئیس آنریری منصف	عر
۲۷	مولوی بدر الحق صاحب وائس پریسیڈنٹ میونسپل بورڈ	عہر
	میزان	للعہ

باندہ

ممبران خصوصی

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
۱	خان بہادر شیخ محمد ضمیر الدین خاں صاحب کلکٹر مجسٹریٹ	عـہ
۲	حاجی محمد بشیر صاحب فاروقی اگزکٹو انجینیر انہار	عـہ
۳	خان بہادر شیخ مسعود الزماں اسکوئر بارسٹرایٹ لا	عـہ
۴	چودھری محب اللہ صاحب ڈپٹی کلکٹر	عـہ
۵	حاجی منشی الطاف حسین خاں صاحب رئیس	عـہ
۶	منشی ظفر علی خاں صاحب اسپشل مجسٹریٹ	عـہ
۷	کنور بشیر علی خاں صاحب ڈپٹی کلکٹر	عـہ
۸	محمد نجیب الزماں خاں صاحب جیلر	عـہ
۹	قاضی رفیع الدین صاحب (علیگ) بارسٹرایٹ لا	عـہ
۱۰	مولوی سید طفیل احمد صاحب (علیگ) سشن جج	عـہ
	میزان	ما ر

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
	ممبران عمومی	
۱	محمد فخرالدین صاحب ضلعدار نہر	صہر
۲	قاری رشید الدین احمد صاحب وکیل	صہر
۳	منشی محمد نزاکت علی صاحب	صہر
۴	حافظ حسام الدین صاحب مختار عدالت	صہر
۵	محمد عبد الکریم صاحب ہیڈ کلرک جنگلات	صہر
۶	سید زین العباد صاحب ڈویژنل فارسٹ افیسر	صہر
۷	ماسٹر چمن علی صاحب حنفی گورنمنٹ اسکول	صہر
۸	منظور حسین خاں صاحب مختار بہیرو	صہر
۹	خواجہ افتخار حسین صاحب تحصیلدار بہیرو	صہر
۱۰	ڈاکٹر انور خاں صاحب	صہر
۱۱	ہر بنس پرشاد صاحب پاٹک رئیس نربی	صہر
۱۲	شیخ محمد عبد الرحمٰن صاحب مختار عدالت	صہر
۱۳	محمد عبد الوحید خاں صاحب کوتوال	صہر
۱۴	محمد اشفاق احمد خاں صاحب سب انسپکٹر	صہر
۱۵	منشی عبد الرحمٰن صاحب مختار عدالت	صہر
	میزان	۵ہ؏
	وزیٹران	
۱	منشی عزیز الحسن صاحب سکریٹری میونسپل بورڈ	ع
۲	نائب تحصیلدار صاحب نربی معرفت چودھری محب اللہ صاحب ڈپٹی کلکٹر	ع
۳	مولوی عبد الحمید صاحب تحصیلدار نربی	ع
	میزان	ے

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
	ہمیرپور	
	ممبران عمومی	
۱	ماسٹر واحد حسین صاحب گورنمنٹ ہائی اسکول	صہ
	اعظم گڈھ	
	ممبران عمومی	
۱	بشیر احمد صاحب صدیقی بی اے ایل ایل بی ہیڈ ماسٹر شبلی ہائی اسکول اعظم گڈھ	صہ
	بریلی	
	ممبران خصوصی	
۱	مرتضیٰ علی خاں صاحب رئیس	عسہ
۲	مولوی قمر علی صاحب ایم اے ایل ایل بی وکیل	سہ
	میزان	عسہ
	ممبران عمومی	
۱	مولوی یوسف علی صاحب (علیگ) وکیل	صہ
۲	خاں صاحب قاضی نصیر الدین حیدر صاحب رئیس و مجسٹریٹ	صہ
۳	ڈاکٹر مہدی حسن خاں صاحب محلہ کانکر ٹولہ	صہ
۴	مولوی اکرام عالم صاحب وکیل سول لائن	صہ
۵	صاحبزادہ معین الظفر خاں صاحب محلہ بازار صندل خاں	صہ
۶	مولوی عبد الواحد صاحب ایم اے ڈپٹی انسپکٹر مدارس	صہ
۷	شیخ ولایت حسین صاحب ڈپٹی انسپکٹر مدارس اسلامیہ	صہ

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان		رقم
۸	مس یوسف نورجہاں بیگم انسپکٹر مدارس		صہ
		میزان	۵ سعہ
	وزیرآباد		
۱	مولوی قطب الدین احمد صاحب رئیس		ع
۲	مولوی اختر حسین صاحب (علیگ) وکیل		ع
۳	ماسٹر احمد شاہ خاں صاحب ملوکپور		ع
۴	مسٹر فخر عالم صاحب خلف مولوی اکرام عالم صاحب وکیل		ع
۵	مولوی سید علی اختر صاحب بی اے (علیگ) تحصیلدار		ع
۶	ماسٹر احمد بہادر خاں صاحب گلی نوابان		ع
۷	مولوی محمد رفیق صاحب زراعت فارم		عہ
		میزان	۵ سے
	مرادآباد		
	ممبران خصوصی		
۱	محمد ہدایت علی خاں صاحب رئیس محلہ گھیر سید خان پور		۵ صسے
۲	مسٹر اسلام احمد صاحب آئی پی پولس ٹریننگ اسکول		۵ سے
		میزان	۵ صسے
	ممبران عمومی		
۱	نواب عبدالعلی خاں صاحب رئیس حسن پور		صہ
۲	مولوی محمد عبدالسلام صاحب رئیس حسن پور		صہ

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
۳	حافظ رحمت خاں صاحب رئیس و سوداگر ظروف	صہ
۴	حافظ عبد الحکیم صاحب سوداگر صابون فیض بازار	صہ
۵	حافظ عبد الکریم صاحب سوداگر ظروف "	صہ
۶	مولوی ریاض الحسن صاحب (علیگ) سب جج	صہ
۷	مولوی الطاف حسین صاحب رئیس نواب پورہ	صہ
۸	مولوی نور الحسن صاحب رئیس "	صہ
۹	مرزا عبد المجید صاحب بی اے ایل ایل بی ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی اسکول	صہ
۱۰	مولوی سلطان احمد صاحب ایم اے ایل ایل بی (علیگ) وکیل	صہ
۱۱	سلطان حسین صاحب ٹھیکہ دار عشیات نواب پورہ	صہ
۱۲	ڈاکٹر حمید الظفر صاحب کاٹھ دروازہ	صہ
۱۳	منشی احسان الحق صاحب سرکل انسپکٹر پولس ٹریننگ اسکول	صہ
۱۴	ڈاکٹر شکور احمد صاحب ایم بی بی ایس کاٹھ دروازہ	صہ
۱۵	مولوی سر محمد یعقوب صاحب مغلپورہ	صہ
۱۶	حاجی سید قاسم علی صاحب مختار "	صہ
۱۷	منشی سراج احمد صاحب زبیری ٹھیکہ دار سنبھل	صہ
۱۸	قاضی تسلیم حسین صاحب رئیس فیض گنج	صہ
۱۹	مولوی ریاض الحسن صاحب سب جج	صہ
	میزان	[illegible]

وزیٹران

نمبر شمار	نام	رقم
۱	خواجہ راحت حسین صاحب (علیگ) تحصیلدار امروہہ	[illegible]
۲	شیخ محمد عبد العزیز صاحب سوداگر ظروف و میونسپل کمشنر	[illegible]
۳	مولوی ظہیر عالم صاحب (علیگ) وکیل	[illegible]

رقم	نام چندہ دہندگان	نمبر شمار
عا	سید نور الحسن صاحب سرکل انسپکٹر پولس ٹریننگ اسکول	۴
عا	محمد یونس صاحب مالک یونس اسٹور تمباکو والان	۵
عا	سید عابد علی صاحب ٹھیکہ دار مغلپورہ	۶
عا	مولوی لیئق احمد صاحب (علیگ) وکیل کوٹ مغربی سنبھل	۷
عا	مولوی سید نصیر الدین احمد صاحب ڈپٹی کلکٹر	۸
عہ/	مولوی عبد الحمید خاں صاحب رئیس حسن پور	۹
۵ عہ	میزان	

بجنور

ممبران عمومی

رقم	نام چندہ دہندگان	نمبر شمار
صہ/	مولوی رفیق احمد صاحب بی اے ایل ایل بی (علیگ)	۱
صہ/	مولوی سید نواب حسین صاحب (علیگ) سب جج	۲
صہ/	مولوی حافظ سید محمد ابراہیم صاحب بی اے ایل ایل بی ایم ایل سی نگینہ	۳
صہ/	منشی ضمیر احمد صاحب مختار نگینہ	۴
صہ/	سید ضیاء الاسلام صاحب ڈپٹی کلکٹر	۵
صہ/	مولوی حامد علی صاحب ڈپٹی انسپکٹر مدارس	۶
صہ/	مولوی ابو سعید صاحب بزمی اڈیٹر اخبار مدینہ	۷
۵ صہ	میزان	

وزیٹران

رقم	نام چندہ دہندگان	نمبر شمار
عا	مولوی محمد عبد الحی صاحب وکیل	۱
عا	مولوی محمد الیاس صاحب افندی (علیگ) وکیل	۲

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
۳	خان صاحب مولوی محمد عبد الرشید صاحب (علیگ) سکرٹری میونسپل بورڈ	عہ
۴	مولوی غضنفر علی خان صاحب (علیگ) وکیل	عہ
۵	منشی نذیر الحسن صاحب انسپکٹر آبکاری نگینہ	عہ
۶	مرزا جعفر حسین صاحب قزلباش تحصیلدار	عہ
۷	منشی محمود الحق صاحب قانونگو	عہ
۸	مولانا مجید حسن صاحب مالک اخبار مدینہ	عہ
۹	منشی رشید احمد خان صاحب اوورسیر سٹور	عہ/
۱۰	ڈاکٹر شفیق احمد صاحب نگینہ	عہ/
۱۱	محمد یٰسین صاحب سوداگر "	عہ/
	میزان	لوعہ

پیلی بھیت

ممبران عمومی

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
۱	خان صاحب شیخ امتیاز احمد صاحب ایم ایل سی رئیس کھمریا	صہ/
۲	حکیم سعید الرحمٰن خان صاحب رئیس	صہ/
	میزان	عہ

وزیٹران

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
۱	مولوی عبد المجید خان صاحب بی اے ایل ایل بی (علیگ) ایڈوکیٹ	عہ
۲	حاجی محمد صغیر احمد صاحب عرف ٹن میاں رئیس	عہ
۳	ڈاکٹر عبد الغفور صاحب ایل ایم پی	عہ
۴	محمد عبد الشکور صاحب سکرٹری انجمن نوجوانان پنجابیان	عہ

رقم	نام چندہ دہندگان	نمبر شمار
عا/	مولوی حافظ غلام سبحانی صاحب منیجر و رئیس	۵
عگر/	ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب بٹ	۶
عما/	مولوی حکیم سعید الرحمٰن خاں صاحب رئیس	۷
عہ/	مشتاق احمد صاحب آنریری مجسٹریٹ رئیس کھمریا	۸
صہ/	میزان	

بدایوں

ممبران عمومی

رقم	نام چندہ دہندگان	نمبر شمار
صہ/	مولوی نظام الدین حسین صاحب نظامی' نظامی پریس	۱
صہ/	خان بہادر محمد مثنی صاحب بی اے کلکٹر و مجسٹریٹ	۲
عہ/	میزان	

وزیٹران

رقم	نام چندہ دہندگان	نمبر شمار
عہ/	مولوی مسعود الحسن صاحب کوتوال	۱

میرٹھ

ممبران خصوصی

رقم	نام چندہ دہندگان	نمبر شمار
صہ/	شیخ محمد عمر صاحب کنٹرکٹر صدر	۱
عہ/	ایس این دین صاحب سوداگر صدر بازار	۲
عہ/	حافظ صبیح الدین صاحب سوداگر "	۳
عہ/	خان بہادر حاجی شیخ محمد بشیر الدین صاحب رئیس لال کورتی	۴

رقم	نام چندہ دہندگان	نمبر شمار
۵ر	خان بہادر حاجی شیخ وحید الدین صاحب سی آئی ای رئیس لال کورتی	۵
۵ر	میزان	
	ممبران عمومی	
صہ ر	ماسٹر ارشاد علی خاں صاحب ہیڈ ماسٹر فیض عام ہائی اسکول	۱
صہ ر	نواب محمد اسمٰعیل خاں اسکوئر بارسٹرایٹ لا	۲
صہ ر	قاسم حسین صاحب بی اے (علیگ) خیر نگر بازار	۳
صہ ر	سید مقبول احمد صاحب پنشنر ڈپٹی مجسٹریٹ محلہ اندر کوٹ	۴
صہ ر	منشی رحمت علی صاحب کوتوال شہر	۵
صہ ر	صادق حسین صاحب عرف چاند میاں صاحب رئیس خیر نگر	۶
صہ ر	منشی نور محمد خاں صاحب ملٹری گراس فارم	۷
صہ ر	مسٹر محی الدین احمد صاحب ہیڈ کلرک گراس فارم خیر نگر	۸
للعہ۵	میزان	
	وزیٹران	
ع	محمد عبد الواحد خاں صاحب خلیل ڈپٹی کلکٹر	۱
ع	خان صاحب حکیم محمود الحق صاحب مینوسپل کمشنر آنریری مجسٹریٹ	۲
ع	محمد اسحٰق صاحب جلی کوٹھی	۳
ع	منشی عبد العلیم خاں صاحب ملٹری گراس فارم	۴
عہ	محمد کبیر الدین صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولس	۵
لعہ	میزان	

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
	بلند شہر	
	ممبران خصوصی	
۱	مولوی مصباح العثمان صاحب بی اے	عہ۵
۲	مولوی ظہور الحسن صاحب ریٹائرڈ انسپکٹر	عہ۵
	میزان	عہ۵
	ممبران عمومی	
۱	سید اکبر حسین صاحب سشن اینڈ ڈسٹرکٹ جج	صہ
۲	مولوی سید حسن صاحب برنی بی اے ایل ایل بی وکیل	صہ
۳	سید مظفر حسین صاحب سب انسپکٹر انچارج گلاؤٹی	صہ
۴	محمد اسمٰعیل خاں صاحب سب انسپکٹر پولس گلاؤٹی	صہ
۵	سعد اللہ خاں صاحب سب انسپکٹر پولس کوتوالی	صہ
۶	سید عباس علی صاحب سبزواری ایم اے ایل ایل بی (علیگ)	صہ
	میزان	سہ۵
	وزیٹران	
۱	مولوی حکیم محمد عبدالرحمٰن خاں صاحب رئیس خورجہ	ع
۲	کنور لطافت علی خاں صاحب طالب باغپتی سب رجسٹرار	ع
۳	سید سردار حسین صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل	ع
۴	سید لطیف احمد صاحب آفس سپرنٹنڈنٹ کلکٹری	ع
۵	عبدالحی صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی مجسٹریٹ انہار سکندرآباد	ع
۶	ریاض الدین صاحب سپرنٹنڈنٹ پولس	

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
۷	منشی اعتقاد حسین صاحب نائب تحصیلدار سکندر آباد	عہ/ر
	میزان	سے۵
	سہارنپور	
	ممبران خصوصی	
۱	مقبول الٰہی صاحب ہیڈ ماسٹر اسکول میونسپلٹی سہسوان معرفت ڈپٹی رحم الٰہی صاحب منگلور	عہ۵
۲	شیخ غالب رسول صاحب رئیس اعظم آنریری مجسٹریٹ	عہ۵
۳	سید محمد ارشاد علی صاحب محلہ سوت رڑکی	عہ۵
۴	حاجی غلام حسین صاحب اینڈ سنز ”	عہ۵
۵	منشی مکرم علی خاں صاحب کوتوال شہر	عہ۵
	میزان	صہ۵
	ممبران عمومی	
۱	مہدی حسن صاحب کلاتھ مرچنٹ منگلور	صہ/ر
۲	خان بہادر شیخ ضیاء الحق صاحب آنریری مجسٹریٹ دیوبند	صہ/ر
۳	محمد یوسف الزماں صاحب فاروقی منصف ”	صہ/ر
۴	محمد یوسف خاں صاحب بی اے سکرٹری میونسپل بورڈ دیوبند	صہ/ر
۵	حاجی عبدالکریم شیخ عبدالمجید صاحب سوداگر لوہے والے رڑکی	صہ/ر
۶	محمد عبداللہ صاحب رئیس گیلاسپور	صہ/ر
	میزان	سہ۵
	وزیٹران	
	ڈاکٹر عبدالحلیم صاحب منگلور	۶

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
۲	مولوی الیاس احمد صاحب منصف	عہ
۳	حاجی عبد الکریم صاحب سوداگر بساط خانہ بازار	عہ
۴	ڈاکٹر عبد الحمید خاں صاحب روڑکی	عہ
۵	بابو عزیز احمد صاحب پوسٹ ماسٹر دیوبند	عہ
۶	مولوی عزیز احمد صاحب وکیل "	عہ
۷	مظہر علی صاحب سگنلر روڑکی	عہ
۸	حامد علی خاں صاحب شیروانی ایڈووکیٹ روڑکی	عہ
۹	ماسٹر عبد الحفیظ صاحب گورنمنٹ ہائی اسکول "	عہ
۱۰	محمد واجد علی صاحب بی اے ایل ایل بی "	عہ
۱۱	مولوی ایوب احمد صاحب ایم اے ایل ایل بی وکیل	عہ
۱۲	ڈاکٹر منصور حسین صاحب	عہ
۱۳	سید آل علی صاحب رئیس محلہ شاہ مدار	عہ
۱۴	منشی طفیل احمد صاحب محلہ قانونگویان روڑکی	عـہ
	میزان	لعہ

مظفر نگر

ممبران خصوصی

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
۱	کنور عنایت علی خاں صاحب رئیس چیئرمین ڈسٹرکٹ بورڈ	سـہ
۲	مولوی محمد سلیمان خاں صاحب منیجر ریاست پچورہ	عـہ
	میزان	عـعـہ

رقم	نام چندہ دہندگان	نمبر شمار
	ممبران عمومی	
صہ/	قاضی محمد ذکی صاحب رئیس کاندلہ	۱
صہ/	مولوی سید طفیل احمد صاحب رئیس و متولی کاندلہ	۲
صہ/	ڈاکٹر حکیم بدر الحسن صاحب رئیس کرانہ	۳
صہ/	مولوی رؤف الحسن صاحب منیجر وقف کرنال	۴
صہ/	مولوی محمد اسلام نبی خاں صاحب ڈپٹی کلکٹر	۵
صہ/	سید شفاعت حسین صاحب ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی اسکول	۶
صہ/	مولوی . . علی خاں صاحب زراعت فارم	۷
صہ/	خان بہادر سید عبد اللہ خاں صاحب رئیس جانسٹھ	۸
صہ/	سید کاظم علی خاں صاحب رئیس ،،	
صہ/	سردار محمد اکرم خاں صاحب منیجر ریاست نواب صاحب	۱۰
صہ/	شیخ احمد حسن صاحب رئیس احمد منزل	۱۱
صہ۹	میزان	
	وزیٹران	
عہ	مولوی اسلام نبی خاں صاحب بی اے (علیگ) ڈپٹی کلکٹر	۱
عہ	مولانا ریاض الاسلام صاحب رئیس و متولی کاندلہ	۲
للعہ	خان بہادر محمد اکرام الحق صاحب رئیس کرانہ	۳
عہ	مولانا محمد مکرم صاحب وائس چیرمین ،،	
عہ	مولوی عبد الحمید خاں صاحب ایڈیشنل منصف	۵
۸ہ/	ہیڈ ماسٹر صاحب اسلامیہ ہائی اسکول	۶
عہ/	محمد انعام عظیم صاحب برنی ڈپٹی انسپکٹر مدارس	۷
سعہ۹ ۸/	میزان	

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
	متفرق چندہ	
۱	محمد ساطع صاحب قصبہ بکری	۱ر
	دہرہ دول	
	ممبران عمومی	
۱	ایم عنایت اللہ صاحب	صہ
۲	خان بہادر قاضی عزیز الدین احمد صاحب بلگرامی بی اے ایل ایل بی ڈپٹی کلکٹر	صہ
	میزان	۹ع
	صوبہ اودھ	
	ممبران خصوصی	
۱	منشی احتشام علی صاحب رئیس اعظم خیالی گنج لکھنؤ	۹ع
	ممبران عمومی	
۱	مسٹر چودھری حیدر حسین اسکوئر بار سٹر ایٹ لا امین آباد پارک لکھنؤ	صہ
۲	قاضی سید نصیر الدین احمد صاحب ریٹائرڈ انسپکٹر مدارس ۸ قیصر باغ لکھنؤ	[illegible]
۳	مولوی خصلت حسین صاحب ڈپٹی انسپکٹر مدارس اسلامیہ لکھنؤ	[illegible]
۴	مسٹر مظفر عمر بی اے سپرنٹنڈنٹ پولس ہردوئی	[illegible]
۵	سید خلیل احمد صاحب جنرل سکرٹری ار فنڈ لکھنؤ	[illegible]
۶	فیاض حسین صاحب معرفت جنرل سکرٹری ار فنڈ لکھنؤ	[illegible]
۷	خان بہادر چودھری نبی احمد صاحب پنشنر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولس لکھنؤ	[illegible]
	میزان [illegible]	[illegible]

گوشوارہ صوبہ پنجاب

نمبر	تفصیل اضلاع	ممبران خصوصی		ممبران عمومی		وزیٹران		متفرق چندہ دہندگان		میزان	
		تعداد	رقم	تعداد	رقم	تعداد	رقم	تعداد	رقم	تعداد	رقم
۱	لاہور	۹	۹۰	۶	۳۰						
۲	گوجرانوالہ	۱	۱۰								
۳	انبالہ			۱	۵					۱	۵
۴	حصار	۱	۱۰	۴	۲۰	۱	۲	۱	۱۸	۷	۵۰
۵	کرنال			۴	۲۰					۴	۲۰
۶	میانوالی			۱	۵					۱	۵
۷	جالندھر	۱	۱۰	۳	۱۵					۴	۲۵
۸	ہوشیارپور	۱	۱۰	۲	۱۰					۳	۲۰
۹	فیروزپور			۲	۱۰					۲	۱۰
۱۰	لدھیانہ	۱	۱۰	۱۰	۵۰					۱۱	۶۰
۱۱	راولپنڈی	۲	۲۰							۲	۲۰
۱۲	شاہ پور	۱	۱۰	۲	۱۰					۳	۲۰
	میزان	۱۷	۱۷۰	۳۵	۱۷۵	۱	۲	۱	۱۸	۵۴	۳۶۵

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
	لاہور	
	ممبران خصوصی	
۱	خان بہادر فتح الدین خاں صاحب ڈائرکٹر محکمہ زراعت لاہور	عـ۵
۲	میاں بشیر احمد اسکوئر بارسٹرایٹ لا اڈیٹر رسالہ ہمایوں	عـ۵
۳	ملک عبد الحق صاحب جونیر سکرٹری فنانشل کمشنر	عـ۵
۴	راجہ عنایت اللہ خاں صاحب ۱۶ ڈیو یزر وڈ	عـ۵
۵	ڈاکٹر برکت علی صاحب پروفیسر اسلامیہ کالج	عـ۵
۶	میاں جی معین الدین صاحب آئی سی ایس الریاض	عـ۵
۷	میاں نظام الدین صاحب رئیس باروت خانہ	عـ۵
۸	خان بہادر شیخ نور الٰہی صاحب پرنسپل ٹریننگ کالج	عـ۵
۹	شیخ فیروز الدین صاحب قریشی کمرشل جج	عـ۵
	میزان	لعـ۵
	ممبران عمومی	
۱	مسٹر عبد اللہ یوسف علی سی آئی ای پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور	صہ/
۲	خان بہادر فتح الدین صاحب ایم بی ای ڈائرکٹر محکمہ زراعت	صہ/
۳	ڈاکٹر غلام محمد صاحب احمدیہ بلڈنگ	صہ/
۴	چودھری حقنواز خاں صاحب پروفیسر ڈینٹیسٹری کالج	صہ/
۵	مسٹر وحید الدین مالک کارخانہ رنگسازی مسلم ٹاؤن متصل نہر	صہ/
۶	میر مقبول محمود بارسٹرایٹ لا - امرتسر	صہ/
	میزان	سـ۵

رقم	نام چندہ دہندگان	نمبر شمار
	گوجرانوالا	
	ممبران خصوصی	
عـہ	خان بہادر مولوی نذیر احمد صاحب بی اے ایل ایل بی سابق وزیر کشمیر حویلی بازار حکیمان وزیر آباد	۱
	انبالہ	
	ممبران عمومی	
صہ ر	مولوی سید غلام بھیک صاحب نیرنگ بی اے وکیل	۱
	حصار	
	ممبران خصوصی	
عـہ	اسلام الدین صاحب ولد وزیرا راجپوت ٹھیکہ دار	۱
	ممبران عمومی	
صہ ر	چودھری ملو صاحب بیوپاری محلہ بیوپاریان	۱
صہ ر	چودھری رفیع صاحب " "	۲
صہ ر	چودھری عبداللہ صاحب " "	۳
صہ ر	سید حامد مختار شاہ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولس	۴
ععـہ	میزان	
	وزیڑان	
ے	منشی محمد ابراہیم صاحب سب انسپکٹر پولس محلہ انعامان	۱

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان		رقم
	متفرق چندہ		
۱	متفرق چندہ معرفت چودھری ملو صاحب بیوپاری		مہعسہ/
	کرنال		
	ممبران عمومی		
۱	شیخ صفت الدین صاحب	کیتھل	صہ/
۲	محمد فضل قدیر صاحب ظفر ندوی	//	صہ/
۳	ماسٹر علی نواز صاحب ممبر مرچنیٹ	//	صہ/
۴	مستری احمد بخش صاحب	//	صہ/
		میزان	عسہ/
	میانوالی		
	ممبران عمومی		
۱	حکیم عبد المجید صاحب سیفی میانوالی		صہ/
	جالندھر		
	ممبران خصوصی		
۱	خان بہادر آغا محمد علی صاحب صوفی رئیس شہر		لعہ/
	ممبران عمومی		
۱	مولانا عبد الحق عباس صاحب مینجر مدرسہ الٰہیات		صہ/
۲	مولوی محمد حنیف صاحب نکودر		صہ/

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
۱	شجاع الدین خاں صاحب بستی غذان	صہ ر
	میزان	صہ

ہوشیارپور

ممبران خصوصی

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
۱	خان بہادر ڈاکٹر عبدالقادر صاحب پنشنر سول سرجن	عہ

ممبران عمومی

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
۱	شیخ سلطان محمد صاحب رئیس اعظم	صہ ر
۲	مولوی محمد حسین خاں صاحب ایم اے ایڈوکیٹ	صہ ر
	میزان	عہ

فیروزپور

ممبران عمومی

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
۱	مولوی حشمت علی صاحب سپرنٹنڈنٹ گرے کینال	صہ ر
۲	خان بہادر خواجہ گل محمد خاں صاحب ایڈوکیٹ	صہ ر
	میزان	عہ

لدھیانہ

ممبران خصوصی

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
۱	سردار مصلح الدین خاں صاحب آنریری مجسٹریٹ	عہ

رقم	نام چندہ دہندگان	نمبر شمار
	ممبران عمومی	
صہ/	شاہزادہ فیروزالدین صاحب بی اے (علیگ) تحصیلدار	۱
صہ/	میاں غلام رسول صاحب ایڈوکیٹ	۲
صہ/	آغا محمد یعقوب صاحب داداشی (علیگ) ایڈوکیٹ	۳
صہ/	میاں سعادت علی خاں صاحب پروفیسر گورنمنٹ کالج	۴
صہ/	چودھری مہدی علی خاں صاحب ایم اے بی	۵
صہ/	پروفیسر شبیر احمد صاحب فاری گورنمنٹ کالج	۶
صہ/	پروفیسر غلام عباس خاں صاحب گورنمنٹ کالج	۷
صہ/	خواجہ غلام صادق صاحب وکیل رسالدار جماعت خاکساران	۸
صہ/	پروفیسر فضل محمد خاں صاحب گورنمنٹ کالج	۹
صہ/	خاں صاحب ڈاکٹر رستم علی خاں صاحب پریسیڈنٹ انجمن اسلامیہ	۱۰
صـــ۹	میزان	

راولپنڈی

رقم	نام چندہ دہندگان	نمبر شمار
	ممبران خصوصی	
عـــ۹	خاں صاحب حاجی شیخ محمد عبداللہ صاحب ٹھیکہ دار ماہونجی روڈ	۱
عـــ۹	شیخ محمد ظہور الدین صاحب انسپکٹر مدارس	۲
عـــ۹	میزان	

شاہپور

رقم	نام چندہ دہندگان	نمبر شمار
	ممبران خصوصی	
عـــ۹	ملک رشید خاں صاحب ایس ڈی او ڈاکخانہ سلانوالی	۱

رقم	نام چندہ دہندگان	نمبر شمار
	ممبران عمومی	
صہ	محمد ابراہیم صاحب ایڈوکیٹ سرگودھا	۱
صہ	خان بہادر ملک زمان مہدی خاں صاحب رئیس - بھرتہ ڈاکخانہ میانی	۲
عہ	میزان	

صوبہ سرحد

رقم	نام چندہ دہندگان	نمبر شمار
	ممبران خصوصی	
عہ	محمد شاہ عالم صاحب پرنسپل اسسٹنٹ ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم صوبہ سرحد پشاور	۱
	ممبران عمومی	
صہ	خان بہادر میاں کریم بخش صاحب سابق ناظم تعلیمات انور منزل محلہ خیلان پشاور	۱
صہ	شاہ عالم صاحب انسپکٹر ورنیکولر ایجوکیشن پشاور	۲
صہ	ملک محمد حامد خاں صاحب ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی اسکول ڈیرہ اسمٰعیل خاں	۳
صہ	سردار بہادر نواب حاجی محمد اسد اللہ رئیسانی مٹھری قلات	۴
صہ	خان بہادر قاضی میر احمد صاحب اڈیشنل جوڈیشل منسٹر پشاور	۵
للعہ	میزان	

صوبہ بنگال

رقم	نام چندہ دہندگان	نمبر شمار
	ممبران خصوصی	
عہ	مولوی عبدالغنی صاحب فورمین یگ کاسٹنگ شین نمبر ۱ اسور روڈ پرانا لوہر ٹاؤن جمشید پور	۱
عہ	مولوی رحمت علی صاحب ٹھیکہ دار حافظ منزل ہنٹن روڈ اسٹول ای آئی آر	۲
عہ	ڈاکٹر حبیب الرحمن صاحب ہیڈ کلرک انیسر ٹاٹا کمپنی ۲ دفتر روڈ جمشید پور	۳

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
۴	سردار محمد علوی خاں صاحب چیف فورمین ۹ کوسی روڈ جمشید پور	۵عہ
۵	مسٹر عزیز الرحمٰن صاحب بی اے مربنا گارڈن کورٹ پارک سرکس کلکتہ	۵عہ
۶	خواجہ محمد آزاد صاحب بی اے (علیگ) ۲۱۴ لوئر سرکلر روڈ "	۵عہ
۷	از علاء الدین صاحب اسسٹنٹ انجنیئر الیکٹر انڈین اسٹور ڈپارٹمنٹ ۲ ایسپلینڈ ایسٹ کلکتہ	۵عہ
۸	خان بہادر عبدالمومن صاحب ایم ایل سی کمشنر اوقاف بنگالہ ۲۱ اولڈ کورٹ ہاؤس اسٹریٹ کلکتہ	۵عہ
۹	مسٹر شمشیر علی صاحب ۳ برایٹ اسٹریٹ بالیگنج کلکتہ	۵عہ
۱۰	مسٹر احمد کمال کیمیکل اسسٹنٹ گورنمنٹ ٹیسٹ ہاؤس علی پور کلکتہ	۵عہ
۱۱	حاجی انیس الرحمٰن صاحب مالک ملٹن واچ کمپنی رادھا بازار اسٹریٹ کلکتہ	۵عہ
۱۲	مولوی حاجی محمد امین صاحب تاجر چرم ۴۵ عذرا اسٹریٹ "	۵عہ
	میزان	۵۱عہ

ممبران عمومی

نمبر شمار	نام	رقم
۱	بشیر مرزا صاحب ۱۵ دلکشا اسٹریٹ کلکتہ	صہ
۲	مسٹر ایف اے مجید جی پی او "	صہ
۳	مہتاب الدین احمد صاحب بی اے انکم ٹیکس افیسر ۲ لیک روڈ کالی گھاٹ کلکتہ	صہ
۴	مسٹر صفدر علی صاحب انجنیئر ۱۵ بندوبستی اسٹریٹ ڈائمنڈ ہاربر "	صہ
۵	انوار الرحمٰن صاحب سکرٹری مسلم چیمبر آف کامرس ۲۲ کیننگ اسٹریٹ "	صہ
۶	مولانا عبدالعزیز صاحب انصاری ڈائرکٹر فیڈرل یونین انشورنس کمپنی ۹ کلائیو اسٹریٹ "	صہ
۷	مولانا عبدالرحمٰن صاحب صدیقی " " " "	صہ
۸	خان بہادر خلیفہ محمد اسد اللہ صاحب بی اے ایف ایل اے لائبریرین امپیریل لائبریری کلکتہ	صہ
۹	لفٹننٹ کرنل سر حسن سہروردی کے ٹی او بی ای پارک اسٹریٹ "	صہ
۱۰	سید احمد رشید صاحب ۴۸ گوما چند روڈ "	صہ

رقم	نام چندہ دہندگان	نمبر شمار
عہ/	ڈاکٹر محمد زبیر صاحب صدیقی ۲۶ سرکس اسٹریٹ کلکتہ	۱۱
عہ/	مولوی اسد اللہ صاحب مستری شاپ ٹاٹا کمپنی جمشید پور	۱۲
صہ/	محمد اکبر خاں صاحب رام داس کا بھٹہ "	۱۳
صہ/	مولوی محمد عبید اللہ صاحب فورمین لوکو..... ٹاٹا اسٹیل کمپنی جمشید پور	۱۴
صہ/	مسٹر شہیدی اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ ۱۱ اسٹریٹ مائل روڈ "	۱۵
صہ/	مسٹر صدیق علی اسٹورکیپر ٹن پلیٹ فیکٹری گلمری "	۱۶
صہ/	مسٹر حبیب اللہ خاں صاحب اسسٹنٹ منیجر دفتر جنرل ٹاٹا کمپنی ۴۲ بی روڈ جمشید پور	۱۷
صہ/	مسٹر شاہ فضل الرحمٰن صاحب پلیٹنگ ڈسٹی مینٹنگ انجنیر ۲ ۵ بنیا روڈ برما کان ٹاٹا نگر جمشید پور	۱۸
صہ/	مسٹر یقین احمد صاحب بی ایس سی اسسٹنٹ فیول انجنیر ۲ ۵ چناب روڈ "	۱۹
صہ/	شیخ مخدوم علی صاحب جنرل فورمین ۲۶ کالی مائی روڈ "	۲۰
صہ/	مسٹر بشیر احمد صاحب چغتائی ۲۳۵ برما کان ٹاٹا نگر "	۲۱
صہ/	مسٹر آل ارغان صاحب ۷ دفتر روڈ "	۲۲
صہ/	شمس العلماء مولوی کمال الدین صاحب پرنسپل کرشنگر کالج کرشنگر	۲۳
صہ/	آنریبل خان بہادر نواب سید عبدالحفیظ صاحب احسان منزل پیلس ڈھاکہ	۲۴
صہ/	ڈاکٹر شہید اللہ صاحب ایم اے ڈھاکہ یونیورسٹی ڈھاکہ	۲۵
صہ/	خان بہادر فخر الدین صاحب ایم اے اسسٹنٹ ڈائرکٹر بنگال کلکتہ	۲۶
صہ/	خان بہادر عزیز الحق صاحب سابق وزیر تعلیم ۲۱ لاڈون اسٹریٹ کلکتہ	۲۷
ا صہ	میزان	

وزیران

رقم	نام چندہ دہندگان	نمبر شمار
ع	اشرف علی صاحب فیڈرل کلیرنگ ایجنسی ۲ ۸ کولو ٹولہ اسٹریٹ کلکتہ	۱
ع	مولوی عبدالحفیظ صاحب مستری مشین شاپ ۱۸ لوکا روڈ نویرٹون جمشید پور	۲
ع	مولوی ضمیر احمد صاحب فورمین شیٹ مل ۳۲ جی روڈ برما کان ٹاٹا نگر جمشید پور	۳
ے	میزان	

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
	صوبہ بہار	
	ممبران خصوصی	
۱	آنریبل مسٹر سید عبد العزیز بارسٹرایٹ لا وزیر تعلیم رانچی	۵ع
۲	خان بہادر حبیب الرحمٰن بی اے رئیس و ممبر لیجسلیٹو کونسل رانچی	۵ع
	میزان	۵عــ
	ممبران عمومی	
۱	شاہ اکرام الدین صاحب رئیس اسلام پور ڈاکخانہ عطا سرائے ضلع پٹنہ	صہ
۲	شاہ مصطفٰے احمد صاحب رئیس گیا	صہ ر
۳	مولوی رمضان علی صاحب تاجر ار علی اینڈ سینز مین روڈ رانچی	صہ
۴	محمد یونس بارسٹرایٹ لا سابق وزیر تعلیم صوبہ بہار پٹنہ	صہ ر
۵	آنریبل خواجہ محمد نور جج ہائیکورٹ 〃	صہ ر
۶	ڈاکٹر سید محمود وزیر تعلیم صوبہ بہار - بانکے پور	صہ ر
	میزان	۵ســ
	وزیٹران	
۱	مولوی ظہور الحق صاحب مالک وزیر اینڈ کو چوک آرہ	ع
	صوبہ ممالک متوسط و برار	
	ممبران خصوصی	
۱	خان بہادر مولوی محمد عبد الغفار صاحب وکیل ہائیکورٹ امراوتی	۵ــ
۲	راجہ محمد اعظم شاہ صاحب معرفت مسٹر سید محمود حسین صاحب بی اے کنٹونمنٹ ناگپور	۵ــ

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
۳	سیٹھ عباس علی صاحب کمال بی اے اتواری ناگپور	۹عہ
	میزان	۹عہ
	ممبران عمومی	
۱	سید آل حسن صاحب (علیگ) ای اے سی ناگپور	صہ
۲	مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب (علیگ) وکیل ہائیکورٹ ناگپور	صہ
۳	خان بہادر حافظ ولایت اللہ صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر "	صہ
۴	مسٹر محمد ہدایت اللہ بارسٹرایٹ لا "	صہ
۵	محمد سعید صاحب ٹھیکہ دار نیو کالونی "	صہ
۶	مولوی عبدالرزاق خاں صاحب (علیگ) ایڈوکیٹ "	صہ
۷	سید محمود الحسن صاحب (علیگ) گارڈین راجہ محمد اعظم شاہ صاحب ناگپور	صہ
۸	سید فریدالدین صاحب انسپکٹر پولس سی آئی ڈی "	صہ
۹	چودھری علی شیر خاں صاحب (علیگ) ای اے سی "	صہ
۱۰	سیٹھ محمد عبدالجبار صاحب (علیگ) متصل امپیریس مل "	صہ
۱۱	سید مصباح العثمان صاحب بی اے ریٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر رتی ولا برام جی روڈ ناگپور	صہ
۱۲	خان بہادر محمد ابراہیم رضا ملک صاحب رئیس "	صہ
۱۳	مولوی سراج احمد صاحب ایم اے پنشنر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ۱۰۵ سول اسٹیشن جبلپور	صہ
۱۴	خان صاحب خواجہ لطیف احمد صاحب بی اے (علیگ) انسپکٹر مدارس امراوتی	صہ
۱۵	خان بہادر مولوی عبدالقادر صاحب بی اے ایل ایل بی پلیڈر "	صہ
۱۶	ڈاکٹر غلام محی الدین صاحب صوفی انسپکٹر مدارس "	صہ
۱۷	شیخ عبداللطیف اللہ رکھا صاحب کنٹراکٹر جنرل مرچنٹ اجمیر	صہ
	میزان	۹علسہ

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
	صوبہ مدراس	
	ممبران خصوصی	
۱	نواب غلام احمد خاں صاحب کلامی متصل جامع مسجد روڈ بنگلور سٹی	عـ۵
	ممبران عمومی	
۱	ایم جمال محمد صاحب ۱۶ تھمبو چٹی اسٹریٹ مدراس	صہ
۲	سید شاہ محی الدین شاہ صاحب قادری ایم ایل سی کرنول	صہ
۳	خان بہادر منیر خاں صاحب بی اے سابق پریذیڈنسی مجسٹریٹ تو ابس ہاؤس ماونٹ روڈ مدراس	صہ
۴	محمد حسن چیدہ صاحب بی اے انکم ٹیکس افیسر مدراس	صہ
	میزان	عـ۵

صوبہ آسام

ممبران عمومی

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
۱	سر محمد سعد اللہ صاحب ایم اے بی ایل شیلانگ	صہ

صوبہ دلی

ممبران عمومی

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
۱	خان بہادر سید بہاء الدین صاحب جلال منزل کوچہ پنڈت	صہ
۲	حافظ محمد صدیق صاحب ملتانی میونسپل کمشنر کٹرہ دُکھی پھاٹک حبش خاں	صہ
۳	مولوی محمد عظمت اللہ صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل	صہ

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
۴	امیر الدین صاحب قدوائی آنریری سکرٹری آل انڈیا مسلم کانفرنس	صہ
۵	نواب ابو الحسن خاں صاحب رئیس اعظم ریٹائرڈ سب جج بازار سرکی والان	صہ
۶	سید عابد حسین صاحب پروفیسر جامعہ ملیہ	صہ
	میزان	صہ

صوبہ بمبئی

ممبران خصوصی

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان		رقم
۱	نواب سید امین الدین صاحب آئی سی ایس کلکٹر جلگاؤں ضلع مشرقی خاندیس		عـــہ
۲	ہدایت اللہ لق خاں صاحب رئیس املنیر	״	عـــہ
۳	شیخ کفایت شیخ اعظم صاحب پنشنر انسپکٹر پولس جلگاؤں	״	عـــہ
۴	سکرٹری مسلم ایجوکیشنل کانفرنس صوبہ بمبئی پونا		عـــہ
۵	شیخ امیر الدین صاحب تمبیل ریٹائرڈ ملٹری اکونٹنٹ ۳ بھنگوا نداس چال پونا		عـــہ
۶	مسٹر ممتاز حسین صاحب، ڈی سی کراچی		عـــہ
۷	قاضی غلام نبی صاحب (علیگ) ڈائرکٹر تعلیمات کراچی		عـــہ
۸	ڈاکٹر اے سعید صاحب سعید منزل بندر روڈ	״	عـــہ
۹	مولوی مظہر علی صاحب علوی (علیگ) ایڈوکیٹ	״	عـــہ
۱۰	سیٹھ فدا حسین صاحب کوئٹہ والا پوسٹ بکس ۱۵ بندر روڈ	کراچی	عـــہ
۱۱	سیٹھ عاشق علی صاحب لالن کھارادر	״	عـــہ
۱۲	سیٹھ حبیب حاجی رحمت اللہ صاحب کھارادر	״	عـــہ
۱۳	سیٹھ فدا حسین محمد علی شیخا شیخا ہاؤس کیمبل اسٹریٹ	״	عـــہ
۱۴	سیٹھ حاجی چھٹا بھائی گوکل کنوری گارڈن	״	عـــہ
۱۵	سیٹھ غلام علی صاحب چاغلا بندر کوارٹر	״	عـــہ
۱۶	میاں حاجی مہر بخش میاں مولا بخش صاحب سرائے روڈ	״	عـــہ

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان		رقم
۱۷	جواہر بخش ٹرسٹ معرفت حسن دین صاحب مٹھادارہ نیپیر روڈ	کراچی	عـــہ
۱۸	سیٹھ طیب علی اے مانڈوی والا بندر روڈ	"	عـــہ
۱۹	سیٹھ حاجی عبد اللہ ہارون صاحب	"	صعـــہ
۲۰	سر غلام حسن ہدایت اللہ کے سی ایس آئی	"	عـــہ
۲۱	جناب پیرپگارو صاحب پیر جی کوٹ ضلع سکھر		صعـــہ
۲۲	علام رسول صاحب بہرگڑی متصل جیل حیدرآباد سندھ		عـــہ
۲۳	ڈاکٹر محمد ابراہیم شیخ صاحب صدر بازار	"	عـــہ
۲۴	پرنس صادق میاں صاحب بارسٹرایٹ اسپیشل مجسٹریٹ بانٹوا کاٹھیاوار		عـــہ
۲۵	صوفی محمد حسین صاحب چشتی صابری کالوپور متصل مسجد شکر خاں	احمدآباد	عـــہ
۲۶	غلام علی صاحب ولد ولی محمد صاحب مومن کالوپور پانچ پٹی دروازہ کے پاس	احمدآباد	عـــہ
۲۷	حکیم فضل میاں چھوٹو میاں صاحب ممبر میونسپلٹی کالوپور سولی گراں کی پول کے پاس	احمدآباد	عـــہ
۲۸	نور میاں محمد میاں صاحب قریشی ریٹائرڈ ناظر ڈسٹرکٹ جج کورٹ	احمدآباد	عـــہ
		میزان	سامعـــہ

ممبران عمومی

نمبر شمار	نام		رقم
۱	اے ایچ کھتری ۳۰۵ ہلال منزل عبد الرحمٰن اسٹریٹ	بمبئی	صہ
۲	قاضی کبیر الدین احمد صاحب اسکوئر بارسٹرایٹ لا کمبالا ہل	"	صہ
۳	سر رحمت اللہ ایم چنائی چوپاٹی	"	صہ
۴	ایم کے پٹھان صاحب مملت دار راور ضلع مشرقی	خاندیس	صہ
۵	حاجی داؤد صاحب عثمان مرچنٹ جلگاؤں	"	صہ
۶	حاجی محمد عبد اللہ صاحب متولی جامعہ مسجد "	"	صہ
۷	حاجی محمد حسین صاحب مالک آئل مل "	"	صہ
۸	صاحب جی حاجی شیخ جی سوداگر "	"	صہ

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان		رقم
۹	مسٹر ایس ایم حسن بی اے ایل ایل بی بارسٹرایٹ لا جلگاؤں	مشرقی خاندیس	صہ
۱۰	قادر علی نور علی صاحب سوداگر دہرن گاؤں	〃	صہ
۱۱	غلام غوث صاحب قریشی بی اے انجینرنگ ڈپارٹمنٹ میونسپل کارپوریشن	کراچی	صہ
۱۲	قاضی خدا بخش صاحب (علیگ) ایڈوکیٹ	〃	صہ
۱۳	شیخ محمد حسن صاحب سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہاؤس مدرسۃ الاسلام	〃	صہ
۱۴	امیر بخش گزدر صاحب کراچی الیکٹرک سپلائی کارپوریشن کچہری روڈ	〃	صہ
۱۵	مسٹر حفیظ الرحمن انصاری سندھ سیکریٹریٹ ہوم ڈپارٹمنٹ	〃	صہ
۱۶	محمد ہاشم گزدر صاحب انجنیر رنچھور لائن	〃	صہ
۱۷	سیٹھ عبدالعلی موسیٰ بھائی صاحب میریٹ روڈ	〃	صہ
۱۸	ایچ ایف ایل ٹی ہیرسن صاحب پرنسپل مدرسۃ الاسلام	〃	صہ
۱۹	سیٹھ آدم علی صاحب علوی نیپر روڈ	〃	صہ
۲۰	حافظ شریف حسین صاحب 〃	〃	صہ
۲۱	سیٹھ محمد حسین صاحب فدو کھارادر	〃	صہ
۲۲	سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب سوتھ نیپر روڈ	〃	صہ
۲۳	سیٹھ حاجی عبدالشکور عبدالقادر صاحب کلاتھ مرچنٹ الفنسٹن روڈ	〃	صہ
۲۴	سیٹھ ہاشم محمد گانجی صاحب لارنس روڈ	〃	صہ
۲۵	مسٹر غلام محمد صاحب کلرک جوڈیشل کمشنر کورٹ	〃	صہ
۲۶	ایس ایم فضل الٰہی صاحب کیمبل اسٹریٹ	〃	صہ
۲۷	مسٹر اے آر خاں صاحب معرفت اے ار خاں اینڈ سنز بندر روڈ	〃	صہ
۲۸	مسٹر غلام علی الانہ صاحب کھارادر	〃	صہ
۲۹	خانصاحب الہ بخش گبول	〃	صہ
۳۰	مرزا آدم خاں صاحب میونسپل کونسلر پرانا ٹاؤن	〃	صہ
۳۱	نور احمد حاجی جارو صاحبان مدرسۃ الاسلام	〃	صہ

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان		رقم
۳۲	ماسٹر صاحبان مدرسۃ الاسلام معرفت مسٹر عبد المجید صاحب	کراچی	صہ
۳۳	ملا غلام رسول صاحب بلوچ کنٹر کٹر رنچھور لائن	״	صہ
۳۴	مسٹر علی بخش چینہ صاحب کلکٹرس کورٹ	״	صہ
۳۵	مسٹر علی احمد صاحب مالک کراچی ہیڈ سپلائی فرنیچر اسٹریٹ صدر بازار	״	صہ
۳۶	میر ایوب خاں اسکوئر بارسٹر ایٹ لا گارڈن روڈ	״	صہ
۳۷	غلام نظام الدین صاحب ابن امیر الدین صاحب پریمی اڈیٹر اخبار دین کالوپور پانچ پٹی احمد آباد		صہ
۳۸	سیٹھ حسین بھائی لال بھائی صاحب زری والے ریچی روڈ	احمد آباد	صہ
۳۹	ڈاکٹر ابراہیم شیخ محمد بھائی صاحب ایل ایم ایس کالوپور چکلہ	״	صہ
۴۰	سیٹھ سلیمان یار بھائی صاحب منہار پان کورناکہ	״	صہ
۴۱	مسٹر اسمٰعیل ولد حاجی حبیب صاحب سینما بانٹوا کاٹھیاوار		صہ
۴۲	حکیم عبد الکریم صاحب عباسی	حیدر آباد سندھ	صہ
۴۳	محمد صدیق صاحب میمن پرنسپل ٹریننگ کالج	״	صہ
۴۴	ایف ایم افضل صاحب (علیگ) ہیڈ ماسٹر ہائی سکول	״	صہ
۴۵	او این محمد اعظم صاحب اسسٹنٹ رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹی	״	صہ
۴۶	سر رحمت اللہ ایم چنائی چوپاٹی بمبئی		صہ
۴۷	سیٹھ ابراہیم ہارون جعفر صاحب الیٹ اسٹریٹ پونا		صہ
	میزان		۱۱۵

حیدر آباد دکن

ممبران خصوصی

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان		رقم
۱	کرنیل محمود حسن خاں صاحب افیسر کمانڈنگ گولکنڈہ لانسرز	حیدر آباد	۹ع

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان			رقم
۲	پروفیسر ہارون خاں صاحب شیروانی صدر شعبہ تاریخ جامعہ عثمانیہ		حیدرآباد	عہ
۳	پروفیسر سید محمد الیاس صاحب برنی ناظم دار الترجمہ		″	عہ
۴	مولوی مسعود علی صاحب سابق سشن جج سڑک اعظم جاہی		″	عہ
۵	سید احمد محی الدین صاحب مارکٹنگ افیسر		″	عہ
۶	سید محمد عسکری حسن اسکوئر بارسٹرایٹ لا		″	عہ
۷	ڈاکٹر حامد علی صاحب پل چادر گھاٹ		″	لعہ
۸	مرزا عبد القدیر بیگ صاحب مددگار انجنیر ہونگیر علاقہ		″	۱۳/۹/
۹	مولوی عبد العزیز صاحب وائس پرنسپل ٹریننگ کالج		″	عہ
۱۰	مولوی محمد عبد الرحیم صاحب ایم اے ایل ایل بی وکیل گھنٹہ روڈ		″	عہ
۱۱	مولوی وحید الرحمن صاحب صدر شعبہ طبیعات جامعہ عثمانیہ		″	عہ
۱۲	مولوی سید عسکر علی صاحب معتمد اسٹیٹ نواب سالار جنگ بہادر		″	عہ
۱۳	سید محمد حنیف صاحب پرائیویٹ سکرٹری نواب کمال یار جنگ بہادر		″	عہ
۱۴	مولوی محمود حسن صاحب حیدرآباد ریکارڈ		″	عہ
۱۵	مولوی محمد احمد صاحب ناظم پٹہ سرکار عالی		″	عہ
۱۶	مولوی عبد المجید صاحب معتمد اسٹیٹ نواب کمال یار جنگ بہادر		″	عہ
۱۷	مولوی محمود احمد خاں صاحب (علیگ) ریڈر شعبہ کیمیا جامعہ عثمانیہ		″	عہ
۱۸	مولوی نصیر احمد صاحب عثمانی ریڈر شعبہ طبیعات	″	″	عہ
۱۹	مولوی حمید احمد صاحب انصاری رجسٹرار	″	″	عہ
۲۰	مولوی سید وہاج الدین صاحب پرنسپل اسسٹنٹ پرو وائس چانسلر	″	″	عہ
۲۱	ڈاکٹر عبد الحق صاحب صدر شعبہ عربی	″	″	عہ
۲۲	مولوی لطف احمد صاحب (علیگ) پرسنل مددگار ناظم طبابت	″	″	عہ
۲۳	مولوی سید محمد محسن صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل ترپ بازار		″	عہ
۲۴	مولوی حبیب الرحمن صدر شعبہ معاشیات جامعہ عثمانیہ		″	عہ

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان		رقم
۲۵	ڈاکٹر یوسف حسین خاں صاحب ریڈر شعبۂ تاریخ جامعہ عثمانیہ	حیدرآباد	۵ عہ
۲۶	شیخ محمد برکت علی صاحب ریڈر شعبہ ریاضی ،،	،،	۵ عہ
۲۷	مولوی سید احمد محی الدین صاحب (علیگ) اڈیٹر اخبار رہبر دکن	،،	۵ عہ
۲۸	مولوی جلیل احمد صاحب ایم اے ایل ایل بی وکیل ترپ بازار	،،	۵ عہ
۲۹	ڈاکٹر مظفر الدین صاحب قریشی صدر شعبہ کیمیا جامعہ عثمانیہ	،،	۵ عہ
۳۰	مولوی عبدالقیوم صاحب (علیگ) بارسٹرایٹ لا مجسٹریٹ	،،	۵ عہ
۳۱	مولوی عبدالحمید صاحب (علیگ) تعلقدار سمستان گدوال	،،	۵ عہ
۳۲	ڈاکٹر عبدالعلی صاحب سول سرجن عثمانیہ ہسپتال	،،	۵ عہ
۳۳	مولوی غلام محی الدین صاحب مددگار ناظم بندوبست	،،	۵ عہ
۳۴	مولوی لائق حسین صاحب ،، ،،	،،	۵ عہ
۳۵	نواب بہادر یار جنگ بہادر	،،	۵ عہ
۳۶	مولوی محمد عبداللہ پاشا صاحب وکیل	،،	۵ عہ
۳۷	میجر احمد اشرف صاحب (علیگ) نوبت پہاڑ	،،	۵ عہ
۳۸	مولوی سلطان حمید صاحب معرفت وزیر سلطان اینڈ سنز	،،	۵ عہ
۳۹	نواب ناظر یار جنگ بہادر جج عدالت العالیہ	،،	۵ عہ
۴۰	مولوی مصطفٰے بیگ صاحب مہتمم ٹیلیفون	،،	۵ عہ
۴۱	میجر شیخ محمد بشیر صاحب کمانڈنگ افیسر سیکنڈ لانسرز	،،	۵ عہ
۴۲	میجر غلام معین الدین صاحب کمانڈنگ افیسر A باڑی	،،	۵ عہ
۴۳	ڈاکٹر سید حسن صاحب	،،	۵ عہ
۴۴	مولوی سید محی الدین صاحب پرنسپل عثمانیہ کالج	اورنگ آباد دکن	۵ عہ
۴۵	مولوی ڈاکٹر محمد اللہ خاں صاحب ایل ایل ڈی بارسٹرایٹ لا ناظم سشن جج	،،	۵ عہ
۴۶	نواب سید معز الدین صاحب جاگیردار	،،	۵ عہ
۴۷	میر سلطان علی صاحب ایچ سی ایس منصف	،،	۵ عہ

رقم		نام چندہ دہندگان	نمبر شمار
عہ	اورنگ آباد دکن	مولوی سید اصغر حسین صاحب بلگرامی بارسٹرایٹ لا زائد ناظم	۴۸
عہ	"	رائے صاحب لالہ چھوٹے لال جی بہادر رئیس	۴۹
عہ	"	مولوی محمد حیات الحسن صاحب رضوی جج عدالت	۵۰
عہ	"	حافظ سید عبدالرزاق صاحب مالک موٹر کمپنی	۵۱
عہ	"	مولوی مرزا رحیم بیگ صاحب وکیل	۵۲
عہ		میر احمد علی خاں صاحب صدر مہتمم تعمیرات	۵۳
لعہ ۱۴ آ	گلبرگہ	مسٹر محمد یحییٰ عثمان انسپکٹر پٹہ خانجات	۵۴
عہ	"	مولوی سید حسین صاحب (علیگ) صدر مہتمم تعلیمات	۵۵
عہ	"	مولوی محمد عبدالکریم صاحب تماپوری وکیل	۵۶
عہ	"	ڈاکٹر سید ریاض علی صاحب سول سرجن	۵۷
عہ	"	مولوی غلام حسن صاحب (علیگ) ٹرننگ کالج	۵۸
عہ	"	مولوی مرزا سلیمان بیگ صاحب صدر مہتمم خزانہ	۵۹
عہ	"	مولوی کریم احمد خاں صاحب (علیگ) مہتمم تعلیمات	۶۰
عہ	"	مولوی قمرالاسلام صاحب زبیری ڈویژنل انجنیر	۶۱
عہ	"	مولوی محمد وزیر احمد صاحب قریشی پروفیسر عثمانیہ کالج	۶۲
عہ	"	مولوی حاجی محمد حیدر صاحب رئیس اعظم	۶۳
عہ	"	مولوی محمد ذکی الدین صاحب قریشی (علیگ) پروفیسر عثمانیہ کالج	۶۴
عہ	"	پروفیسر اکبر علی صاحب "	۶۵
عہ	"	مولوی محمد سعید الزماں صاحب "	۶۶
عہ	"	مولوی حفیظ احمد خاں صاحب منصف	۶۷
عہ	"	محمد عبدالباسط صاحب زائد ناظم عدالت	۶۸
عہ	"	مولوی میر مصطفےٰ علی صاحب ناظم عدالت	۶۹
عہ	"	شیخ نورالاسلام معراج الدین صاحب ٹھیکہ دار اسٹیشن بازار	۷۰

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان		رقم
۷۱	مولوی اکبر عالم صاحب (علیگ) وکیل	گلبرگہ	۵ع
۷۲	مولوی سید زاہد حسین صاحب صدر مدرس ہائی سکول	رر	۵ع
۷۳	سی وی شاستری صاحب منیجر محبوب شاہی مل	رر	۵ع
۷۴	بی ایم لاہوتی صاحب مالک محبوب شاہی ملز	رر	۵ع
۷۵	مولوی عبد المجید صاحب بلگرامی سب ڈویژنل افیسر تعمیرات	رر	۵ع
۷۶	مولوی میر ابو طالب صاحب (علیگ) مددگار عثمانیہ کالج	رر	۵ع
۷۷	نواب ظہیر یار جنگ بہادر اول تعلقدار	رر	۵ع
۷۸	خان شاہ محمد خاں صاحب (علیگ) مہتمم پولس	رر	۵ع
۷۹	مولوی محمد احمد صاحب کالائی وکیل	رر	۵ع
۸۰	مولوی سید ذوالفقار علی صاحب حقانی (علیگ) پرنسپل عثمانیہ کالج	رر	۵ع
۸۱	مولوی سید الحسن صاحب رزاقی وکیل	رر	۵ع
۸۲	مولوی محمد عثمان صاحب صمدانی مہتمم کتب خانہ	رر	۵ع
۸۳	مولوی محمد عثمان صاحب (علیگ) صدر مدرس مدرسہ فوقانیہ	عثمان آباد	۵ع
۸۴	مولوی محمد زین العابدین صاحب وکیل	رر	۵ع
۸۵	مولوی مہدی حسن صاحب زبیری (علیگ) مہتمم تعلیمات	رر	۵ع
۸۶	مولوی معز الدین احمد صاحب (علیگ) صدر مدرس مدرسہ فوقانیہ	رائچور	۵ع
۸۷	سید محمد جواد صاحب (علیگ) مہتمم تعلیمات	بیدر	۵ع
۸۸	سید فضل حسین صاحب (علیگ) وکیل صوبہ داری	ورنگل	[illegible]
		میزان	[illegible]

ممبران عمومی

نمبر شمار	نام		رقم
۱	پروفیسر ملک سرور علی خاں صاحب عثمانیہ ٹریننگ کالج	حیدرآباد دکن	۵ع

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان		رقم
۲	مولوی سید علمدار حسین صاحب مہتمم خفیہ پولس	حیدرآباد دکن	صہ
۳	میر احمد علی خاں صاحب ایم ای ڈی لکچرار عثمانیہ ٹرننگ کالج	،،	صہ
۴	خواجہ یوسف الدین صاحب ایم اے ،،	،،	صہ
۵	سلیم بن سعید صاحب ،،	،،	صہ
۶	مولوی جمیل احمد صاحب (علیگ) ریٹائرڈ مہتمم تعمیرات کوٹھی ۴۸۹ احریت آباد حیدرآباد دکن		صہ
۷	قاضی سید تلمذ حسین صاحب ایم اے دارالترجمہ	،،	صہ
۸	مولوی احمد محی الدین صاحب پرسنل مددگار ناظم کرورگیری	،،	صہ
۹	نواب ممتاز یار الدولہ بہادر سکرٹری آصفیہ ہائی اسکول	،،	صہ
۱۰	نواب اکبر یار جنگ بہادر	،،	صہ
۱۱	محمد عبدالرحمن خاں صاحب سابق صدر کلیہ جامعہ عثمانیہ بیگم پیٹ	،،	صہ
۱۲	جے ار ارکاما صاحب اسسٹنٹ پرنسپل عثمانیہ کالج	اورنگ آباد دکن	صہ
۱۳	مولوی محمد فرید الدین خاں صاحب وکیل سرکار	،،	صہ
۱۴	مولوی معز الدین صاحب پرنسپل مدرسہ صنعت و حرفت	،،	صہ
۱۵	مولوی محمد ابراہیم صاحب لکچرار عثمانیہ کالج	،،	صہ
۱۶	مولوی غلام طیب صاحب لکچرار ،،	،،	صہ
۱۷	مسٹر رستم جی صاحب مہتمم تعمیرات	،،	صہ
۱۸	مولوی سید ساجد علی صاحب مہتمم تعلیمات	،،	صہ
۱۹	مولوی سید محی الدین صاحب پرنسپل عثمانیہ انٹرمیڈیٹ کالج	،،	صہ
		میزان	[illegible]

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان		رقم
	ریاست بہاولپور		
	ممبران خصوصی		
۱	ڈاکٹر محمد دین صاحب ریٹائرڈ سول سرجن	بہاولپور	۵ؔع
۲	خان بہادر مولوی ضیاء الدین احمد خاں صاحب ایم اے ایل ایل بی ڈائرکٹر سررشتۂ تعلیم بہاولپور		۵ؔع
۳	سردار محمد اسلم خاں صاحب بی اے اکونٹنٹ جنرل	بہاولپور	۵ؔع
۴	سید شجاعت علی صاحب حسنی	؍؍	۵ؔع
۵	شیخ شیر محمد خاں صاحب بہادر نائب مہتمم آبادی	؍؍	۵ؔع
۶	خواجہ عبد الغفور صاحب بہادر مہتمم انہار	؍؍	۵ؔع
۷	مولوی سراج الدین صاحب سابق چیف جج	؍؍	۵ؔع
۸	خان بہادر محمد اکرم صاحب بہادر پولس کمشنر	؍؍	۵ؔع
۹	سردار محمد امیر خاں صاحب بہادر ہوم ممبر	؍؍	۵ؔع
۱۰	میجر شمس الدین محمد صاحب وزیر تعلیم	؍؍	۵ؔع
۱۱	سردار محمد خاں صاحب بخاری رئیس آنریری مجسٹریٹ رحیم آباد	؍؍	۵ؔع
۱۲	سردار غلام حیدر خاں صاحب بخاری رئیس	؍؍	۵ؔع
۱۳	سردار الٰہ بخش خاں صاحب بخاری رئیس رحیم آباد	؍؍	۵ؔع
۱۴	سردار محمد افضل خاں صاحب ؍؍	؍؍	۵ؔع
۱۵	چودھری غلام غوث خاں صاحب اگزکٹو انجنیر انہار بہاولنگر	؍؍	۵ؔع
۱۶	خان بہادر شیخ شاہ نواز خاں صاحب بہادر مشیر مال	؍؍	۵ؔع
		میزان	۸۰ؔع

رقم	نام چندہ دہندگان		نمبر شمار
	ممبران عمومی		
صہ	مولوی عبدالمجید صاحب ایم اے وائس پرنسپل کالج	بھاولپور	۱
صہ	پیرزادہ عبدالرشید صاحب پروفیسر کالج	؍؍	۲
صہ	چودھری محمد افضل صاحب ایم ایس سی پروفیسر کالج	؍؍	۳
صہ	حافظ شیخ محمد عبدالغنی صاحب اکونٹنٹ جنرل	؍؍	۴
صہ	خان غلام مصطفےٰ خاں صاحب خاکوانی بی اے اسسٹنٹ اکونٹنٹ آفیسر	؍؍	۵
صہ	خان آغا محمد خاں صاحب بہادر اکزکٹو انجنیر تعمیرات	؍؍	۶
صہ	سید ذوالفقار الدین صاحب بی اے سپرنٹنڈنٹ جج ملتان معرفت مولوی سراج الدین خاں صاحب سابق چیف جج	بھاولپور	۷
صہ	مولوی عمر الدین صاحب معرفت مولوی سراج الدین خاں صاحب سابق چیف جج	؍؍	۸
صہ	خان بہادر اللہ نواز خاں صاحب مہتمم جنگلات	؍؍	۹
صہ	مولوی محمد اختر علی صاحب نائب مہتمم آبادی	؍؍	۱۰
صہ	حافظ شفیع الدین صاحب پیشکار چیف کورٹ	؍؍	۱۱
صہ	سید عبدالمالک صاحب رین بسیرا	؍؍	۱۲
صہ	ملک فیض بخش صاحب اسسٹنٹ اکونٹ افیسر	؍؍	۱۳
صہ	مولوی عبدالرشید صاحب ایم اے ایل ایل بی منصف احمد پور لمہ	؍؍	۱۴
صہ	مولوی عبدالحمید صاحب ایم اے منصف چشتیاں	؍؍	۱۵
صہ	خان بہادر نبی بخش محمد حسین صاحب بی اے ایل ایل بی پریم منسٹر	؍؍	۱۶
۵لـ		میزان	
	وزیران		
ع	خواجہ محمد شجاع صاحب منعمی پروفیسر کالج	بھاولپور	۱
لعہ	غلام حسن صاحب بی اے پوسٹ ماسٹر		۲
ے		میزان	

رقم	نام چندہ دہندگان		نمبر شمار
	متفرق ریاست ہائے اسلامی		
	ممبران خصوصی		
عـہ	بھوپال	مسٹر محمد شعیب صاحب قریشی منسٹر	۱
عـہ	‌‌〃	مشیر الملک عالیقدر عالیمرتبت قاضی علی حیدر صاحب عباسی منسٹر	۲
عـہ	‌‌〃	امین الملک و الاقدر عالیمرتبت خان سلام الدین خان صاحب چیف جج	۳
صعـہ	ریاست مانگرول	ہز ہائینس شیخ صاحب آف	۴
عـہ	‌‌〃	سید الطاف حسین صاحب بی اے (علیگ) دیوان صاحب	۵
عـہ	‌‌〃	مسٹر ایوب لطیف صاحب	۶
معـہ	دیوان ریاست مانا وادر	پرنس محمد بدر الدین صاحب نظامی بی اے (علیگ)	۷
صہ	‌‌〃	عالیجاہ بیگم صاحبہ عالیہ قیصرہ ہند	۸
عـہ	‌‌〃	مسٹر ایم ایچ مسعود صاحب پرائیویٹ سکرٹری ہز ہائینس نواب صاحب بہادر	۹
عـہ	‌‌〃 پاتوا	ایم اے شیخ صاحب ایجنٹ	۱۰
سحـہ	مانگرول	جناب عبد الخالق صاحب ولیعہد ریاست معرفت عبد القادر صاحب ریونیو کمشنر	۱۱
عـہ	‌‌〃	اسٹاف جناب ولیعہد صاحب بہادر معرفت	۱۲
عـہ	ریاست جوناگڈھ	ہیڈ ماسٹر صاحب مدرسہ اسلامیہ کتیانہ	۱۳
عـہ	‌‌〃	پرائیویٹ سکرٹری ایم اے صاحب بار ایٹ لا	۱۴
عـہ	‌‌〃	سیٹھ حاجی عبد اللہ نور محمد صاحب کھتری	۱۵
عـہ	‌‌〃	امام محمد بن حاجی عبد الرحمٰن صاحب محلہ جولاہان سکرٹری فرینڈلی سوسائٹی	۱۶
عـہ	‌‌〃	سکرٹری مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی	۱۷
صعـہ	‌‌〃	میجر عثمان خاں صاحب کمانڈنگ افیسر انفینٹری	۱۸
عـہ	‌‌〃	مسٹر شیر خاں صاحب ہیڈ ماسٹر مڈل اسکول کتیانہ	۱۹

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان		رقم
۲۰	سیٹھ حاجی یوسف حاجی عمر صاحب کتیانہ	ریاست جوناگڈھ	عـہ
		میزان	ساسہ

ممبران عمومی

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان		رقم
۱	خان بہادر شوکت علی صاحب سابق دیوان راج گڈھ دیوانخانہ سیہور	بھوپال	صہ
۲	امیر الملک میر منصب علی صاحب معتمد خاص سرکار عالیہ	،،	صہ
۳	مولوی محمد نصیر الدین صاحب وکیل	،،	صہ
۴	مولوی محمد احمد خاں صاحب (علیگ) جج ہائیکورٹ	،،	صہ
۵	میاں محمود علی خاں صاحب (علیگ) بارہ محل	،،	صہ
۶	مولوی محمد اختر علی خاں صاحب بہادر کنسرویٹر جنگلات	،،	صہ
۷	لارڈ جبات صاحب (علیگ) سکرٹری گورنمنٹ	،،	صہ
۸	مسٹر غنی کریم صاحب	مانگرول	محہ
۹	سیٹھ حاجی عمر لطیف صاحب	،،	ـلے
۱۰	سیٹھ حاجی ہاشم اسمٰعیل صاحب	،،	ـے
۱۱	سیٹھ ابراہیم اسمٰعیل صاحب	،،	صہ
۱۲	حاجی عیسیٰ عمر کاپا صاحب	،،	صہ
۱۳	احمد کریم اسمٰعیل صاحب	،،	صہ
۱۴	سیٹھ .... عبداللہ صاحب	،،	صہ
۱۵	برخوردار سیٹھ اسمٰعیل ابراہیم صاحب	،،	صہ
۱۶	خان بہادر کرنل عبدالغفار خاں صاحب کمانڈنگ افیسر سینسرن	جوناگڈھ	صہ
۱۷	سیٹھ موسیٰ لالمعانا صاحب سکرٹری مدرسہ اسلامیہ کتیانہ	،،	صہ
۱۸	سیٹھ غنی محمد صاحب بھٹی اسسٹنٹ سکرٹری ،،	،،	صہ

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
۱۹	ناظم الانشا مولوی وزیر احمد صاحب (علیگ) ڈائرکٹر تعلیمات بھوپال	صہ
۲۰	مسٹر اسلام الحق صاحب چیف الیکٹریکل انجنیر ″	صہ
	میزان	ماعہ

وزیران

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
۱	سید ظہیر علی صاحب بی اے بازار نصراللہ خاں ریاست رامپور	عہ

متفرق ریاست ہائے غیر اسلامی

ممبران خصوصی

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
۱	محمد مقبول حسین خاں صاحب جاگیردار تعظیمی جین پورہ ریاست جے پور	عہ
۲	حاجی محمد اکرام حسین خاں صاحب ناظم سمبر ″	مہ
۳	سیٹھ چھوٹے لال صاحب کھاتی پورہ والے ″	عہ
۴	نواب محمد عبدالوہاب خاں صاحب جاگیردار ″	عہ
۵	محمد ظہور الدین صاحب کنٹرکٹر عمارت ″	١ـ
۶	منشی محمد فدا علی خاں صاحب دیوان عزالی ″	رعہ
۷	مرزا فضل الحق بیگ صاحب اسسٹنٹ انجنیر محلہ راگھو ماجرہ پٹیالہ	عہ
۸	سردار فضل حق صاحب سب جج بھٹنڈہ ″	[illegible]
۹	خانصاحب فضل کریم خاں صاحب سپرنٹنڈنٹ پولس ″	اعہ
۱۰	خان بہادر قاضی سر عزیز الدین احمد صاحب بہادر او بی ای دیوان ریاست دتیا	عہ
	میزان	ماعہ

ممبران عمومی

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
۱	خان بہادر مولوی محمد عبدالحئی صاحب جج ہائیکورٹ ریاست جے پور	صہ ر

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان		رقم
۲	مولوی مرغوب احمد صاحب بی اے ایل ایل بی (علیگ) وکیل	ریاست جے پور	عہ
۳	مولوی سید عبد السلام صاحب ایم اے (علیگ) سب جج	"	عہ
۴	مرزا جمشید حسین خاں صاحب تحصیلدار بہرایٹ	"	عہ
۵	منشی مالی لال صاحب بی اے تحصیلدار جموان رام گڑھ	"	عہ
۶	منشی بال چندر جی صاحب بی اے ناظم آمبیر	"	عہ
۷	منشی کلیان نراین صاحب تحصیلدار "	"	عہ
۸	منشی محمد عبد الحفیظ خاں صاحب داروغہ جنگی مادھو پورہ	"	عہ ۴ر
۹	سید اعتماد علی صاحب رسالدار ناگو کا کھیڑہ	"	عہ
۱۰	شاہ علیم الدین صاحب ایم اے ایل ایل بی وکیل پرانی بستی	"	عہ
۱۱	حامی الدین صاحب ایم اے (علیگ) پروفیسر مہاراجہ کالج	"	عہ
۱۲	ناظر خدا بخش صاحب ناظر محلات ڈیوڑھی	"	عہ
۱۳	اکرام علی خاں صاحب تحصیلدار سانبھر	"	عہ
۱۴	غلام محی الدین خاں صاحب جمعدار سوداگر محلہ تکیہ ملنگ شاہ	"	عہ
۱۵	امراؤ مرزا صاحب وکیل سررشتہ	"	عہ
۱۶	سید یوسف حسین صاحب ناظم اسپیشل ڈیوٹی	"	عہ
۱۷	الطاف احمد صاحب خیری اسسٹنٹ وائس پریسیڈنٹ	"	عہ
۱۸	سید اعتصام الدین صاحب تحصیلدار معظم آباد	"	عہ
۱۹	خانصاحب مرزا حامد علی خاں صاحب سفیر الملک معتمد جنگ وکیل دربار ٹونک		عہ
	بیرون اجمیری دروازہ جے پور		
۲۰	محمد عطاء اللہ خاں صاحب بی اے ایل ایل بی (علیگ) تحصیلدار لطافت مابوز جے پور		عہ
۲۱	سید مصلح الرحمن صاحب ایم اے بیرون چاند پول دروازہ باغ میر جی	"	عہ
۲۲	سید اشرف علی صاحب سٹی کوتوال پنشنر	"	عہ
۲۳	شیخ خلیل الرحمن صاحب آنرری سکرٹری ادبی سبھا ۲ احمد منزل	"	عہ

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
۲۴	نورالحق صاحب ایم اے اسسٹنٹ ماسٹر مسلم اسکول جے پور	صہ
۲۵	ابو المعالی مولوی ایوب خاں صاحب منشی فاضل ہیڈ مولوی ہائی اسکول ریاست راج گڑھ	صہ
۲۶	مرزا عبدالمنان بیگ صاحب چغتائی ریاست اندور	صہ
۲۷	نواب سر لیاقت حیات خاں بہادر وزیر اعظم ریاست پٹیالہ	صہ
۲۸	خان بہادر سر عبدالحمید خاں صاحب سابق دیوان کپورتھلہ	صہ
	میزان	اللعہ

برہما

ممبران عمومی

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم
۱	مولوی سید عنایت حسین صاحب ایم اے پرنسپل راندیر ہائی اسکول رنگون	صہ
۲	قیصر حسن صاحب " "	صہ
۳	خواجہ محمد عثمان مستی خاں صاحب کنٹر کٹر پوسٹ بکس ۳۶۱ بارسٹر اسٹریٹ ۱۹۳ "	صہ
	میزان	صعہ

بیلنس شیٹ آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس علی گڑھ بابت سنہ ۱۹۳۶-۳۷ء

آمدنی

نمبر	مدات	رقم			میزان		
	باقیات ۳۱ مارچ ۱۹۳۶ء						
	۱۔ تحویل مسلم یونیورسٹی	۵۷۳۷	۹	۱۱			
	۲۔ تحویل ہیڈ اسسٹنٹ کانفرنس	۶۵۰	۳	۰	۶۳۸۷	۱۲	۱۱
۱	**گرانٹ مستقل**						
	۱۔ گورنمنٹ نظام	۵۹۸۷	۰	۰			
	۲۔ دربار بھوپال	۱۰۸۰	۰	۰			
	۳۔ دربار بہاول پور	۲۴۰۰	۰	۰	۹۴۶۷	۰	۰
۲	**آمدنی سرمایہ کانفرنس**						
	۱۔ سود پرامیسری نوٹ ۱۹۵۵-۷۰	۳۱۴	۰	۰			
	۲ ״ ״ ۱۹۶۰-۷۰	۴۳۹	۰	۰			
	۳ ״ ۱۹۶۰-۷۰	۵۵۸	۱۲		۱۳۱۱	۱۲	
۳	**چندہ کانفرنس**						
	۱۔ ۱۹۳۵	۲۸	۱۲				
	۲۔ ۱۹۳۶ (ا) چندہ عام ۴۰۹۱-۱-۶						
	(ب) چندہ سپیشل کمیٹی ۲۴۰	۴۳۳۱	۱	۶			
	۳۔ ۱۹۳۷	۱۰	۰	۰	۴۳۶۹	۱۳	۶

نمبر	مدات	رقم (روپیہ)	رقم (آنہ)	رقم (پائی)	میزان (روپیہ)	میزان (آنہ)	میزان (پائی)
۴	**چندہ اخراجات جوبلی**						
	۱- دعوت مہمانان جوبلی	۵۵۰	۰	۰			
	۲- کیمپ نمائش تعلیمی	۵۰	۰	۰	۶۰۰	۰	۰
۵	**چندہ لائف ممبری کانفرنس**				۱۷۲۸	۱	۳
۶	**چندہ وظائف**				۷۹	۱	
۷	**سیٹھ صالح بھائی اسکالرشپ فنڈ از کرایہ صالح بھائی بلاک**				۳۸۳		
۸	**اسمٰعیل محمدیہ اسکالرشپ فنڈ از کرایہ اسمٰعیل محمدیہ بلاک**				۷۲	۸	
۹	**ارشاد الدین سکالرشپ فنڈ**				۲	۰	۰
۱۰	**اسمٰعیل محمدیہ اسکالرشپ فنڈ عطیہ ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خانصاحب**				۸۰۰		
۱۱	**امداد مدارس اسلامی عطیہ نواب صدر یار جنگ بہادر**				۵۹۴	۸	۰
۱۲	**واپسی رقم قرضہ تعلیمی از طلباء سابق**				۱۳۸۴	۳	
۱۳	**ڈاک**				۵۵	۱	۹
۱۴	**کانفرنس گزٹ**						
	۱- چندہ عام خریداران	۳۶۶	۳	۰			
	۲- اجرت مشتہری سمن وغیرہ	۲۰۷	۰	۰			
	۳- چندہ ممبران خصوصی	۷۱۱	۰	۰	۱۲۸۴	۳	۰
۱۵	**بکڈپو کانفرنس**						
	۱- قیمت مطبوعات از عام خریداران ۷-۱۳-۸۸						
	از ممبران خصوصی ۰-۴-۳۲۰	۴۰۹	۱	۶			
	۲- مطبوعات غیر خریدہ کانفرنس	۱	۱۳				
	۳- کمیشن فروخت کتب	۷	۶	۹	۴۱۸	۵	۳

نمبر	مدات	رقم (پائی)	رقم (آنہ)	رقم (روپیہ)	میزان (پائی)	میزان (آنہ)	میزان (روپیہ)
۱٦	کرایہ						
	۱- ہال وکمرہ جات طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی	۰	۰	۱۲۰۰			
	۲- اسٹاف ہاؤس	۰	۰	۱۲			
	۳- دوکان	۰	۰	۳۸	۰	۰	۱۲۵۰
۱۷	کاشت و بہار باغ				٦	۱۱	۲۲۱
۱۸	قرضہ کانفرنس						
	۱- منشی محمد نجم الدین صاحب	۰	۰	۲۸۰			
	۲- منشی مسعود حسن صاحب	۰	۰	۹۰			
	۳- منشی ذوالفقار الدین صاحب			۵۰	۰	۰	۴۲۰
۱۹	رقومات پیشگی						۱۷۰
۲۰	سرمایہ کانفرنس سے منتقل ہوئے عطیہ سیٹھ صالح بھائی						۴۰۰۰
۲۱	عطیہ ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خانصاحب تعمیر اسمٰعیل محمدیہ بلڈنگ						۲۰۰۰۰
۲۲	تعمیر یادگار محمد حسین صاحب بی اے						۵۰۰
۲۳	حق الخدمت کانفرنس از کرایہ اسمٰعیل محمدیہ بلڈنگ				۴	۷	۱
۲۴	بقیہ لاگت برجی بھوسہ					۴	
۲۵	قیمت لاکھ بنی					۱	
۲٦	کمی قیمت عمارات						
	۱- اسمٰعیل محمدیہ بلڈنگ	۸	۱۱				
	۲- سیٹھ صالح بھائی بلاک	٦	٦	۱۲			
	۳- دیگر عمارات	۰	۰	۵۵	۲	۲	٦۸
۲۷	امانت						
	۱- تنخواہ مدرس ڈھاکر زیوی مجتمعہ اہالیان موضع مذکور	۰	۰	۳۰			

نمبر	مدات	رقم			میزان		
	۲- متفرق	۰	۱۰	۱	۰	۱۰	۳۱
	۳-						
۲۸	کرایہ اسمٰعیل محمدیہ بلڈنگ				۰	۸	۵۰
۲۹	بونس عملہ دفتر				۲	۳	۴۰
۳۰	قیمت کتب						
	۱- دارالاشاعت لاہور	۰	۳	۵			
	۲- نظامی پریس بدایوں	۰	۱۲	۳			
	۳- الناظر بک ایجنسی	۶	۱	۲			
	۴- اسلامیہ ہائی اسکول اٹاوہ	۰	۱۲	۱			
	۵- جامعہ ملیہ دلی	۶	۱۱	۲			
	۶- مولوی عبدالمجید خاں صاحب	۰	۱۴	۰			
	۷- آزاد بک ڈپو	۰	۸	۱			
	۸- حالی پبلشنگ ہاؤس	۰	۱۲	۱			
	۹- انجمن ترقی اردو	۰	۱۰	۲			
	۱۰- ابوعبداللہ ذکا اللہ بریلی	۰	۵	۰	۰	۹	۲۲
	میزان آمدنی ۳۷-۱۹۳۶ء				۲	۱۲	۴۹۳۴۶
	باقیات				۱۱	۱۳	۶۳۱۷
	میزان کل				:	۱۱	۵۵۶۱۲

اخراجات

نمبر شمار	مدات	رقم			میزان		
۱	عملہ دفتر کانفرنس						
	۱۔ تنخواہ	۶	۵	۶۳۲۰			
	۲۔ بونس	۴	۰	۳۷۴			
	۳۔ الاؤنس	۶	۵	۰			
	۴۔ سفرخرچ	۳	۱۴	۱۱	۷	۹	۶۷۰۶
۲	سفیران کانفرنس						
	۱۔ سفیر مستقل	۳	۳	۶۱۵			
	۲۔ دیگر سفیران عارضی	۱۰	۵	۹۰۱			
	۳۔ سفرخرچ مسٹر عبدالکریم فاروقی زمانہ دورہ	۳	۰	۱۶۹	۴	۹	۱۶۸۵
۳	ڈاک و سائر خرچ دفتر کانفرنس						
	۱۔ ڈاک	۰	۸	۴۵۹			
	۲۔ اسٹیشنری	۳	۹	۱۴۵			
	۳۔ سائر خرچ	۶	۴	۵	۹	۲	۶۱۰
۴	مرمت ڈوپلیکیٹر دفتر کانفرنس				۶	۱۴	۳۹
۵	اخراجات واپسی رقم قرضہ تعلیمی				۱	۳	۴۱۴
۶	وظائف						
	۱۔ عام	۰	۰	۲۸۷۶			
	۲۔ اسمٰعیل محمدیہ اسکالرشپ	۰	۰	۵۰			
	۳۔ ارشاد الدین اسکالرشپ	۰	۰	۱۰			
	۴۔ سیٹھ صالح بھائی عربی اسکالرشپ	۰	۰	۲۹۴			
	۵۔ راجہ سورج پال سنگھ سنسکرت اسکالرشپ	۰	۰	۶۰			

نمبر	مدات	رقم			میزان		
	٦- طالبات اسلامیہ گرلز کالج علی گڑھ	٢٥٠	٠	٠	٣٥۴٠	٠	٠
٧	امداد تعلیمی						
	١- عام	١٣١	٠	٠			
	٢- ولایت حسین وظیفہ فنڈ	٣٥	٠	٠	١٦٦	٠	٠
٨	امداد مدارس وانجمن ہائے اسلامی						
	١- متفرق مدارس اسلامی	٢٣٦٨	٧	٠			
	٢- اسلامیہ ہائی اسکول اٹاوہ	٢٥٠	٠	٠			
	٣- حالی مسلم ہائی اسکول پانی پت	٢٥٠	٠	٠			
	۴- انجمن ترقی اردو راجپوتانہ	٢٥	۴	٠	٢٨٩٣	١١	٠
٩	طبع رپورٹ کانفرنس				٣٦٦	٣	٠
١٠	طبع کاغذات متفرق						
	١- متفرق کاغذات	٢٠٠	٩	١			
	٢- ایڈریس پراونشل کانفرنس	١۴	٠	٠	٢١۴	٩	١
١١	چندہ اخبارات ورسائل تعلیمی				٣٥	٧	٦
١٢	باغ وکاشت						
	١- تنخواہ مالی وکمیرہ باغ	۴٠٨	٠	٠			
	٢- آبپاشی وقلبہ رانی	١٣٩	٥	٠			
	٣- خرید گملہ ودرختان	٢١	٧	٠			
	۴- متفرق اخراجات	٢٨	۴	٩	٥٩٧	٠	٩
١٣	دفتر ٹریزرار آفس مسلم یونیورسٹی				٢۴٠		
١۴	لائبریری کانفرنس						
	١- علوم مشرقی	١٢	١۴	٠			

نمبر شمار	مدات	رقم روپیہ	آنہ	پائی	میزان روپیہ	آنہ	پائی
	۲- علوم مغربی	۱۰	۰	۰			
	۳- تنخواہ دفتری لائبریری	۵۷	۱	۶			
	۴- جلد بندی کتب	۱۲۶	۸	۰			
	۵- جلد بندی کتب قلمی	۶۱	۰	۰	۱۷۱	۷	۶
۱۵	کانفرنس گزٹ				۱۴۳۷	۱۵	۶
۱۶	اخراجات متعلق اجلاس سالانہ کانفرنس ۱۹۳۵ء				۵۲	۷	۶
۱۷	اخراجات متعلق اجلاس سالانہ کانفرنس ۱۹۳۶ء جوبلی						
	۱- عام اخراجات	۳۰۰۶	۱۴	۳			
	۲- دعوت مہمانان	۱۰۵۰					
	۳- ایٹ ہوم	۲۰۲	۶	۶			
	۴- طبع کاغذات	۱۸۹	۹	۲			
	۵- ڈراما	۲۵	۴	۰			
	۶- نمائش تعلیمی	۸۵۶	۴	۸	۵۳۳۰	۶	۷
۱۸	سفرخرچ عہدہ داران کانفرنس شرکت اجلاس ہائے تعلیمی						
	۱- اجلاس پراونشل کانفرنس صوبہ متحدہ	۴۸	۷	۶			
	۲- دیگر اجلاس ہائے تعلیمی	۵۸	۸	۶	۱۰۷	۰	۰
۱۹	مطبوعات کانفرنس						
	۱- حیات آفتاب	۴۰	۰	۰			
	۲- لائف خان بہادر مولوی سید زین العابدین صاحب مرحوم	۲۰	۱۲	۶			
	۳- کمیٹی تاریخ پنجاہ سالہ کانفرنس	۱۹	۴	۰	۸۰	۰	۶
۲۰	معاوضہ تصنیف کتاب الاخیار				۱۰۰	۰	۰
۲۰	قیمت و اخراجات فٹنگ ٹیلیفون				۱۵۰	۰	۰

نمبر شمار	مدات	رقم			میزان		
۲۲	مرمت عمارات کانفرنس				۳	۱۳	۲۱۷
۲۳	تعمیر شاگرد پیشہ						۱۰۰
۲۴	تعمیر چاہ				۰	۳	۱۷۵
۲۵	کتبہ یادگار خدمات مولوی سید طفیل احمد صاحب				۰	۰	۷
۲۶	خریطہ و ایڈریس والیان ملک				۰	۱۳	۳۳
۲۷	تعمیر اسمٰعیل محمدیہ بلڈنگ از رقم ڈاکٹر اسمٰعیل خانصاحب				۳	۴	۱۸۱۳۶
۲۸	تعمیر عمارات جنکی آمدنی وظائف کیلئے مخصوص ہے						
	۱- اسمٰعیل محمدیہ بلاک از عطیہ ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خانصاحب	۰	۰	۱۶۳۷			
	۲- سیٹھ صالح بھائی بلاک از عطیہ سیٹھ صالح بھائی طیب جی بمبئی	۰	۰	۲۹			
	۳- ارشاد الدین عبدالکریم ہاؤس عطیہ منشی عبدالکریم میرٹھ	۰	۰	۵۱۵	۰	۰	۲۱۸۱
۲۹	متفرق اخراجات بکڈپو				۰	۶	۲
۳۰	اخراجات روشنی وغیرہ جوبلی حضور نظام				۹	۱۲	۷
۳۱	میڈل حسب تجویز پراونشل کانفرنس				۰	۶	۵۱
۳۲	متفرقات				۳	۰	۳۴
۳۳	کمی قیمت عمارات						
	۱- سلطان جہاں منزل	۰	۰	۴۵			
	۲- اسٹاف ہاؤس	۰	۸	۷			
	۳- دیگر کمرہ جات	۰	۸	۲			
	۴- صالح بھائی بلاک	۶	۶	۱۲	۶	۶	۶۷
۳۴	پرائیویٹ وظائف نواب صدر یار جنگ بہادر				۶	۱۱	۲۰۱۲
۳۵	رقومات پیشگی جو واپس ہونگی				۰	۰	۴۰۶

تعلیم کو نقشکے عربی تعلیم کو وظایف

نمبر	مدات	رقم (پائی)	(آنہ)	(روپیہ)	میزان (پائی)	(آنہ)	(روپیہ)
٣٦	مدرسہ رام پور				٠	١٠	٧
٣٧	اہلکاران دفتر کو قرض						
	١- منشی محمد نجم الدین صاحب	٠	٠	١٥٠٠			
	٢- منشی ذوالفقار الدین صاحب کاتب	٠	٠	٥٠	٠	٠	١٥٥٠
٣٨	رقومات امانت						
	١- کرایہ اسمٰعیل محمدیہ بلڈنگ	٠	٨	٥٨			
	٢- تنخواہ مدرس ڈھاکہ دیوی محیتہ اہالیان موضع کو	٠	٠	٣٠			
	٣- بونس عملہ دفتر مستعفی	٢	٣	٤٠	٣	١١	١٢٨
٣٩	قیمت کتب						
	١- دارالاشاعت لاہور	٩	١	٣٨			
	٢- بشیر الدین احمد اینڈ سنز دلی	٤	٢	١٠			
	٣- دارالمصنفین اعظم گڑھ	٧	٢	٥	٨	٦	٥٣
٤٠	چندہ کانفرنس ۱۹۳۶ء سے منتقل ہوئے						
	١- چندہ کانفرنس گزٹ از رقم چندہ ممبران خصوصی	٠	٠	٥٤٩			
	٢- قیمت مطبوعات " " "	٠	٤	٣٢٠			
	٣- اخراجات ڈاک " " "	٠	١٢	٤٥	٠	٠	٩١٥
	میزان کل				٦	٣	٥٠٧٧٢
	باقیات ۳۱ مارچ ۱۹۳۷ء				٧	٧	٤٩٤٢
	میزان کل				١	١١	٥٥٧١٤

(دستخط) محمد حبیب الرحمن خاں شروانی (صدر یار جنگ بہادر)

آنریری سکرٹری آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس علی گڑھ

آڈٹ رپورٹ حسابات آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس علی گڑھ

بابت ۳۷-۱۹۳۶ء

مد اول آمدنی

میں نے رسیدات جاری شدہ کے متنوں کا کیش بک میں جمع شدہ رقوم سے مقابلہ کیا اور کل رقوم وصول شدہ کا اندراج جن کے واسطے رسیدات دی گئیں کیش بک میں بہ آمدنی صحیح پایا۔

رسیدات کے متنوں پر بجز متنی جات ۲۴۲ و ۲۸۱ کے رسید دینے والے کے دستخط ثبت ہیں۔ مگر متنے پر دستخط نہ ہونے سے رقم وصول شدہ پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔

مد دوم اخراجات

میں نے اخراجات کی ہر رقم کے متعلق دیکھا ہے کہ وہ جناب آنریری سکرٹری صاحب کی منظوری سے خرچ ہوئی ہیں۔ اور روپیہ پانے والے کی رسید دفتر میں موجود ہے۔ حسب ذیل فردگذاشت ہیں جو معمولی ہیں ان کی درستی کے واسطے ہدایت کردی گئی ہے۔

مجھکو نہایت خوشی ہے کہ کانفرنس کا حساب نہایت باقاعدگی کے ساتھ رکھا جاتا ہے اور کوئی فروگذاشت ایسی نہیں جس پر کسی قسم کی بدنیتی کا شبہ ہو سکے۔

واوچر نمبر ۸۶ - ۲۰ - اپریل ۱۹۳۶ء کو مبلغ دو روپیہ اہلکاران دفتر کے الاؤنس سفر حبیب گنج کی بابت حسب معمول خرچ میں درج کئے گئے مگر جناب آنریری سکرٹری صاحب نے اس رقم کو منظور نہیں فرمایا لہذا یہ رقم واپس جمع ہونی چاہئے (نوٹ دفتر) واپس کردی گئی۔

واوچر نمبر ۱۵۷ - ۵ مئی ۱۹۳۶ء کو مولوی بشیر الدین احمد صاحب کی کتابوں کی قیمت کی بابت دس روپیہ دو آنے چار پائی (۱۰/۲/۴) خرچ میں درج ہیں مگر رسید روپیہ پانچ آنہ کی ہے اس لئے دو روپیہ تیرہ آنہ چار پائی (۲/۱۳/۴) واپس کئے جاویں (نوٹ دفتر) واپس جمع کر دئے گئے۔

واوچر نمبر ۱۷۶ - ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء کو حکیم شمس اللہ صاحب قادری کو بابت معاوضہ تصنیف

"وکتاب الاخبار" ایک سو روپیہ ادا کئے گئے۔ رسید پر ٹکٹ چسپاں نہیں ہے۔

۱۸-۱۰-۲۷ بل تنخواہ منشی مصطفیٰ حسن صاحب سفیر بابت ماہ ستمبر ۲۶ء جناب آنریری سکریٹری صاحب کی منظوری کے دستخط ثبت نہیں ہیں۔ منظوری حاصل کی جائے۔

دوچر نمبر ۲۳۷ - انجمن اصلاح المضافات کی بابت مبلغ آٹھ روپیہ ادا کئے گئے ہیں مگر رسید فائل میں نہیں ہے۔ یہ امداد مستقل ہے اور آئندہ برابر ادا ہوتی رہتی ہے۔ آئندہ کی رسیدیں ملاحظہ کی گئیں۔

دوچر نمبر ۲۴۴ - غلام فرید خاں طالب علم طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی کے وظیفہ کی بابت ہے مگر رسید موجود نہیں ہے۔

(نوٹ دفتر) رسید حاصل کر کے شامل کی گئی۔

دوچر نمبر ۲۸۲ - منشی ساجد حسین صاحب اہلکار دفتر کے بونس کی بابت ہے جو بونس فنڈ سے برآمد کر کے ان کو ادا کی گئی ہے۔ اصل رقم دس روپیہ دس آنے چھ پائی (۱۰/۱۰/۶) ہے مگر رسید میں دس روپیہ درج ہیں دس آنے چھ پائی (۱۰/۶) سہواً رسید میں درج ہونے سے رہ گئی ہیں۔

دوچر نمبر ۳۸۸ - ہیڈ اسسٹنٹ کے کرایہ تانگہ کی بابت ہے کیش بک میں چار آنہ درج ہیں مگر منظوری کے واسطے جو بل پیش کیا گیا ہے اس میں تین آنے لکھے گئے ہیں۔ اس لئے ایک آنہ واپس کیا جائے۔

(نوٹ دفتر) ایک آنہ واپس کیا گیا۔

دوچر نمبر ۵۶۳-۶۵ میں سفیروں کی پیشگی سفر خرچ کی بابت تیس روپیہ کی منظوری حاصل کی گئی ہے۔ مگر واقعی خرچ تیس روپیہ اصل اور چھ آنے کمیشن منی آرڈر جملہ تیس روپیہ چھ آنے (۳۰/۶) کیش بک میں درج کئے گئے ہیں لہذا چھ آنے کی منظوری حاصل کی جائے۔

دوچر ۷۸۸ - بادر حسین صاحب اوورسیر کو مرمت اسٹاف ہاؤس کے بارہ میں دس روپیہ ادا کئے گئے ہیں مگر رسید موجود نہیں ہے۔ رسید حاصل کی جائے (نوٹ دفتر) رسید حاصل کر کے شامل کی گئی۔

دوچر ۸۰۶-۸۰۷ متفرقات کے بل میں جناب آنریری سیکرٹری صاحب کی منظوری ثبت نہیں ہے۔ منظوری حاصل کی جائے۔ (نوٹ دفتر) (منظوری حاصل کی گئی)

خزینہ معلومات مفت طلب کیجئے

چند سال سے کانفرنس نے اپنا بک ڈپو قائم کیا ہے، جس میں اردو کے تمام مشہور مصنفین مثلاً نواب محسن الملک، مولانا حالی، علامہ شبلی نعمانی، مولانا حافظ نذیر احمد، مولانا سلیمان ندوی، مولانا حاجی محمد حبیب الرحمن خاں شروانی (نواب صدر یار جنگ) وغیرہ کی تصنیفات موجود ہیں جو مناسب نرخ پر فروخت ہوتی ہیں۔

بچوں اور عورتوں کی تعلیم و تربیت و نیز فن تعلیم کے متعلق بھی متعدد و مفید کتابیں اس بک ڈپو سے مل سکتی ہیں۔ اس کے علاوہ گزشتہ چند سال میں خود کانفرنس نے جو عمدہ و دلچسپ کتابیں نہایت اہتمام سے حسن طباعت و کتابت کے ساتھ شائع کی ہیں مثلاً ذکر مبارک، ذکر جمیل، ذکر حبیب، وقار حیات، حیات محسن، یادِ ایام، خطبات عالیہ، مرقع کانفرنس، التربیۃ الاستقلالیہ، سلاطین معبر، تاریخ ملیبار، رسالہ اتالیق، بچوں کی تعلیمی ریڈریں، گنجینہ اسکاؤٹنگ، صولت شیر شاہی، ہمایوں نامہ، حیات رضا، وغیرہ خصوصیت کے ساتھ مطالعہ کے قابل ہیں، ایک خاص بات یہ ہے کہ عام فائدہ کے خیال سے باوجود ظاہری و معنوی محاسن کے ان کی قیمتیں بہت کم رکھی گئی ہیں۔ یہ کتابیں بھی کانفرنس بک ڈپو سے ملتی ہیں اور زیادہ خریداری پر تاجروں کو کمیشن بھی دیا جاتا ہے۔

ان کتابوں کے تفصیلی حالات اور ان کی قیمتیں رسالہ "خزینہ معلومات" سے معلوم ہوں گی۔ آپ صرف ایک کارڈ لکھ دیجئے۔ رسالہ خزینہ معلومات جو ۱۵۲ صفحہ کا ہے دفتر سے محصول ڈاک لگا کر آپ کی خدمت میں بلاقیمت بھیجدیا جائے گا اس کو پڑھ کر آپ اپنے مذاق و شوق کی کتابیں طلب کر لیجئے۔

ملنے کا پتہ

صدر دفتر کانفرنس سلطان جہاں منزل علی گڑھ

آمدنی من ابتدائے اپریل ۱۹۳۶ء بغایت مارچ ۱۹۳۷ء	۴۹۳۲۶-۱۴-۲
میزان	۵۵۷۱۴-۱۱-۱
اخراجات اپریل ۱۹۳۶ء بغایت مارچ ۱۹۳۷ء	۵۰۷۷۲-۳-۶
بقایا آخر مارچ ۱۹۳۷ء	۴۹۴۲-۷-۷

علاوہ مندرجہ بالا زر نقد کے مفصل ذیل پرامیسری نوٹ کانفرنس کے قبضہ میں ہیں جو ٹریژرر صاحب مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی معرفت امپیریل بنک شاخ علی گڑھ میں یکم اپریل ۱۹۳۷ء کو موجود تھے۔

۱- پرامیسری نوٹ ۳½ فیصدی	۱۹۰۰-۱	۱۷۱۵۰۰-۰-۰
۲- " " " ۴½ "	۱۹۵۵-۶۰	۷۰۰۰-۰-۰
۳- " " " ۴ "	۱۹۶۰-۷۰	۲۱۰۰۰-۰-۰
میزان کل		۱۹۹۵۰۰-۰-۰

(دستخط) خانصاحب ولایت حسین آڈیٹر
۱۸ مارچ ۱۹۳۸ء

کانفرنس جو ۲۶ روپیہ ادا کئے گئے مگر بل منسلکہ کی میزان پچیس روپیہ چودہ آنے (۲۵/۱۴) ہوتی ہے۔ اس لئے دو آنے واپس ہوں۔ (واپس کئے گئے)

ووچر نمبر ۳۰، ۱۳۱، ہیڈ ماسٹر صاحب مسلم ہائی اسکول مراد آباد کو پچیس روپیہ چار آنے (۲۵/۴) منجملہ اخراجات ڈراما جس کا جوبلی میں ہونا تجویز ہوا تھا بھیجے گئے تھے۔ آنریری سکریٹری صاحب نے اس رقم کو منظور نہیں فرمایا ہے۔ لہذا یہ رقم واپس طلب کی جائے۔

میں نے رجسٹر ڈاک کی میزانوں کو جانچا اور حسب ذیل غلطیاں برآمد ہوئیں ۱۵ فروری ۱۹۳۷ء کانفرنس گزٹ کی ڈاک کی میزان انیس روپیہ چار آنے چھ پائی (۱۹/۴/۶) ہوتی ہے مگر رجسٹر میں اٹھارہ روپیہ چار آنہ چھ پائی (۱۸/۴/۶) محسوب ہوئے ہیں۔ اس غلطی سے محرر ڈاک کو ایک روپیہ کا نقصان ہوا۔

۱۶ فروری ۱۹۳۷ء متفرق ڈاک کی میزان بجائے ۱۵/۳ کے ۱۴/۳ محسوب ہوئے ہیں۔ اس میں محرر ڈاک کو ایک آنہ کا نقصان ہوا۔

۳۱ مئی ۱۹۳۶ء آمدنی کی میزان بجائے تیتالیس روپیہ چار آنے (۴۳/۴) کے اڑتیس روپیہ چار آنے (۳۸/۴) درج ہوئی ہے۔ محرر ڈاک پانچ روپیہ واپس کرے۔

مندرجہ بالا فروگذاشتیں سہواً ہیں جن میں سے اکثر کی درستی میری ہدایت کے بموجب کر دی گئی ہے۔ ووچرس کی ترتیب نہایت باقاعدہ تھی جس کی وجہ سے جانچ میں آسانی ہوئی۔

(دستخط) خانصاحب (ولایت حسین)

۱۸ مارچ ۱۹۳۷ء

باقیات لغایت ۳۱ مارچ ۱۹۳۷ء حسب ذیل ہیں

باقیات آخر مارچ ۱۹۳۶ء

۱۔ تنخواہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔	۵۷۳۷ - ۹ - ۱۱
۲۔ تنخواہ ہیڈ اسسٹنٹ کانفرنس	۶۵۰ - ۳ - ۰
	۶۳۸۷ - ۱۲ - ۱۱

ووچر نمبر ۸۷۳ - اللہ دین نجار کو بابت مرمت کواڑ و چوکھٹ اسٹاف ہال دس مبلغ آٹھ روپیہ ادا کیے گئے ہیں اس کی رسید نہیں ہے۔

ووچر نمبر ۸۸۳ - منشی یاور حسین صاحب اوورسیر کو مرمت کے سلسلہ میں تیس روپیہ (۳۰) دیے گئے ہیں ان کی رسید نہیں ہے رسید حاصل کی جائے (رسید شامل کی گئی)

ووچر نمبر ۹۰۰ - منشی یاور حسین کو مرمت کے سلسلہ میں بہتر روپیہ (۷۲) ادا کیے گئے ہیں ان کی رسید نہیں ہے۔ رسید حاصل کی جائے۔

(رسید حاصل کی گئی)

ووچر ۱۷-۹۱۲ - متفرقات کا بل ہے۔ اس پر آنریری سکرٹری صاحب کی منظوری کے دستخط نہیں ہیں۔ منظوری حاصل کی جائے۔

ووچر نمبر ۱۰۴۱ - منشی یاور حسین صاحب اوورسیر کو بابت بیباقی مرمت تینتیس روپیہ چھ آنہ چھ پائی (۳۳/۶/۶) ادا کیے گئے ہیں اس کی رسید فائل میں شامل نہیں ہے۔ رسید حاصل کر کے شامل کی جائے۔ (رسید شامل کی گئی)

ووچر ۱۰۸۵ - امداد مدرسہ سردوا گنج کی بابت دس روپیہ دو آنے (۱۰/۲) برآمد کیے گئے۔ مگر امداد دست بدست ادا کی گئی۔ اس لیے دو آنہ کمیشن منی آرڈر واپس کیے جائیں۔
(دو آنے واپس جمع کیے گئے)

ووچر نمبر ۱۱۵۵ - ہیڈ اسسٹنٹ کانفرنس کو اٹھائیس روپیہ گیارہ آنے (۲۸/۱۱) سفرخرچ شرکت اجلاس تعلیمی گوالیار کی بابت ادا کیے گئے ہیں۔ موصوف کی رسید شامل کی جائے۔ (شامل کی گئی)

ووچر نمبر ۱۱۶۴ - اخراجات چاء وغیرہ بموقع اجلاس جوبلی کمیٹی منعقدہ ۲۴ جنوری سنہ ۱۹۳۷ء کی بابت کیش بک میں دو روپیہ پندرہ آنے (۲/۱۵) درج ہیں۔ مگر بل جو منظوری کے لیے پیش کیا گیا ہے اس میں دو روپیہ پانچ آنے (۲/۵) لکھے گئے لہذا دس آنے واپس کیے جائیں۔
(واپس کیے گئے)

ووچر نمبر ۱۱۹۷ - شیخ کریم الدین صاحب کو بقیہ سفرخرچ مدراس کی بابت سولہ روپیہ پانچ آنے ادا کیے گئے ہیں۔ اس کی رسید حاصل کی جائے۔ (رسید شامل فائل کی گئی)

ووچر نمبر ۱۲۸۴ - ہیڈ اسسٹنٹ کانفرنس کو بابت سفرخرچ شرکت اجلاس [illegible]

خطبۂ صدارت

اجلاس پنجاہ سالہ جوبلی

آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس علی گڑھ

منعقدہ

۲۵ تا ۲۹ مارچ ۱۹۳۷ء بمقام علی گڑھ

از

عالی جناب بہادر نواب سی عبدالحکیم صاحب ممبر اسمبلی رئیس اعظم مدراس

باہتمام محمد مقتدیٰ خاں شروانی

شروانی پرنٹنگ پریس علی گڑھ میں طبع ہوا ۱۳۵۶ھ ۱۹۳۷ء

کانفرنس گزٹ

کے متعلق

پراونشل مسلم ایجوکیشنل کانفرنس صوبجات متحدہ کا رزولیوشن

(جو کانفرنس مذکور کے اجلاس دہم منعقدہ ۲۰ راکتوبر ۱۹۳۳ء میں پاس ہوا)

"یہ کانفرنس اس امر کو بہ نظر استحسان دیکھتی ہے کہ آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس نے تعلیمی و اصلاحی اغراض نیز اپنے مقاصد کی تبلیغ و اشاعت کے لئے اپنا اخبار کانفرنس گزٹ جاری کیا ہے جو اپنے مفید پُر مغز تعلیمی و اصلاحی مضامین کی بنا پر اہل علم کی ستائش حاصل کرچکا ہے۔

چونکہ ہر انسٹی ٹیوشن کے لئے ایک آرگن کی ضرورت مسلّم ہے' یہ کانفرنس اس اخبار کی ضرورت تسلیم کرتے ہوئے پبلک کو اس کی مالی و اخلاقی اعانت پر متوجہ کرتی ہے' نیز نواب بہادر سر محمد مزمل اللہ خاں بالقابہ کا شکریہ ادا کرتی ہے کہ ممدوح نے سنہ رواں میں اس کو پانسو روپیہ عطا فرماکر اس کی بنیاد کو مستحکم فرمایا۔"

خزینۂ معلومات مفت طلب کیجئے

چند سال سے کانفرنس نے اپنا بک ڈپو قائم کیا ہے' جس میں اُردو کے تمام مشہور مصنفین مثلاً نواب محسن الملک مولانا حالی' علامہ شبلی نعمانی' مولانا حافظ نذیر احمد' مولانا سلیمان ندوی' مولانا حاجی محمد حبیب الرحمٰن خاں شروانی (نواب صدر یار جنگ) وغیرہ کی تصنیفات موجود ہیں جو مناسب نرخ پر فروخت ہوتی ہیں۔

بچوں اور عورتوں کی تعلیم و تربیت و نیز فن تعلیم کے متعلق بھی متعدد و مفید کتابیں اس بک ڈپو سے مل سکتی ہیں اس کے علاوہ خود کانفرنس نے جو عمدہ و دلچسپ کتابیں حسن طباعت و کتابت کے ساتھ شائع کی ہیں مثلاً: وقار حیات' حیات محسن' یاد ایام' خطبات عالیہ' التربیۃ الاستقالیہ' سلاطین معبر' تاریخ ملیبار' رسالہ اتالیق' بچوں کی تعلیمی ریڈریں' گنجینۂ اسکاوٹنگ' صولت شیر شاہی' ہمایوں نامہ' حیات رضا وغیرہ خصوصیت کے ساتھ مطالعہ کے قابل ہیں ایک خاص بات یہ ہے کہ باوجود ظاہری و معنوی محاسن کے ان کی قیمتیں بہت کم رکھی گئی ہیں اور زیادہ خریداری پر تاجروں کو کمیشن بھی دیا جاتا ہے۔ ان کتابوں کے تفصیلی حالات "خزینۂ معلومات" سے معلوم ہونگے۔ آپ صرف ایک کارڈ لکھ دیجئے رسالہ خزینۂ معلومات جو ۱۵۲ صفحہ کا ہے دفتر سے محصول ڈاک لگاکر آپ کی خدمت میں بلاقیمت بھیجدیا جائیگا۔

ملنے کا پتہ:۔ صدر دفتر کانفرنس سلطان جہاں منزل علی گڑھ

فہرستِ مضامین

خطبۂ صدارت آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس

اجلاس پنجاہ سالہ جوبلی

۱۹۳۷ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبۂ صدارت

حضرات! یہ عام دستور ہے کہ جب کسی شخص کو قوم کی طرف سے کوئی عزت و مرتبہ عطا کیا جاتا ہے تو وہ اظہار شکر گزاری کرتا ہے اور اُس کو ایسا کرنا بھی چاہیئے کیوں کہ کسی شخص کے لئے سب سے بڑی عزت وہ ہے جو قوم کی طرف سے اُس کو عطا کی جائے، خصوصاً جب یہ عزت کسی ایسے شخص کو عطا کی جائے جو اپنے کو اس عزت کا مستحق نہ سمجھتا ہو۔ تو آپ خود اندازہ فرما سکتے ہیں کہ اُس کا دل شکر و سپاس کے جذبات سے کس حد تک معمور ہوگا۔

"آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس" مسلّمہ طور پر مسلمانانِ ہندوستان کی سب سے بڑی انجمن ہے اور اس کی صدارت سب سے بڑا اعزاز ہے جو مسلمان کسی کو دے سکتے ہیں۔ آپ نے اس موقع پر جو کانفرنس کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہے گا، اپنے لطف و کرم سے صدارت کا منصب مجھے عطا فرمایا ہے، یہ ایک ایسا اعزاز ہے جو میرے لئے ہمیشہ باعثِ فخر و امتیاز رہے گا، حقیقت یہ ہے کہ میں آپ کی اس نوازش و مہربانی سے اس حد تک اثر پذیر ہوں کہ الفاظ میرے جذبات شکر گزاری کی ترجمانی نہیں کر سکتے۔

حضرات! جب یہ "اعزاز" میرے سامنے پیش کیا گیا تو قدرتی طور پر مجھے

اس کے قبول کرنے میں تامّل و تردد ہوا، کیوں کہ میں اپنے کو اس منصب کا اہل نہیں سمجھتا تھا، لیکن اسلامی تربیت نے مجھے فرمان پزیری کی تعلیم بھی دی ہے۔ اس لئے میں نے اپنے بزرگوں کا فیصلہ بسر و چشم قبول کیا اور تعمیل ارشاد کے لئے حاضر ہو گیا اور مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور آپ کی مہربانی و اخلاقی مدد کے اعتماد پر میں اپنا فرض ادا کر سکوں گا۔

اس موقع پر شاید یہ ذکر بے موقع نہ ہوگا کہ جس قومی مجلس کی صدارت کا اعزاز مجھے بخشا گیا ہے میں اُس کا دیرینہ خادم ہوں، موجودہ بیسویں صدی کا پہلا سال مجھے ہمیشہ یاد رہے گا۔ اس لئے کہ بانی کانفرنس سر سید مرحوم کی وفات کے تقریباً ۴ سال بعد جب کہ آپ کی کانفرنس کے آنریری سکرٹری **نواب محسن الملک** مرحوم تھے پہلی دفعہ کانفرنس کا سالانہ اجلاس مدراس میں منعقد ہوا اور یہ پہلا موقع تھا جب کہ مجھے کانفرنس کے اغراض و مقاصد اور اُس کی تعلیمی خدمات سے واقف ہونے کا موقع ملا اور اُس کی خدمت کرنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔

اُسی زمانہ سے میں نے یہ محسوس کیا کہ اس ملک میں مسلمانوں کی آئندہ ترقی صرف تعلیم پر منحصر ہے جو ہر قسم کی ترقی کا واحد ذریعہ ہے اور جب تک مسلمان تعلیم حاصل نہ کریں گے، ہندوستان کی دوسری قوموں کے دوش بدوش نہیں چل سکیں گے، بلکہ اُن کی مستقل ہستی بھی محفوظ نہیں رہے گی۔ اس احساس کا یہ نتیجہ تھا کہ میں صوبۂ مدراس نیز بعض دوسرے صوبوں میں بھی اپنی استطاعت کے مطابق مسلمانوں کی تعلیمی ترقی کے لئے کوشش کرتا رہا، اور خدائے تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ یہ ناچیز کوشش ایک حد تک نتیجہ خیز ثابت ہوئی اور سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد سے جب سے کہ کانفرنس نے مسلمانانِ مدراس کو اپنا پیام پہنچایا تھا ہمارے صوبہ کے مسلمانوں نے تعلیم میں فی الجملہ ترقی کی ہے اور اب وہ تعلیم کی اہمیت و ضرورت محسوس کرنے لگے ہیں۔

سنہ ۱۹۲۷ء میں مجھے ایک دفعہ پھر آپ کی انجمن کی خدمت اور آپ کی تعلیمی تحریک کے

سلسلہ میں کام کرنے کا موقع ملا جب کہ آپ کے موجودہ آنریری سکرٹری **نواب صدر یار جنگ بہادر** کے زمانہ میں دوسری مرتبہ کانفرنس کا اجلاس مدراس میں منعقد ہوا اور میرے صوبہ کے مسلمانوں نے اپنی ذرہ نوازی سے جماعت استقبالیہ کی صدارت کے فرائض انجام دینے کے لئے مجھے مامور کیا، اس طرح خوش نصیبی سے مجھے ایک دفعہ اور کانفرنس کی خدمت کرنے کا موقع حاصل ہوا اور حسب استطاعت میں نے یہ خدمت فخر و خوشدلی کے ساتھ انجام دی، میں سمجھتا ہوں کہ شاید اسی دیرینہ نیازمندی کی بنا پر باوجود عدم قابلیت مجھے آپ نے یہ اعزاز عطا کیا ہے جس کے سلئے میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں اور آپ کی طلب پر لبیک کہکر حاضر ہو گیا ہوں۔

جوبلی کا ہمہ گیر پروگرام

حضرات! آپ مجھ سے یہ توقع نہ رکھیں کہ میں اہم تعلیمی مسائل میں آپ جیسے ارباب علم اور ماہرین تعلیم کی کوئی رہ نمائی کرسکوں گا، خصوصاً ایسی صورت میں جب کہ مختلف وجوہ و اسباب کی بنا پر ہندوستان میں تعلیم کا مسئلہ اس قدر اہم اور پیچیدہ ہو گیا ہے کہ حکومت اور ماہرین تعلیم اس کا صحیح حل تلاش کرنے میں اب تک مصروف ہیں اور شاید یہ کہنا صحیح ہے کہ اب تک وہ کسی آخری نتیجہ تک نہیں پہنچے ہیں، لیکن مجھے آپ کی پنجاہ سالہ جوبلی کا نظام عمل دیکھکر ایک گونہ اطمینان حاصل ہوتا ہے کہ شاید ہم اس دفعہ کسی مفید نتیجہ تک پہنچ سکیں اور ماہرین تعلیم کا یہ اجتماع تعلیمی مشکلات کے حل کرنے کے لئے مفید و نتیجہ خیز ثابت ہو۔

اجلاس جوبلی کے "نظام عمل" پر میں نے جو اظہار اطمینان کیا ہے اس سے میری یہ مراد ہے کہ اس مرتبہ آپ نے حقیقت شناسی سے کام لے کر اجلاس کو مختلف شعبوں پر تقسیم کر دیا ہے جس سے آپ کے پروگرام میں ہمہ گیری پیدا ہو گئی ہے اور وہ تمام تعلیمی شعبوں پر حاوی ہو گیا ہے، اس اجمال کی مزید تفصیل یہ ہے کہ آپ نے ابتدائی تعلیم، ثانوی تعلیم، اعلیٰ تعلیم، صنعتی تعلیم اور تعلیم نسواں وغیرہ کے لئے علحدہ علحدہ شعبے رکھے ہیں اور ہر شعبہ

کے لئے لائق و تعلیم یافتہ اصحاب کو صدر اور سکرٹری مقرر کیا ہے۔ اگر ہماری خوش نصیبی سے
ان شعبوں کو صحیح طریقہ سے اپنے فرائض ادا کرنے کا موقع ملا تو بہت سی مشکلات کا حل پیدا
ہو جائے گا اور اگر اس کے بعد حکومت اور برادرانِ وطن کا تعاون بھی ہمیں حاصل ہو گیا تو اس کا
امکان ہے کہ ہماری مشکلات کا خاتمہ ہو جائے اور موجودہ تعلیم اور طریقۂ تعلیم کے وہ مشہور نقائص
جن کی وجہ سے جدید تعلیم کی طرف سے لوگوں کو بیزاری پیدا ہو رہی ہے دور ہو جائیں۔

یہ ظاہر ہے کہ تعلیم کے جتنے پہلو ہو سکتے ہیں وہ سب آپ نے ان شعبوں کے ذریعہ سے
جوبلی کے وسیع پروگرام میں شامل کر لئے ہیں اور اس طریقہ سے اپنی مہربانی سے آپ نے
میری صدارت کے فرائض کو بہت کچھ ہلکا کر دیا ہے، اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ زیادہ بہتر ہوگا
کہ تعلیم کے مختلف شعبوں کے متعلق بجائے میرے وہ ماہرینِ فن اپنے اپنے خیالات ظاہر
فرمائیں جو مخصوص طور پر ان شعبوں کے صدر مقرر ہوئے ہیں، اس لئے میں اُن اصحاب کے
کام میں غیر ضروری مداخلت سے احتراز کرتے ہوئے صرف اشارۃً بعض امور عرض کروں گا۔

ابتدائی تعلیم

آپ نے ایک شعبہ "ابتدائی تعلیم" پر بحث کرنے کے لئے بھی رکھا ہے
اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ ابتدائی تعلیم سنگ بنیاد کی
حیثیت رکھتی ہے، اگر سنگ بنیاد مستحکم اور استوار نہ ہو اور اس میں کجی و خامی رہ جائے
تو کوئی مضبوط عمارت اس پر تعمیر نہیں ہو سکتی، اس لئے ابتدائی تعلیم ہماری خاص توجہ کی
مستحق ہے لیکن اس موقع پر میں اس قدر ضرور عرض کروں گا کہ ابتدائی تعلیم کا کوئی پروگرام
اُس وقت تک قابلِ اطمینان اور واقعی طور پر سودمند نہیں سمجھا جائے گا جب تک اس میں
اخلاقی تربیت بھی شامل نہ ہو۔ جس طرح ابتدائی تعلیم، سنگِ اساس ہے اعلیٰ تعلیم کا، اسی طرح
بچپن کی اخلاقی تربیت، عمدہ سیرت و خصائل کی بنیاد ہے۔ بہترین کیرکٹر کی تعمیر اسی عمر میں
ہوتی ہے۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ بچپن ہی میں بچوں کی اخلاقی تربیت کا انتظام کریں،
اور اُن کے دلوں میں ملک و ملت کی محبت اور مذہب کی عظمت راسخ کر دیں۔ ہماری

قوم جو آج تباہی اور ادبار کی حالت میں مبتلا ہے اس کی وجہ صرف جہالت اور تعلیم کی کمی نہیں ہے جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے، بلکہ اس تباہی کی بڑی وجہ اخلاقی افلاس ہے جو جو مالی افلاس سے بھی زیادہ ہولناک ہے، یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جب سے ہمارا اخلاق برباد ہوا ہم خود برباد ہو گئے، اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ابتدائی تعلیم کے ساتھ ہی ہم اپنے بچوں میں عمدہ خصائل پیدا کرنے کی بھی کوشش کریں تاکہ زندگی کی آئندہ کشمکش میں وہ عزم صادق اور ہمت مردانہ کے ساتھ کام کر سکیں۔

ترقی یافتہ قومیں اپنے بچوں کو ابتدا ہی میں ایسی تربیت دیتی ہیں کہ وہ زندگی کی جنگ میں ثابت قدمی اور حوصلہ مندی سے حصہ لے سکیں، اسی اعلیٰ تربیت کا یہ اثر ہے کہ یہ بچے بڑے ہو کر ایسے کارہائے نمایاں انجام دیتے ہیں جو اُن کی قوم کی شہرت اور سربلندی کا باعث ہوتے ہیں۔

غرض ہمارا اوّلین فرض یہ ہے کہ ابتدائی تعلیم کو عام کرنے کے لئے مکاتب کا جال سارے ملک میں پھیلا دیں اور اس کی بنیادیں ایسی مضبوط و استوار رکھیں جن پر اعلیٰ تعلیم کی عمارت خوش اسلوبی سے تیار ہو سکے، لیکن یہ مقصد بغیر لائق و تربیت یافتہ اُستادوں کی امداد اور اُن کے ہمدردانہ رویہ کے حاصل نہیں ہو سکتا، مگر بدقسمتی سے ہماری عام ذہنیت یہ ہے کہ ابتدائی تعلیم کے لئے ہم لائق اساتذہ کی ضرورت محسوس نہیں کرتے، گویا عمارت کے سنگ بنیاد رکھنے کا کام ایسے ناتجربہ کار معماروں کے سپرد کرتے ہیں جو ناآشنائے فن اور کوتاہ نظر ہیں اور زندگی کا کوئی بلند مقصد اُن کے سامنے نہیں ہے۔

ثانوی تعلیم

"ثانوی تعلیم" درحقیقت درمیانی کڑی یا سیڑھی ہے جو ہمیں اعلیٰ تعلیم تک پہنچانے کا ذریعہ ہے، اس لئے اُس کو ہماری موجودہ ضروریات اور جدید پیدا شدہ حالات کے مطابق ہونا چاہیے، حالات سرعت سے تبدیل ہو رہے ہیں اور بے روزگاری کے مسئلہ نیز دوسرے اسباب نے مختلف صوبوں کی حکومتوں کو

مروّجہ طریقۂ تعلیم پر نظرِ ثانی کے لئے مجبور کر دیا ہے۔ چنانچہ خود آپ کے صوبے میں بھی تعلیم کی اصلاح اور جدید تنظیم کے لئے حکومت غور کر رہی ہے اور سر تیج بہادر سپرو کی صدارت میں ایک کمیٹی اس کام کے لئے مامور ہے۔ ابھی یہ نہیں کہا سکتا کہ جو جدید تنظیم عمل میں آئے گی وہ ملک سے بے روزگاری کے دُور کرنے میں کس حد تک مفید و نتیجہ خیز ثابت ہوگی اور ہمارے نوجوان طلبہ کی ذہنی ترقی پر اُس کا کیا اثر پڑے گا۔

البتہ اس قدر بے تامل کہا جا سکتا ہے کہ محض معمولی اور آئینی تبدیلیوں یا مدتِ تعلیم کی کمی و بیشی سے ہماری مشکلات کا خاتمہ نہ ہوگا۔

اس وقت ہم ایک انقلاب انگیز دور سے گزر رہے ہیں اور ہمارے چاروں طرف بیک وقت تخریب و تعمیر اور شکست و ریخت کا ہنگامہ برپا ہے۔ اس ہنگامہ خیز حالت نے موجودہ نظامِ تعلیم کی بنیادیں بھی ہلا دی ہیں اور اب ان کمزور بنیادوں پر کوئی جدید عمارت نہیں تعمیر کی جا سکتی۔ اس لئے "تعلیمی انقلاب" ناگزیر ہے۔

گزشتہ چند سال سے ہر یونیورسٹی کے کانووکیشن کے موقع پر جو خطبات پڑھے جاتے ہیں اُن میں عموماً موجودہ تعلیم کے ناقص اور غیر سودمند ہونے کا اعتراف کیا جاتا ہے، جس سے تعلیم یافتہ طبقہ کا وہ "اضطراب" ظاہر ہوتا ہے جس میں وہ مبتلا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت نہ صرف تعلیم یافتہ جماعت میں بلکہ ہر طبقہ میں بے چینی کے آثار نمایاں ہیں، مزدور، سرمایہ دار، کارخانہ دار اور زراعت پیشہ لوگ سب کے سب ایک دورِ اضطراب سے گزر رہے ہیں، حکومت ان حالات سے بے خبر نہیں ہے، وہ ایک طرف "اصلاحِ دیہات" کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے جدوجہد کر رہی ہے، دوسری طرف موجودہ تعلیم کی نقائص کے اعتراف پر مائل اور اُس کی اصلاح و تنظیم پر بلند آہنگی لیکن آہستہ روی سے آمادہ نظر آتی ہے، اس لئے اصلاحِ تعلیم کے لئے کمیشن بٹھائے جاتے اور کمیٹیاں بنائی جاتی ہیں اور ایسے طریقے تجویز کئے جا رہے ہیں جن کے اختیار کرنے سے تعلیم زیادہ عملی اور کارآمد صورت اختیار کرلے

اور نتائج کے لحاظ سے مفید ثابت ہو۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ ان تمام تجاویز اور تبدیلیوں سے باخبر رہیں اور اس سلسلہ میں تمام تحریکات کا مسلسل مطالعہ کرتے رہیں اور ایسے اسباب و وسائل مہیا کریں کہ جدید تجاویز کے مطابق اپنے اداروں میں تبدیلیاں کر سکیں اور اگر وہ تبدیلیاں مذہبی یا قومی نقطۂ نظر سے اُن کے لئے مضر ہیں تو اجتماعی قوت سے اُن کے برخلاف صدائے احتجاج بلند کریں۔

اعلیٰ تعلیم

حضرات! ابتدائی اور ثانوی تعلیم کی طرح "اعلیٰ تعلیم" سے بھی ہم بے نیاز نہیں ہو سکتے، اعلیٰ تعلیم کی ہمیں اس لئے ضرورت ہے کہ وہ "اعلیٰ" ہے اور موجودہ دور میں جب کہ ہندوستان کے نظام حکومت میں ایک خوش گوار انقلاب ہو رہا ہے اور بہت سی آئینی تبدیلیاں عمل میں آنے والی ہیں، وہی جماعت سب سے زیادہ باا ثر با اقتدار اور کامیاب ہوگی جس کے سب سے زیادہ افراد اعلیٰ تعلیم یافتہ ہوں گے موجودہ عہد کے نازک و پیچیدہ سیاسی و اقتصادی مسائل کا سمجھنا، مالیات میں بصیرت حاصل کرنا اور ترقی یافتہ ممالک کی طرح امور ملکی کا انجام دینا بغیر اعلیٰ تعلیم اور وسیع واقفیت کے ممکن نہیں، اس لئے اگر مسلمانوں نے زیادہ سے زیادہ ایسے افراد نہ پیدا کئے جو جدید آئین کے نافذ ہونے کے بعد اُس میں قابلیت سے حصہ لے سکیں تو یہ آئینی انقلاب اور اصلاحات اُن کے لئے بے سود ثابت ہوں گی۔ یہ صحیح ہے کہ صرف حکومت کے اعلیٰ مناصب پر پہنچنا اور جلیل القدر عہدے حاصل کرنا کسی قوم کا نصب العین نہ ہونا چاہیئے لیکن اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہر ترقی یافتہ قوم کو ایسے افراد کی ضرورت ہے جو انتظام مملکت میں اعلیٰ قابلیت اور تدبر و ہوش مندی کے ساتھ حصہ لے سکیں۔

جب ہماری قوم کی ترقی اور عروج کا دور تھا تو اُس میں صرف علماء، مشائخ، اور شعرا و ارباب ادب ہی نہ تھے بلکہ صاحب تدبیر وزراء، ماہر فن سپہ سالار، سیاسی مدبر اور دولت مند تاجر بھی موجود تھے، یہ ایک حقیقت ہے کہ کوئی قوم اُس وقت تک ترقی یافتہ

اور مہذب و شائستہ نہیں کہی جا سکتی جب تک اُس میں ہر قسم کے ارباب کمال اور صاحب ہنر اشخاص موجود نہ ہوں، اس لئے ہمارا فرض ہی کہ اعلیٰ تعلیم کے ہر شعبے میں اپنے نوجوانوں کو بھیجیں کیوں کہ جس طرح ہندوستان کی ہر قوم کو یہ حق حاصل ہی یا حاصل ہونے والا ہی کہ وہ اپنے ملک کے انتظام میں حصہ لے، اسی طرح ہمیں بھی یہ حق حاصل ہی۔ لہٰذا ہمیں اس کام میں در آنا چاہیئے اور اس مقصد کے لئے ہونہار نوجوانوں کو تیار کرنا چاہیئے۔

تعلیم نسواں

حضرات! جوبلی کے پروگرام میں ایک شعبہ تعلیم نسواں کا بھی رکھا گیا ہی اب تعلیم نسواں کی ضرورت سے کسی کو انکار نہیں، البتہ اُس کی نوعیت بحث طلب ہی اور اس میں لوگ مختلف الرائے ہیں، میں اس موقع پر ایک محاکمہ کرنے والے کی پوزیشن اختیار کر کے کوئی "قولِ فیصل" آپ کے سامنے پیش کرنا نہیں چاہتا، تاہم بعض امور آپ کی توجہ کے لئے عرض کروں گا، میں اس حقیقت سے ناآشنا نہیں ہوں کہ علم بجائے خود ایک مقصد ہی۔ اس لئے تعلیم کا مقصد سرکاری ملازمت نہ ہونا چاہیئے مگر یہ بھی ایک واقعہ ہی کہ ہم نے ابتدا سے "جدید تعلیم" کا مقصد سرکاری ملازمت قرار دیا ہی، میں ادب سے عرض کروں گا کہ عورتوں کو تعلیم دینے سے ہمارے پیش نظر یہ مقصد نہ ہونا چاہیئے۔

اب یہ حقیقت سب کو معلوم ہی کہ عملی طور پر ہم نے تعلیم کا جو مقصد (یعنی سرکاری ملازمت) قرار دیا تھا، اب اُس میں کامیابی نہیں ہوتی، ہزاروں تعلیم یافتہ نوجوان ملازمت کی تلاش میں پھرتے ہیں مگر اُنھیں ملازمت نہیں ملتی، بلکہ اُن کی قیمت اور حیثیت روز بروز گرتی جاتی ہی۔ چنانچہ خود میرے صوبۂ مدراس میں آج کل ایک گریجوئٹ کی قیمت ۲۵-۳۰ روپیہ ماہوار سے زیادہ نہیں ہی، اس تلخ تجربہ کے بعد مجھے یہ اُمید ہی کہ آپ لڑکیوں کی تعلیم کے معاملہ میں انجام بینی اور دانش مندی سے کام لیں گے اور سرکاری ملازمت کی نیت سے تعلیم دے کر لڑکوں کی طرح اُن کی زندگی کو ناکامیاب نہیں بنائیں گے اور اُن کی صحت، عافیت، اطمینانِ قلب اور گھر کی پُرسکون زندگی کو برباد نہیں کریں گے۔

دوسری بات میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ لڑکیوں کی تعلیم کے معاملے میں ہمیں یہ امر ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ ایک "مسلمان لڑکی" کا مقصد حیات دوسری قوم کی لڑکیوں سے مختلف ہونا چاہیئے۔ اس حقیقت سے ہر شخص واقف ہے کہ مسلمان اپنی معاشرت، رسم و رواج اور مذہبی عقائد و اعمال کے لحاظ سے دوسری قوموں سے مختلف ہیں۔ اس لئے اُن کی ضرورتیں بھی دوسری قوموں سے مختلف ہیں، لہذا جو تعلیم دوسری قوم کی لڑکیوں کے لئے مناسب و موزوں ہے وہ بغیر اہم تبدیلیوں کے مسلمان لڑکیوں کے لئے مفید و سود مند نہیں ہو سکتی۔

ہمیں اس ملک میں اپنی مستقل ہستی قائم رکھنے کے لئے اسلامی تہذیب روایات اور اپنے آداب معاشرت کا قائم رکھنا ضروری ہے اور خصوصیت کے ساتھ لڑکیوں کے "نصاب تعلیم" میں یہ چیزیں اس لئے ضروری ہیں کہ ہم اپنے بچّوں کو ابتدائے عمر میں جو عمدہ تعلیم و تربیت دینا چاہتے ہیں وہ صرف اسی طریقہ سے ممکن ہے کہ ہم لڑکیوں کے لئے بہترین تعلیم کا انتظام کریں تاکہ وہ آنے والی نسلوں یعنی اپنے بچّوں کو بھی عمدہ طریقہ سے تربیت دے سکیں اور یہ ظاہر ہے کہ بچّوں کی عمدہ تربیت ہی قومی ترقی کا واحد ذریعہ ہے۔

تیسری بات جو اس سلسلے میں عرض کرنے کے لائق ہے وہ یہ ہے کہ عورت کے فرائض و ضروریات مرد سے مختلف ہیں اس لئے یہ قدرتی بات ہے کہ اُن کی تعلیم بھی ایک دوسرے سے مختلف ہو گی، اگر ہم اس فطری اختلاف کو نظرانداز کر کے غلط راستہ اختیار کریں گے، تو یہ فطرت سے ایک قسم کی جنگ ہو گی جس کا نتیجہ ظاہر ہے۔

مثلاً بچّوں کی پرورش اور خانہ داری کے فرائض ادا کرنا ہمیشہ سے عورتوں کے ذمّہ ہے۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ ہم عورتوں کے لئے ایسی تعلیم و تربیت کا اہتمام کریں جس سے وہ اپنے فرائض بہ نسبت ناخواندہ عورتوں کے زیادہ خوش اسلوبی اور سلیقہ سے انجام دے سکیں، مقصد یہ ہے کہ خانگی زندگی کو خوش گوار و راحت بخش بنانا عورتوں کا

فرض ہے اور ایک کامیاب تعلیم کا یہ نتیجہ ہونا چاہیئے کہ عورتیں صحیح طریقہ سے اور خوبصورتی وخوش نمائی کے ساتھ اپنا فرض ادا کرنا سیکھ لیں۔ بہرحال تعلیم نسواں کا مسئلہ ایک خاص اہمیت رکھتا ہے اس لئے ہمیں پہلی فرصت میں اس پر غور کرنا چاہیئے کہ وہ کون سی تعلیم ہے جو عملی حیثیت سے عورتوں کے لئے مفید اور ان کی زندگی کے لئے کارآمد ہو سکتی ہے۔

ترقی پذیر نظام تعلیم کا فائدہ

حضرات! دنیا کی دوسری چیزوں کی طرح تعلیم بھی ہمیشہ بدلتی رہتی ہے، اس لئے ہم کوئی ایسا نظام تعلیم نہیں بنا سکتے جو ایک طویل زمانہ تک مفید وکارآمد ثابت ہو سکے، جو قوم اپنے گردوپیش کے حالات پر نظر کر کے اپنی تعلیم میں ضروری تبدیلیاں کرتی رہتی ہے وہ بہ نسبت قدامت پسند قوم کے زیادہ فائدہ اٹھاتی ہے اور اپنے بچوں کو مقتضائے وقت کے مطابق تعلیم دے کر ان کی زندگی کو مفید وکارآمد بنا دیتی ہے، چنانچہ اب سے کم وبیش ۶۰ برس پہلے جب مسلمانوں میں انگریزی تعلیم رائج نہ تھی سرسید مرحوم نے مقتضائے وقت کا لحاظ کر کے ارباب علم اور اہل بصیرت کے مشورہ سے ملک میں جدید تعلیم رائج کرنے کی کوشش کی اور ان کی مسلسل جدوجہد کا یہ نتیجہ ہوا کہ مسلمان انگریزی پڑھنے پر متوجہ ہوئے، لیکن اس موقع پر یہ واقعہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ مسلمانوں سے پہلے ہندوستان کی دوسری قومیں اس طرف متوجہ ہو چکی تھیں اور ان کے بچے انگریزی پڑھنے میں مشغول تھے، چنانچہ انھوں نے بہ نسبت مسلمانوں کے اس تعلیم سے زیادہ فائدہ اٹھایا اور اس کے شیریں ثمرات سے متمتع ہوئے، اس کے بعد مسلمان بھی بقدر اپنی سعی وکوشش مستفید ہوئے۔

تعلیمی انقلاب کی ضرورت

لیکن اب مقتضائے وقت یہ ہے کہ ہم اس تعلیم میں تبدیلی کریں اور گزشتہ ساٹھ برس میں ہندوستان کے حالات میں جو انقلاب ہوا ہے اس کو پیش نظر رکھ کر آئندہ کے لئے ایک ایسا تعلیمی پروگرام بنائیں جو اپنے نتائج کے لحاظ سے ہمارے لئے زیادہ مفید وسودمند ہو۔

عام طور پر یہ بیان کیا جاتا ہے کہ مسلمان اس لئے پس ماندہ ہیں کہ وہ انگریزی تعلیم پر بہت دیر کے بعد متوجہ ہوئے اور جب برادرانِ وطن بہت سی منزلیں طے کر چکے اس وقت اُنھوں نے سفر کا آغاز کیا۔ میں کہتا ہوں کہ تاریخ پھر اپنا اعادہ کر رہی ہے اور مسلمان آج بھی وہی کر رہے ہیں جو اُنھوں نے پہلے کیا تھا یعنی برادرانِ وطن مقتضائے وقت کے مطابق اپنی تعلیمی پالیسی میں تبدیلی کر رہے ہیں۔ وہ اپنے بچّوں کو تعلیم کے مختلف شعبوں میں بھیج رہے ہیں اور خصوصیت کے ساتھ صنعت و حرفت کی تعلیم پر متوجہ ہیں، اُن کے بچے ”صنعتی تعلیم“ کے لئے یورپ اور امریکہ جاتے ہیں اور اُن کے سرمایہ دار مختلف قسم کے کارخانے اور تجارتی کمپنیاں کھول رہے ہیں، جہاں جدید مشینوں سے کام لیا جاتا ہے، چنانچہ خود آپ کے صوبے میں اس کی مثال ”دیال باغ“ موجود ہے جس کی شہرت اب ہندوستان کے دوسرے صوبوں تک بھی پہنچ چکی ہے۔

یہ کارخانہ ملکی مصنوعات کو ترقی دینے کے علاوہ بہت سے نوجوانوں کے لئے روزگار مہیّا کرتے اور اُن کی زندگی کو مفید و کار آمد بناتے ہیں، برخلاف اس کے ہماری یہ حالت ہے کہ اب تک لکیر کے فقیر بنے بیٹھے ہیں اور جو گھروندا ہم نے ساٹھ برس پہلے بنایا تھا اُس سے باہر نکلنا نہیں چاہتے، حالانکہ ”موجودہ تعلیم“ مذہب کی طرح کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس میں تبدیلی کا امکان نہ ہو۔

ضرورتِ وقت کا احساس

حضرات! برادرانِ وطن نے اب سے کافی مدت پہلے یہ محسوس کر لیا تھا کہ ملازمت کا میدان روز بروز تنگ ہو رہا ہے اور اب محض سادہ تعلیم کے ذریعہ سے نوجوان اپنی روزی مہیا نہیں کر سکتے اس لئے اُنھوں نے دوسرے وسائل معاش مہیا کرنے کے لئے کوشش شروع کر دی جس میں وہ تدریجاً کام یاب ہو رہے ہیں۔

ہندوستان ایک عظیم الشان ملک ہے اور اس کے قدرتی وسائل بہت

وسیع ہیں، اس لئے اگر ہم زمانہ کی ضرورت کے مطابق صنعت و حرفت کی تعلیم حاصل کر کے اپنے ملک کے قدرتی وسائل سے فائدہ اُٹھائیں تو لاکھوں نوجوانوں کے لئے روزگار مہیا کرنے کے علاوہ ملک کی دولت میں بھی بہت کچھ اضافہ کر سکتے ہیں جس کا بدیہی فائدہ یہ ہے کہ ہمارے ملک میں افلاس اور بے روزگاری کی وجہ سے جو بے چینی اور اضطراب پیدا ہو گیا ہے وہ بہت کچھ دُور ہو جائے گا۔

جب کسی ملک پر کوئی خوف ناک مصیبت آتی ہے تو عام دستور یہ ہے کہ لوگ سب کاروبار چھوڑ کر اور بہت سی مفید تحریکوں کو بند کر کے سب سے پہلے اُس مصیبت کے دُور کرنے پر متوجہ ہو جاتے ہیں اور جب وہ مصیبت اہل ملک کی متحدہ کوشش سے دُور ہو جاتی ہے تو پھر از سرِ نو اپنا کاروبار جو بجائے خود ضروری ہے شروع کر دیتے ہیں۔

آپ کو معلوم ہوگا کہ گزشتہ جنگ عظیم کے زمانہ میں جب یورپ پر عام مصیبت آئی اور ہر ملک شدید خطرہ میں مبتلا ہو گیا تو طلبہ اور پروفیسر بھی ”تعلیم“ جیسا ضروری کام چھوڑ کر اور جنگی اسلحہ سے آراستہ ہو کر میدان جنگ کی طرف چل پڑے، کیوں کہ وطن خطرے میں تھا اور اس کو خطرہ سے بچانا وطن کے ہر فرزند کا فرض تھا۔

اُس وقت حالت یہ تھی کہ بہت سی پبلک عمارتیں جنگی اغراض کے لئے وقف کر دی گئی تھیں اور فوجی اقتدار ہر چیز پر غالب نظر آتا تھا، آج ہمارا ملک بھی اسی طرح خطرہ میں مبتلا ہے اور افلاس ایک ”خوف ناک اور ہلاکت آفریں بھوت“ کی صورت میں ہمارے ملک پر مسلط ہو گیا ہے، اس لئے ہم سب لوگوں کا فرض ہے کہ پہلے اس خوف ناک دشمن کا مقابلہ کریں اور جب یہ بلا ملک سے دُور ہو جائے اُس وقت دوسری چیزوں پر متوجہ ہوں۔

اس سے میرا یہ مطلب نہیں کہ آپ مروّجہ تعلیم سے بالکل دست کش ہو جائیں اور اسکولوں اور کالجوں کو صنعتی کارخانوں کی صورت میں تبدیل کر دیں، البتہ

میری یہ آرزو ضرور ہے کہ آپ نوجوانوں کو ایسی تعلیم دیں کہ ہندوستان کے قدرتی وسائل سے فائدہ اُٹھانے کی صلاحیت اُن میں پیدا ہو جائے اور اُن کی عملی اعانت سے ملک میں بڑے بڑے کارخانے قائم ہو جائیں جو ہندوستان کی دولت میں اضافہ کرکے اُس کو ترقی یافتہ ممالک کی طرح خوش حال و فارغ البال بنا دیں۔

صنعتی تعلیم کی ضرورت

حضرات! مجھے اس بات سے مسرت ہے کہ آپ بھی صنعتی تعلیم کی ضرورت محسوس کر رہے ہیں چنانچہ آپ نے ایک شعبہ جوبلی کے پروگرام میں ٹیکنیکل تعلیم کا بھی رکھا ہے، میرا خیال ہے کہ یہ شعبہ زیادہ وسعت چاہتا ہے، ضرورت ہے کہ اس میں "تجارتی تعلیم" کا اضافہ کرکے اس کو اور زیادہ مفید و کارآمد بنایا جائے۔

کانفرنس پچاس سال تک اشاعت تعلیم کی خدمت انجام دیتی رہی اور اس خدمت کے ذریعہ سے اُس نے ملک و ملت کو کافی فائدہ پہنچایا، اب نصف صدی کی خدمت کے بعد پنجاہ سالہ جوبلی سے کانفرنس کا جو دورِ جدید شروع ہوتا ہے، ضرورت ہے کہ اس دَور میں مسلمانوں کے سامنے صنعتی اور تجارتی تعلیم کا ایک وسیع پروگرام رکھا جائے اور اُن کو آگاہ کیا جائے کہ اب مقتضائے وقت یہ ہے کہ وہ صنعت، تجارت اور مختلف پیشوں کی تعلیم میں سرگرمی سے مصروف ہو کر اپنی قوم کو اقتصادی تباہی سے بچائیں، یہ کام تنہا ایک شخص یا کسی مقامی انجمن کے بس کا نہیں ہے بلکہ کانفرنس کے کرنے کا ہے اور اُسے کرنا چاہیئے۔

کانفرنس کی رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آج کل بھی وہ پیشوں کی تعلیم مثلاً انجنیری، ڈاکٹری، ٹیچرس ٹریننگ اور صنعتی تعلیم وغیرہ کے لئے وظائف دیتی ہے مگر وظائف کی تعداد ناکافی ہے اور ضرورت بہت زیادہ ہے، مسلمانوں کو پورے حوصلہ کے ساتھ اس مفید کام میں کانفرنس کی مدد کرنی چاہیئے تاکہ وہ زیادہ طلبہ کی مدد کر سکے

ملک میں ہزاروں طلبہ ایسے موجود ہیں جو مختلف پیشوں کی تعلیم کے لئے موزوں ہیں اور تعلیم کے خواہش مند ہیں مگر تعلیم کے وسائل انھیں میسر نہیں ہیں، اگر مسلمان اس مقصد کے لئے کافی سرمایہ فراہم کر دیں تو کانفرنس جیسی معتمد و معتبر انجمن کے ذریعہ سے ان خواہش مند طلبہ کو وظائف دیئے جا سکتے ہیں، کانفرنس اپنے طریقہ کے مطابق طلبہ کو یہ وظائف بطور قرض دے گی اور پھر برسر کار ہونے پر اُن سے تدریج وصول کرے گی اور اُس روپیہ کو دوسری ضرورت مند طلبہ کے وظائف میں صرف کرے گی اس طرح یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا،

صنعت و حرفت کی تعلیم کے لئے وظائف

میرا خیال ہے کہ اگر کانفرنس کے پاس اس مقصد کے لئے کافی روپیہ جمع ہو جائے تو اُسے چاہیئے کہ وہ طلبہ کو وظائف دے کر صنعت و حرفت کی تعلیم کے لئے یورپ اور امریکہ بھی بھیجے تاکہ یہ لوگ وہاں سے ایسی تعلیم حاصل کر کے آئیں کہ بڑے بڑے کارخانوں کو جو ہندوستان میں مشترکہ سرمایہ سے قائم ہوں یا کئے جائیں، خوش اسلوبی سے چلا سکیں۔

میرا مقصد اس موقع پر ہر ایسی تعلیم سے ہے جو کاروبار سے تعلق رکھتی ہو، مثلاً اس وقت بنکنگ کے کام میں مسلمان پیچھے ہیں یا اکاؤنٹنسی کے کام میں پس ماندہ ہیں، لہذا ضرورت ہے کہ اس کے لئے بھی وظائف دے کر طلبہ تیار کئے جائیں۔

اسی سلسلہ میں آپ کو مسلمان کاریگروں کی اولاد پر بھی توجہ کرنی چاہیئے، آپ کو معلوم ہوگا کہ ہندوستان میں مسلمان کاریگروں کی تعداد دوسری قوموں کے کاریگروں سے زیادہ ہے لیکن آج کل وہ سخت مصیبت کی حالت میں ہیں اور مختلف اسباب نیز کس مپرسی کی وجہ سے اُن کی صنعت رو بزوال ہے، اس لئے ضرورت ہے کہ ہم ان کاریگروں کے بچوں کی تعلیم پر خاص توجہ کریں تاکہ وہ اپنے پیشہ میں ترقی کر سکیں اور

تعلیم پاکر اپنے پیشہ کا کام زیادہ عمدگی اور خوش اسلوبی سے انجام دیں، یہ مقصد حوصلہ افزائی سے حاصل ہوگا جو ابتدا میں وظائف اور انعامات کی صورت میں ہونی چاہیئے۔

حضرات! میرا مقصد مختصر الفاظ میں یہ ہے کہ گزشتہ پچاس برس میں حالات بہت کچھ بدل گئے ہیں، جب ۱۸۸۶ء میں کانفرنس کی بنیاد رکھی گئی کچھ اور حالات تھے اور آج جب کہ اس کی پنجاہ سالہ جوبلی ہو رہی ہے صورت حال اس زمانہ سے مختلف ہے، اب مقتضائے وقت یہ ہے کہ کانفرنس اپنی قوت بجائے کتابی اور درسی تعلیم کے زیادہ تر عملی تعلیم پر صرف کرے۔

میں آپ کے سامنے کوئی مفصل اسکیم نہیں پیش کر سکتا، یہ آپ کا کام ہے اور آپ ہی اس کے زیادہ اہل ہیں، البتہ میں صرف اس قدر عرض کرتا ہوں کہ زمانہ کا رخ بدل گیا ہے اور اب دوسری ہوائیں چل رہی ہیں اس لئے آپ بھی اپنا رخ بدل دیجئے اور زمانہ کا ساتھ دیجئے ؎

زمانہ با تو نہ سازد تو با زمانہ بساز

مسلمانوں کو صنعتی اور کاروباری معلومات کی ضرورت

"تجارت اور صنعت" کی خوبیوں کے متعلق میں آپ سے اس سے زیادہ اور کچھ کہنا نہیں چاہتا کہ آپ کے اور ہمارے دانش مند حکمراں ایک "تاجر" کی حیثیت سے ہندوستان میں داخل ہوئے اور آج ایک "فاتح" اور "ہندوستان کے آقا" کی حیثیت سے یہاں موجود ہیں۔ کیا اس تاریخی حقیقت کے بعد بھی آپ کے سامنے مجھے کسی دلیل کے پیش کرنے کی ضرورت ہے؟

حضرات! اس سلسلہ میں آخری چیز میں یہ عرض کروں گا کہ چونکہ مسلمان عام طور پر تجارتی اور کاروباری ذوق نہیں رکھتے اور ان کی تعلیم یافتہ جماعت کا

اکثر و بیشتر حصہ سرکاری دفاتر اور محکموں کی فضا میں زندگی بسر کر رہا ہے اس لئے وہ عموماً تجارتی معلومات اور کاروباری دنیا سے ناواقف و بے خبر ہیں، یہاں تک کہ ہمارے اچھے اچھے تعلیم یافتہ بینک کے کاروبار اور مالیات کے پیچیدہ مسائل سے ناآشنا ہیں لیکن جب آپ قوم کے نوجوانوں میں تجارتی اور کاروباری ذوق پیدا کرنا چاہتے ہیں تو ضرورت ہے کہ اس کے متعلق ہر قسم کے مفید و دلچسپ معلومات فراہم کریں۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ ہماری کانفرنس کے صدر دفتر میں تمام ہندوستان کی تعلیمی حالت کے متعلق معلومات کا کافی ذخیرہ اور ہر صوبہ کی تعلیمی رپورٹیں، اعداد اور نقشے موجود ہیں۔ اب اسی طرح تجارت، صنعت، حرفت اور ہر قسم کے کاروبار و نیز صنعتی و حرفتی اداروں اور کارخانوں کے متعلق معلومات کا معقول ذخیرہ جمع کرنا چاہیئے اور حسب ضرورت چھوٹے چھوٹے رسالوں اور کانفرنس گزٹ کے ذریعہ سے یہ معلومات شائع کر کے نوجوانوں میں کاروباری ذوق پیدا کرنا چاہیئے، اس کے علاوہ جس طرح کسی زمانہ میں کانفرنس نے مختلف اضلاع میں تعلیم کی اشاعت و تبلیغ کے لئے لوکل کمیٹیاں قائم کی تھیں اب کاروباری سرگرمی پیدا کرنے کے لئے تمام اضلاع میں اس قسم کی لوکل کمیٹیاں قائم کی جائیں۔

عام تعلیم کی رہ نمائی کا کام کانفرنس بہت کچھ کر چکی ہے۔ اب اس کو مقتضائے وقت خدا کا نام لے کر کاروباری رہ نمائی اور بے کاروں کے لئے روزگار فراہم کرنے کا کام بھی وسیع پیمانے پر شروع کر دینا چاہیئے اور مسلمانوں کو یہ چاہیئے کہ وہ پورے جوش سے اس کام میں کانفرنس کی مدد کریں اگر ہم نے سلیقہ و محنت سے یہ کام انجام دیا تو اس سے مسلمانوں کو غیر معمولی فائدہ پہنچے گا اور لاکھوں نوجوانوں کی زندگی سنبھل جائے گی جب کانفرنس یہ کام شروع کر دے تو ہر پانچ سال بعد اُسے ایک "پنج سالہ رپورٹ" بھی مرتب کر کے شائع کرنا چاہیئے جس میں یہ بتایا جائے کہ گزشتہ پانچ سال میں کس قدر

کام انجام پایا اور اب آئندہ کیا کرنا چاہیئے۔

حضرات! معاف کیجئے کہ میں نے تجارتی وکاروباری معاملات کے متعلق اپنا نقطۂ نظر واضح کرنے میں کسی قدر طوالت سے کام لیا، لیکن اس کی ضرورت تھی اور بمقتضائے وقت میرا یہ فرض تھا کہ اپنے خیالات کسی قدر وضاحت سے آپ کی خدمت میں پیش کروں۔

واقعہ یہ ہے کہ زمانہ کا رُخ دیکھ کر مجھے یہ اندازہ ہوا کہ: ؎

ہیں چرخ کی اب نئی ادائیں — چلنے لگیں اور ہی ہوائیں
چھیڑے جو گئے نئے فسانے — نغمہ وہ رہا نہ وہ ترانے
پھونکا ہے فلک نے اور افسوں — اب رنگِ زمانہ ہے دگرگوں
سیارے ہیں اب نئی چمک کے — وہ ٹھاٹھ بدل گئے فلک کے
اب صورتِ ملک و دیں نئی ہے — افلاک نئے زمیں نئی ہے
وہ بزم رہی نہ جام وساغر — اک بار اُلٹ گیا وہ دفتر

اس لئے میں نے مناسب خیال کیا کہ مسلمانوں کے لئے مستقبل میں جو طریقہ کار میرے نزدیک صحیح ہے وہ عرض کر دوں۔

حضرات! مجھے اُمید ہے کہ آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کی پنجاہ سالہ جوبلی کا یہ اجلاس ہماری تعلیمی تاریخ میں ایک "جدید انقلاب" پیدا کرے گا اور ہم گزشتہ واقعات سے عبرت وبصیرت حاصل کر کے آئندہ اپنا نظامِ عمل زیادہ احتیاط ودانش مندی سے بنائیں گے اور اب تک جو غلطیاں کرتے رہے ہیں آئندہ اُن سے احتراز کریں گے۔

مثلاً تعلیم یافتہ اصحاب کا زمانۂ گزشتہ میں یہ طریقۂ کار تھا کہ وہ "بحیثیت جماعت" صرف "انگریزی تعلیم" کی اشاعت وترقی کے لئے کوشش کرتے رہے اور دوسری نہایت مفید قومی تحریکوں سے اُنھوں نے عموماً اپنے کو علیٰحدہ رکھا، گویا اپنے طریقۂ عمل سے لوگوں کو اس غلط فہمی میں مبتلا ہونے کا موقع دیا کہ "جدید تعلیم یافتہ جماعت" ملک کی دوسری

تحریکوں سے ہمدردی نہیں رکھتی، میں نہیں عرض کرسکتا کہ لوگوں کا یہ خیال کہاں تک صحیح تھا حقیقت جو کچھ بھی ہو لیکن اس غلط فہمی یا بدگمانی کے نتائج اچھے نہیں نکلے، یعنی قوم کے دوسرے طبقات کو جدید تعلیم یافتہ جماعت سے بیگانگی پیدا ہوگئی خصوصاً مشرقی و مذہبی علوم کے تعلیم یافتہ یعنی علماء، اور انگریزی داں جماعت کے درمیان ایک خلیج حائل ہوگئی، اس طرح جب ہم ایک دوسرے سے بے تعلق ہوگئے تو ہماری قوت کا شیرازہ بکھر گیا اور بہت سی مفید تحریکیں جن سے واقعی قوم کے ابھرنے کی امید تھی مردہ ہوکر رہ گئیں، اگر ہم کانفرنس کی اس پچاس سالہ جوبلی کے موقع پر قوم کے مختلف طبقات کو باہم مانوس کرنے میں کامیاب ہوجائیں اور امت محمدیہ کی شیرازہ بندی کرلیں تو یہ اس عہد کا ایک بڑا کارنامہ ہوگا اور اگر جوبلی سے صرف یہی ایک کام بن گیا جب بھی میں یہ سمجھوں گا کہ جوبلی کامیاب رہی اور ہمارا مقصد حاصل ہوگیا۔

شعبۂ مدارسِ اسلامیہ

حضرات! میں سمجھتا ہوں کہ اب آپ نے بھی قوم کے مختلف طبقات میں اتحاد کی ضرورت محسوس کرلی ہے اور شاید اسی بناء پر آپ نے جوبلی کے پروگرام میں "شعبۂ اسلامیات" اور "شعبۂ اسلامی مدارس" بھی رکھا ہے اور جو لوگ مشرقی و مذہبی علوم کے درس تدریس میں مصروف ہیں اُن کو علی گڑھ تشریف لانے کی عام دعوت دی ہے، آپ کا یہ طریقۂ کار میرے لئے بے حد مسرت و خوشی کا باعث ہے، اس لئے میں آپ کی طرف سے اُن علماء کرام کا خیر مقدم کرتا ہوں جو یہاں تشریف لائے ہیں اور اُن سے درخواست کرتا ہوں کہ اس نازک موقع پر جب کہ گوناگوں اختلافات نے ہماری طاقت کو پراگندہ کردیا ہے، ملت اسلامیہ کو متحد کرنے کے لئے کسی کوشش سے دریغ نہ فرمائیں۔

مجھے یقین ہے کہ اُن کی کوشش بارآور ہوگی اور ہم سب ملک و ملت کے فائدہ کے لئے متحد ہوجائیں گے۔

حضرات! بحیثیت ایک مسلمان اور بحیثیت ایک مستقل قوم کے علوم مشرقیہ و اسلامیہ اور اپنی تہذیب و روایات کو زندہ رکھنا اور ترقی دینا ہمارا اوّلین فرض ہے، مغربی علوم کی

ضرورت تسلیم کرنے یا ان کو رائج کرنے کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں کہ ہم اپنے مذہبی علوم تاریخ قومی روایات اور تہذیب پر قلم نسخ پھیر کر کسی دوسری قوم میں جذب ہو جائیں، ہم مسلمان ایک مستقل قوم ہیں، اس لئے ہمیں ایک مستقل قوم کی حیثیت سے زندہ رہنا چاہیئے اور انشاء اللہ زندہ رہیں گے۔ البتہ اگر ہم نے اپنی ناعاقبت اندیشی اور کوتاہ بینی سے اپنے مخصوص علوم اور تہذیب و روایات کو بھلا دیا تو پھر دنیا میں کوئی چیز ہم کو زندہ نہیں رکھ سکے گی، لیکن مجھے یقین ہے کہ مسلمان ایسا نہیں کریں گے اور جس طرح وہ باوجود شدید مصائب اور حریفوں کے نرغہ کے تیرہ سو برس تک زندہ رہے آئندہ بھی زندہ رہیں گے اور اس طرح زندہ رہیں گے کہ دنیا اُن کی زندگی کی قوت محسوس کرے گی۔

ہندو مسلم اتحاد کی ضرورت

حضرات! میں صرف مسلمانوں ہی کے باہم متحد رہنے کا آرزومند نہیں بلکہ میری یہ تمنا ہے کہ ہندوستان کی سب قومیں باہم متحد ہو کر صلح و آشتی سے رہیں، تاکہ اطمینان کے ساتھ ترقی کر سکیں، باہمی اختلافات نے ہمارے ملک کو سخت نقصان پہنچایا ہے اور اس مخالفت و خانہ جنگی سے ہر قوم کو براہ راست صدمہ پہنچا ہے۔

مجھے یہ دیکھ کر مسرت ہوتی ہے کہ علی گڑھ تحریک کے لیڈروں کا نصب العین ہمیشہ سے یہ رہا ہے کہ ہندوستان کی سب قومیں صلح و آشتی کے ساتھ زندگی بسر کر سکیں، چنانچہ سرسید مرحوم ہمیشہ ہندو مسلمانوں کو ہندوستان کی دو آنکھوں سے تشبیہ دیتے تھے اور اُن کے مشہور جانشین نواب محسن الملک مرحوم نے آپ کی کانفرنس کے سالانہ اجلاس مدراس منعقدہ ۱۹۰۱ء میں اپنی ایک طویل تقریر میں صاف صاف فرمایا تھا کہ:-

> "ہندوستان میں جب تک ہندو اور مسلمان ایک دوسرے کے ہمدرد نہ ہونگے اور آپس میں دوستانہ برتاؤ نہ رکھیں گے اور فراخ حوصلگی اور بے تعصبی سے ایک دوسرے کے ساتھ پیش نہ آئیں گے، وہ ملکی بھائی اور ہموطن کہلانے کے مستحق نہ ہوں گے اور جو کوئی (مسلمان ہو یا ہندو) باہمی دوستانہ برتاؤ کے قائم رکھنے اور ترقی دینے میں سعی نہ کرے گا، وہ درحقیقت ملکی اور قومی گنہگار ہوگا۔"

نواب محسن الملک مرحوم کا مذکورۂ بالا بیان کسی مزید تصریح کا محتاج نہیں، ہندوستان کی سب قوموں کو اپنے مشترک فائدہ کے لئے ایک دوسرے کا معین و مددگار ہونا چاہیئے یعنی

جو کام سب کے فائدہ کا ہو اُس میں مذہب کا سوال درمیان میں لایا جائے بلکہ سب باہم مل کر کوشش کریں۔

اُردو پریس کانفرنس

اس بنا پر مجھے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ آپ نے جوبلی کے پروگرام میں "اردو پریس کانفرنس" کا جو اجلاس رکھا ہے اُس میں ہر مذہب و ملت اور ہر صوبہ کے اُردو اخبارات کے اڈیٹروں کو مدعو کیا ہے اور وہ سب ایک مشترکہ مقصد کے لئے یہاں جمع ہو رہے ہیں، چوں کہ اُردو پریس کا یہاں ذکر آگیا ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ چند الفاظ اس سلسلہ میں بھی عرض کروں، بدنصیبی سے ہمارا ملکی پریس بہت بدنام ہے۔ چنانچہ ہمارے اخباروں پر اکثر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ اشتعال انگیز مضامین لکھکر لوگوں کے فرقہ وارانہ جذبات کو برانگیختہ کرتے اور فتنہ وفساد کی رہ نمائی کرتے ہیں، میں اس الزام کو علی العموم تسلیم نہیں کرتا لیکن اس میں شبہ نہیں کہ کچھ نہ کچھ اخبارات ملک میں ایسے موجود ہیں جو اپنے فرقہ کی حمایت میں حدّ اعتدال سے گزر جاتے ہیں، جس سے فرقہ وارانہ جھگڑے اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں، مگر اس کے ساتھ ہی ایسے بلند نظر اور وسیع القلب اخبار نویس بھی ہمارے ملک میں ہیں جو ان جھگڑوں سے الگ رہتے اور ملک کے عام فائدہ کے لئے کوشش کرتے ہیں۔

کسی ملک کا پریس اُس ملک کی اندرونی حالت کا آئینہ ہوتا ہے جس کے ذریعہ سے ہم کو اُس ملک کی تہذیب و شائستگی، ترقی اور قومی و سیاسی تحریکات، نیز لیڈروں کی کارگزاری کے اندازہ کرنے کا موقع ملتا ہے، میں چاہتا ہوں کہ یہ آئینہ یا مرقّع مکروہ مناظر سے پاک ہو بلکہ ایسا نظر فریب اور دلکش ہو کہ ہر فرقہ کے مہذب و شائستہ انسان اس کو دیکھکر خوش ہوں، اس لئے میں اپنے ملکی اخبارات کے اڈیٹروں سے جو یہاں تشریف لائے ہیں اور اُن سے بھی جو یہاں موجود نہیں ہیں یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ اُردو پریس کا معیار بلند کرنے کی کوشش فرمائیں اور اپنے فرقہ کی تائید میں ایسا رویّہ نہ اختیار کریں جو دوسرے فرقوں یا اشخاص کی دل آزاری کا باعث ہو۔

اس کے علاوہ میں اُن سے یہ بھی درخواست کروں گا کہ جو تحریکیں ملک کے لئے واقعی مفید ہیں وہ پوری قوت سے اُن کی حمایت کریں تاکہ ہمارے عوام میں بیداری پیدا ہو اور وہ ان مفید تحریکوں کی عملی تائید کر کے ہندوستان کو فائدہ پہنچائیں۔

مسلمانوں کی تعلیم و ترقی کے متعلق انعامی مضامین

حضرات! اب میں کانفرنس کی ایک اور مفید خدمت کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں مجھے معلوم ہوا ہے کہ کانفرنس نے مسلمانوں کی "تعلیم و ترقی" کے متعلق انعامی مضامین لکھوائے ہیں، جو ارباب قلم نے مقررہ شرائط کے مطابق لکھ کر کانفرنس کے آنریری سکرٹری صاحب کی خدمت میں بھیج دئے ہیں، اسی طرح سرسید مرحوم نے اب سے پینسٹھ ۶۵ برس پہلے انعامی مضامین کا اعلان کیا تھا اور مسلمانوں کی تعلیم کے متعلق ارباب بصیرت کی رائیں طلب کی تھیں، چنانچہ لوگوں نے مبسوط مضامین لکھ کر اپنی تجاویز پیش کیں، اور اُن تجاویز کے متعلق سرسید نے اپنی تعلیمی جد و جہد شروع کی جس کے نتیجہ کے طور پر مسلم یونیورسٹی وجود میں آئی۔

اب پینسٹھ ۶۵ برس میں حالات بہت کچھ بدل گئے ہیں، اس لئے از سرِ نو مسلمانوں کی آیندہ تعلیم و ترقی کے متعلق تجاویز طلب کی گئیں چنانچہ متعدد اہلِ علم نے اپنے مبسوط مقالے جو مفید تجاویز پر شامل ہیں تحریر فرمائے ہیں، ممکن ہے کہ یہ مضامین کسی "جدید تعلیمی انقلاب" کی بنیاد رکھیں، اور جس نظام تعلیم کے ماتحت ہم ۶۵ برس سے تعلیم کی اشاعت و ترقی میں مصروف ہیں اُس میں تبدیلیاں واقع ہوں، اس لئے ہم کو ہر تبدیلی کے لئے فراخ دلی سے تیار رہنا چاہیے۔

کانفرنس کی خدمات اور اس کی ضرورت

حضرات! کانفرنس نے اب تک تعلیم کی ترقی کے لئے زبردست خدمت انجام دی ہے، اور اس سلسلہ میں اُس کے کارنامے لائق تحسین ہیں مثلاً یہ کانفرنس ہی کا شاندار کارنامہ ہے کہ اس کی مسلسل کوشش و اثر کی وجہ سے مسلم یونیورسٹی وجود میں آئی، کیونکہ جیسا کہ ہر باخبر شخص بخوبی واقف ہے، مسلم یونیورسٹی کے قیام کا رزولیوشن نہایت جوش و بلند آہنگی سے سب سے پہلے کانفرنس ہی کے پلیٹ فارم سے پاس ہوا،

جس کے بعد کانفرنس نے نہایت سرگرمی سے تمام ملک میں کام شروع کر دیا، اُس نے تمام ملک میں سفیر بھیجے اور ہزاروں رسالے یونیورسٹی کی ضرورت پر شائع کئے۔ غرض سارے ملک میں ایک غلغلہ برپا کر دیا، اور یہ جد و جہد سالہا سال تک جاری رکھی یہاں تک کہ مسلمانوں نے مسلم یونیورسٹی کے لئے کافی سرمایہ جمع کر دیا، اور کانفرنس کو اپنے مقصد میں کامیابی حاصل ہوئی، غرض کانفرنس نے ہندوستان کے ایک ایک گوشہ میں اپنا تعلیمی پیام پہنچایا، اور جدید تعلیم کی طرف سے جو نفرت اور بدگمانی تمام ملک میں پھیلی ہوئی تھی اُس کو دور کیا، چنانچہ یہ کانفرنس ہی کی تبلیغ و اشاعت کا اثر ہے کہ لوگوں کے خیالات کی اصلاح ہوئی اور وہ تعلیم پر متوجہ ہوئے لیکن جب لوگوں نے تعلیم پر توجہ کی تو اُن کو قدم قدم پر مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اور تعلیم حاصل کرنے میں طرح طرح کی دشواریاں اُن کو پیش آئیں، کانفرنس نے ان مشکلات میں بھی حتی الامکان لوگوں کی مدد کی، اور جن مشکلات کا حل کرنا حکومت کے ہاتھ میں تھا اُن پر حکومت کو بار بار توجہ دلائی، جس کی تفصیل کانفرنس کی رپورٹوں میں موجود ہے۔

اس کے علاوہ جو دشواریاں قلت وسائل اور افلاس کی وجہ سے تھیں اُن کے دُور کرنے کی بھی کوشش کی، مثلاً حکومت سے مسلمان طلبہ کے لئے اُن کے افلاس کی بناء پر مراعات و وظائف حاصل کئے نیز دولت مند مسلمانوں کو تعلیمی وظائف عطا کرنے کی ترغیب دیکر طلبہ کو مالی امداد دلوائی، اس کے علاوہ کانفرنس نے خود بھی اپنے فنڈ سے ایک لاکھ سے زیادہ روپیہ طلبہ کے وظائف میں خرچ کیا لیکن با ایں ہمہ ابھی کانفرنس کے سامنے کام کرنے کے لئے ایک وسیع میدان ہے، کیونکہ ملک میں لاکھوں طلبہ ایسے موجود ہیں جو تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں، مگر اُن کی تعلیم کا کوئی انتظام نہیں ہے، اس کے علاوہ تقریباً ہر صوبہ میں تعلیم کے سلسلہ میں مختلف دشواریاں پیش آ رہی ہیں، اس

لئے میں محسوس کر رہا ہوں کہ مسلمانوں کو کانفرنس کی خدمات کی اب پہلے سے زیادہ ضرورت ہے بلکہ یہ کہنا صحیح ہے کہ تعلیمی جدوجہد کا اصلی وقت اب آیا ہے، کیونکہ آج ہم ایک ہنگامہ خیز دور سے گزر رہے ہیں اور ہمیں از سرِ نو اپنے پروگرام پر نظرِ ثانی کرنے اور تعمیری جدوجہد کی ضرورت پیش آگئی ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ یہ کام کانفرنس ہی بہترین طریقہ سے انجام دے سکے گی۔

اگرچہ بالفعل کانفرنس کو ایسے وسائل حاصل نہیں ہیں کہ وہ کسی جدید تعلیمی تحریک کو بیک وقت سارے ہندوستان میں پھیلا سکے۔

کیوں کہ ہندوستان ایک وسیع ملک ہے، اور مسلمان اُس کے ہر گوشہ میں پھیلے ہوئے ہیں جو مختلف زبانیں بولتے ہیں، اس لئے جب تک کسی خاص تنظیم کے ساتھ کام نہ کیا جائے کوئی تحریک سارے ملک میں اشاعت نہیں پا سکتی، مگر کانفرنس ایسے وسائل مہیا کر سکتی ہے کہ اس قسم کی تنظیم عمل میں لا سکے، اس لئے کہ کانفرنس نے اپنی دیرینہ خدمات سے ملک میں اعتماد حاصل کر لیا ہے اور علاوہ عام مسلمانوں کے اس کو فرمانروایانِ ملک اور امراء کی مربیانہ توجہ بھی حاصل ہے مثلاً ہز اگزالٹیڈ ہائینس حضور نظام خلد اللہ ملکہ نے کانفرنس کو اپنی مستقل شاہانہ امداد سے سرفراز فرمایا ہے، اسی طرح ہز ہائینس فرمانروائے بھوپال جو ایم اے او کالج کے اولڈ بوائے بھی ہیں کانفرنس کو مستقل سالانہ امداد عطا فرماتے ہیں، اور صدر دفتر کانفرنس کی وسیع و شاندار عمارت جس کا نام سلطان جہاں منزل ہے حضور ممدوح کی والدہ محترمہ ہز ہائینس نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ کی فیاضی و علم پروری کا ثمرہ ہے، اسی طرح ہز ہائینس فرمانروائے بہاولپور اور ہز ہائینس نواب صاحب جاورہ کے دربار سے بھی کانفرنس کو مستقل امداد ملتی ہے، ہز ہائینس نواب صاحب رامپور کی دلچسپی اور توجہ اس سے ظاہر ہے کہ حضور ممدوح نے گزشتہ سال کانفرنس کو اپنے دارالحکومت میں مدعو فرمایا، اور بحیثیت صدر جماعت

استقبالیہ اس کا خیر مقدم کیا۔

کانفرنس ایک آل انڈیا انجمن ہی، اور ہندوستان کے مختلف صوبوں میں بار بار اپنے سالانہ اجلاس منعقد کر چکی ہے، اس لئے کم و بیش ہر صوبہ کے مسلمان اس کی تعلیمی خدمات سے واقف ہیں، اب کانفرنس کا یہ کام ہونا چاہئے کہ جن صوبوں میں اب تک کوئی باقاعدہ تعلیمی انجمن یا پراونشل کانفرنس موجود نہیں ہی وہاں پراونشل کانفرنس قائم کرے، اس کے بعد صوبوں کی پراونشل کانفرنسیں اپنے صوبہ کے اضلاع میں تعلیمی اغراض کے لئے لوکل کمیٹیاں قائم کریں، اب ہر صوبہ میں اس حد تک تعلیم پھیل چکی ہی کہ لوکل کمیٹیوں میں کام کرنے کے لئے ایسے لوگ مل سکتے ہیں جو بغیر کسی مالی معاوضہ کے یہ خدمت انجام دے سکیں گے، صوبہ وار تعلیمی کانفرنسوں کے قیام کے بعد مرکزی کانفرنس کو اُن کے مشورہ سے اپنی ایک تعلیمی پالسی اور ایک نظام عمل معین کرنا چاہئے۔ اس کے بعد پراونشل کانفرنسوں اور لوکل کمیٹیوں کا یہ کام ہونا چاہئے کہ وہ مرکزی کانفرنس کی تعلیمی پالیسی اور مجوزہ نظام عمل کے مطابق ہم آہنگی سے کام کریں، لوکل کمیٹیوں کے کام کی نوعیت اور تفصیلات بیان کرنے کا یہ موقع نہیں، یہ کام مرکزی کانفرنس کے ارکان کا ہی کہ وہ مختلف صوبوں کے مخصوص حالات کے مطابق طریقہ کار تجویز کریں، مجھے اس موقعے پر صرف یہ عرض کرنا مقصود تھا کہ مسلمانوں کو تعلیم کی اشاعت و ترقی کا کام ایک معین پروگرام کے ماتحت تنظیم و اتحاد عمل کے ساتھ کرنا چاہئے، موجودہ صورت میں جب کہ نہ کوئی معین نصب العین ہے، نہ نظام عمل، ہماری قوت بہت کچھ ضائع ہو رہی ہے، اور ہماری جدوجہد کے نتائج قابل اطمینان نہیں ہیں۔

تنظیم پر اصرار کرنے سے میرا یہ مقصد نہیں ہی کہ جب تک اس قسم کی تنظیم وجود میں نہ آئے، ہم اپنا کام معطل رکھیں، اور اپنی قوم کی تعلیمی ترقی کے لئے کوشش نہ کریں، اس لئے کہ یہ تنظیم ایک دن کا کام نہیں ہے، ابھی مسلمانوں میں اس قدر احساس پیدا نہیں ہوا ہی کہ محض "تنظیم" کا اعلان کر دینے یا رزولیوشن پاس کر دینے سے سارے ہندوستان

کے مسلمان منظم ہو جائیں، یہ سالہا سال کا کام ہے، ہمارا کام صرف یہ ہی کہ تنظیم و اتحاد ملت کے لئے جد و جہد شروع کر دیں، آخر کار ایک وقت آئے گا کہ ہم اپنا مقصد حاصل کر لیں گے لیکن جب تک وہ وقت نہ آئے ہمیں اپنا کام جاری رکھنا چاہئے، کیونکہ قوموں کے لئے معطل اور خاموش رہنا موت کے ہم معنی ہے، لہذا ہمیں اپنی مسلسل جد و جہد کے ذریعہ سے اپنی زندگی کا ثبوت دیتے رہنا چاہئے۔

اردو کی ملکی اہمیت اور اس کی ترقی کی ضرورت

حضرات! جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کانفرنس کے دور جدید کے لئے میں کوئی مفصل پروگرام آپ کی خدمت میں نہیں پیش کر سکتا لیکن جس طرح میں نے تعلیمی معاملات کے متعلق بعض امور آپ کی توجہ کے لئے عرض کئے ہیں اسی طرح میں آپ سے یہ بھی عرض کروں گا کہ آپ تعلیمی و اصلاحی نقطۂ نظر سے اردو یا ہندوستانی زبان کی اشاعت و ترقی کے لئے کوشش کیجئے۔

مجھے معلوم ہی کہ کانفرنس کے بانی سر سید احمد خاں مرحوم و مغفور اور اُن کے جانشینوں نے اپنی مادری زبان اردو کی بہت بڑی خدمت کی ہی، اور آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس اب بھی زبان کی خدمت کر رہی ہی وہ نہایت عمدہ تعلیمی و تاریخی کتابیں چھاپتی ہی نیز ایک نہایت مفید اصلاحی اخبار کانفرنس گزٹ کے نام سے شائع کر رہی ہی، لیکن ابھی اس سلسلہ میں مزید گنجائش ہی۔

ضرورت ہی کہ عوام میں بیداری پیدا کرنے اور اُن کے معلومات میں اضافہ کرنے کے لئے چھوٹے چھوٹے مفید رسالے جو سادہ زبان میں ہوں تمام ملک میں شائع کئے جائیں اس کے علاوہ یہ بھی ضرورت ہی کہ سر سید کے زمانہ سے اب تک جو عمدہ لٹریچر مسلمانوں کی تعلیم اور اصلاح و ترقی کے متعلق وجود میں آیا یا جو کچھ کانفرنس نے چھاپا ہی وہ سارے ملک میں پھیلایا جائے۔

لوکل کمیٹیوں کا ایک کام یہ بھی ہونا چاہئے کہ وہ عوام کی ذہنی ترقی کے لئے اپنے اپنے اضلاع میں مفید لٹریچر کی اشاعت کرتی رہیں، موجودہ زمانہ میں کسی تحریک کو ملک میں مقبول و کامیاب بنانے کا بہترین ذریعہ یہی ہے کہ اخبارات، رسائل، اور کتابوں کے ذریعہ سے اُس کی اشاعت کی جائے، اگرچہ ہندوستان کے سب صوبوں کی مادری زبان اردو یا ہندوستانی نہیں ہے، لیکن وہ ہندوستان کے ہر صوبہ میں سمجھی یا بولی جاتی ہے اس لئے تھوڑی سی کوشش سے وہ ہندوستان کی عام زبان بن سکتی ہے، اور اُس کے ذریعہ سے ہر ہندوستانی خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان، یا کسی اور مذہب کا پیرو، اپنے خیالات دوسرے صوبوں کے رہنے والوں پر ظاہر کر سکتا ہے، ہندوستان میں اور زبانیں بھی ہیں، جن میں سے بعض ترقی یافتہ بھی ہیں، لیکن انھیں اپنے صوبہ کے باہر کوئی اہمیت حاصل نہیں، نہ اُنھیں کوئی بولتا ہے نہ سمجھتا ہے، مثلاً میرے صوبہ مدراس کی زبانیں آپ کے صوبہ بلکہ سارے شمالی ہند میں کہیں نہیں سمجھی جاتیں لیکن آپ کی اردو ہمارے صوبہ کے خواندہ لوگ بخوبی سمجھ لیتے ہیں، اور بہت سے لوگ اس میں بات چیت بھی کر سکتے ہیں، اردو کی مشہور کتابیں بھی ہمارے صوبہ میں پہنچ گئی ہیں مثلاً آپ کو "مسدس حالی" کی بہت سی جلدیں مدراس کے مسلمان گھروں میں مل جائینگی

جن صوبوں کے بھائیوں کی مادری زبان اردو ہے اُنھیں دوسرے صوبوں مثلاً مدراس یا بنگال کے بھائیوں کی اردو پر ہنسنا نہیں چاہیئے بلکہ اُن کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیئے کہ باوجودیکہ اُن کی مادری زبان اردو یا ہندوستانی نہیں ہے لیکن وہ دوسرے صوبوں کے بھائیوں کی خاطر اُس کے سیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مجھے اپنے عزیز تعلیم یافتہ نوجوانوں سے شکایت ہے کہ وہ اردو کی اشاعت و ترقی کے لئے کافی کوشش نہیں کرتے، اور اُن میں بہت کم ایسے ہیں جو اردو کی خدمت میں مصروف ہوں، البتہ پنجاب کے نوجوان نسبتہً اُردو کی زیادہ خدمت کر رہے ہیں جس

سے مجھے مسرت ہوتی ہے۔

اسی طرح دولتِ آصفیہ بھی اردو کی بیش بہا خدمت انجام دے رہی ہے، جہاں آپ کے ذی وقار چانسلر اعلیٰ حضرت نظام الملک آصف جاہ سابع میر عثمان علی خاں بہادر شاہ دکن و برار کی شاہانہ توجہ سے جامعہ عثمانیہ اور دار الترجمہ قائم ہے، یہ ایسا شاندار کام ہے جو صرف اعلیٰ حضرت کے شاہانہ حوصلہ سے انجام پا سکتا تھا۔ مجھے امید ہے کہ اعلیٰ حضرت حضور نظام کا ذوق ادب مسلم یونیورسٹی میں بھی کار فرما ہوگا، اور کارکنان یونیورسٹی اس پر غور فرمائیں گے کہ وہ کس حد تک اور کن علوم کی تعلیم اردو زبان میں دے سکتے ہیں، میرے خیال میں اب اس کا وقت آگیا ہے کہ آپ اس مسئلہ پر غور کریں۔

شکریہ حضرات! میں نے آپ کی بہت سمع خراشی کی جس کے لئے میں آپ سے معافی کا طالب ہوں، اور آخر میں تہِ دل سے مکرر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے کانفرنس کی گولڈن جوبلی جیسے شاندار موقعے پر اپنے دور افتادہ بھائی کو نہ صرف یاد کیا بلکہ صدارت کی عزت بھی بخشی، اور اگرچہ میری عمر کا یہ تقاضا نہ تھا کہ میں کوئی طویل سفر اختیار کروں اور نہ میں آپ کی رہنمائی کر سکتا تھا لیکن جب آپ نے اپنی نوازش و کرم سے مجھے یاد فرمایا تو یہ ناشکر گزاری ہوتی کہ میں آپ کی دعوت کو مسترد کر دیتا۔

اب میں کانفرنس کی گولڈن جوبلی کی کامیابی کی اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں اور مجھے خداوند بزرگ کی ذات پاک سے امید ہے کہ اُس کی توفیق اور آپ کی ہمتِ مردانہ سے گولڈن جوبلی کے بعد ہماری تعلیم کا ایک دور جدید شروع ہوگا، اور جو تعلیمی نظامِ عمل ہم آیندہ بنائیں گے وہ قوم کے نوجوانوں کے لئے زیادہ مفید و سودمند ہوگا۔

طلبہ سے خطاب خاتمۂ کلام سے پہلے میں یہ ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ علی گڑھ آکر اپنے عزیز اور ہونہار بچّوں یعنی مسلم یونیورسٹی کے لڑکوں کو

دیکھ کر مجھے بیحد خوشی ہوئی اور میرا دل بڑھ گیا، ان بچوں کو دیکھ کر میں اپنی قوم کے مستقبل کی طرف سے مایوس نہیں ہوں، وہ نوجوان ہیں، حوصلہ مند ہیں اور اُن کے دلوں میں تازہ اُمنگیں ہیں، مجھے یقین ہی کہ آیندہ زندگی میں وہ اپنے ملک وقوم کی شاندار خدمت انجام دے کر حقیقی عزت اور سچی شہرت حاصل کریں گے۔

اب تک ہم جیسے بوڑھے ملک وملت کی تھوڑی بہت جیسی کچھ ہوسکی خدمت کرتے رہی لیکن ہمارا دور آخر ہوا، اب نوجوانوں کا دور شروع ہوتا ہی اُن کی کامیاب زندگی ہمارے لئے روحانی مسرت کا باعث ہوگی، اب میں علامہ شبلی مرحوم کے الفاظ میں اُن سے یہ خطاب کرتے ہوئے رخصت ہوتا ہوں: ؎

کئے تھے ہم نے بھی کچھ کام جو کچھ ہم سے بن آئے
یہ قصہ جب کا ہی باقی تھا جب عہدِ شباب اپنا

اور اب تو ہیچ یہ ہی جو کچھ امیدیں ہیں وہ تم سے ہیں
جواں ہو تم لبِ بام آچکا ہے آفتاب اپنا

(مطبوعہ شروانی پرنٹنگ پریس علی گڑھ)

کانفرنس گزٹ

کے متعلق

پراونشل مسلم ایجوکیشنل کانفرنس صوبجات متحدہ کا رزولیوشن

(جو کانفرنس مذکور کے اجلاس دہم منعقدہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء میں پاس ہوا)

"یہ کانفرنس اس امر کو بہ نظر استحسان دیکھتی ہے کہ آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس نے تعلیمی و اصلاحی اغراض نیز اپنے مقاصد کی تبلیغ و اشاعت کے لئے اپنا اخبار کانفرنس گزٹ جاری کیا ہے جو اپنے مفید و پُر مغز تعلیمی و اصلاحی مضامین کی بنا پر اہل علم کی ستائش حاصل کر چکا ہے،

چونکہ ہر انسٹی ٹیوشن کے لئے ایک آرگن کی ضرورت مسلّم ہے، یہ کانفرنس اس اخبار کی ضرورت تسلیم کرتے ہوئے پبلک کو اس کی مالی و اخلاقی اعانت پر متوجہ کرتی ہے، نیز نواب بہادر سر محمد مزمل اللہ خاں بالقابہ کا شکریہ ادا کرتی ہے کہ ممدوح نے سنہ رواں میں اس کو پانسو روپیہ عطا فرما کر اس کی بنیاد کو محکم فرمایا۔"

مولانا حاجی عبدالماجد صاحب دریابادی بی اے کا ریویو ہفتہ وار کانفرنس گزٹ پر

"(یہ) پرچہ پندرہ روزہ کی حیثیت سے نکل رہا تھا اور سچ مرحوم میں اس کا تذکرہ بھی آچکا ہے۔ خوشی کی بات ہے کہ اب ہفتہ وار ہوگیا ہے اور کئی نمبر اب تک اس جدید حیثیت میں نکل چکے ہیں۔ شرافت و متانت اس کا امتیازی جوہر ہے، یہ مدح کوئی معمولی مدح نہیں گنتی کے چند ہی اخبار ہیں جو اس معیار پر پورے اُتریں گے،

نہ کسی کی پگڑی اچھالتا ہے، نہ بد زبانی نہ فحش نویسی، نہ رکاکت و ابتذال، شروع سے آخر تک شریفوں کا لکھا ہوا، شریف گھرانوں میں جانے کے قابل، عموماً تعلیم اور اصلاح معاشرت کے مسائل پر لکھا کرتا ہے۔ کاغذ، کتابت و طباعت ظاہری حیثیت سے بھی ہر طرح پسندیدہ، ایسے اخبارات کی عملاً تائید و حوصلہ افزائی کرنا خود اپنی مدد کرنا اور قوم کا بگڑا ہوا مذاق سدھارنا ہے۔"

(اخبار صدق ۱۱ اگست ۱۹۳۵ء)

ملنے کا پتہ: صدر دفتر کانفرنس سلطان جہاں منزل، علی گڑھ

کانفرنس گزٹ علی گڑھ

یعنی

آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا تعلیمی و اصلاحی اخبار

جو زیر نگرانی

جناب نواب صدر یار جنگ بہادر آنریری سکرٹری کانفرنس

مہینہ میں چار بار شائع ہوتا ہے اور اس میں علی گڑھ کی تعلیمی تحریک مسائل تعلیم و تربیت، موجودہ نظام تعلیم اور اصلاح تمدن و معاشرت پر بحث کی جاتی ہے۔ ہندوستان کے اسلامی پریس نے نہایت عمدہ و حوصلہ افزا الفاظ میں اس پر ریویو کیا ہے اور اس کے اخلاقی و اصلاحی بلند پایہ مضامین کی خاص طور پر مدح و ستائش کی ہے۔ طلبہ، اساتذہ، والدین اور عام ناظرین غرض سب کے لئے اس کا مطالعہ مفید اور ضروری ہے۔ اخبار بہت عمدگی اور نفاست سے اچھے کاغذ پر چھپتا ہے اور متعدد تعلیم یافتہ و لائق اصحاب اس میں بلند پایہ مضامین لکھتے ہیں اور جدید تالیفات پر خاص اہتمام سے ریویو کر کے ارباب تالیف کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔

نمونہ ایک کارڈ لکھنے پر مفت ملتا ہے۔ **قیمت** سالانہ تین روپیہ (عہ)

اڈیٹر: محمد اکرام اللہ خاں ندوی

ملنے کا پتہ: **صدر دفتر کانفرنس سلطان جہاں منزل، علی گڑھ**